

## حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

اور ان کے قصے میں ان کے بھائی اُنیس کی تزیہ

جو کہ رسول اللہ ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے جو حضور ﷺ کے حق میں نازیبا اقوال سے دفاع کرتے تھے۔ اور اس کا اعجازِ قرآن کا اعتراف کرنا اور اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے تیس شبانہ روز بغیر کسی طعام کے صرف آبِ زم زم پر گزارا کیا تھا اور موٹے ہو گئے تھے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد ابن سلیمان نجاد نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابو عبد الرحمن مقری نے اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن رجا اور عمران بن موسیٰ نے ان دونوں کو ہد بہ بن خالد نے۔ ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو عبد اللہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوذر نے کہا کہ ہم اپنی قوم بنو غفار سے نکلے۔ وہ ماہِ حرام کو (جس میں جنگ و جدل حرام اور ممنوع تھا) اس کو حلال کر کے رکھتے تھے۔ یعنی حرمت کو پامال کرتے تھے، اس میں ممنوع کام بھی کرتے تھے۔ چنانچہ میں اور میرے بھائی اُنیس اور ہماری والدہ ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم اپنے اس ماموں کے پاس پہنچے جو کہ مالدار تھے اور ذی وقار تھے۔ ہمارا اکرام کیا اور ہمارے ساتھ احسان کیا مگر ان کی قوم نے ہمارے ساتھ حسد کیا۔

انہوں نے کہا آپ جب اپنے گھر سے نکل جاتے ہیں تو اُنیس تیرے گھر میں پیچھے غیر موجودگی میں آتا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ہمارے ماموں نے آکر ہمارے سامنے وہ بات کھول دی جو اس کو کہی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا بہر حال جو کچھ نیکی آپ ہمارے ساتھ پہلے کر چکے ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ آج کے بعد ہم آپ سے نہیں ملیں گے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ اُونٹ جو ہمارے لئے مخصوص کئے تھے وہ ہمیں دے دیئے۔ ہم ان پر سوار ہو کر روانہ ہونے لگے تو ہمارے ماموں نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم مکہ کے قریب اُترے۔ کہتے ہیں ہمارے بھائی اُنیس نے ازراہِ مفاخرت ہمارے گروہ سے نفرت اور علیحدگی اختیار کر لی اور اس کی مثل سے۔ چنانچہ ہم لوگ کاہن کے پاس گئے کہ ہمیں بتاؤ، ہم میں سے صحیح ہو اچھا کون ہے؟ اس نے اُنیس کو اچھا قرار دیا یعنی صحیح قرار دیا۔ وہ ہمارا اُونٹوں کا گروہ لے آیا اور اس کی مثل بھی۔

کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے نماز پڑھی تھی اے بھتیجے! اس سے قبل کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتا تین سال تک میں نے پوچھا کہ کس کے لئے نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ کے لئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس طرف منہ کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں اس طرف منہ کرتا تھا جس طرف اللہ تعالیٰ مجھے متوجہ کرتے تھے۔ میں عشاء کی نماز پڑھتا، یہاں تک کہ جب رات کا آخر ہو جاتا تو میں ایسے پڑ جاتا جیسے کوئی کپڑا چادر۔

اُنیس شاعر کی گواہی کہ قرآن جادو گروں کا کلام نہیں ..... حدیث مقری میں ہے کہ ان کی مراد کپڑے سے تھی۔ حتیٰ کہ سورج کی دھوپ میرے اوپر آ جاتی۔ اُنیس نے کہا کہ میرا ایک کام ہے مکہ میں آپ میرے پیچھے میرے کام کا خیال رکھنا، یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں۔ چنانچہ اُنیس چلے گئے۔ وہ، مکہ میں پہنچ گئے، انہوں نے وہاں مکہ میں جا کر دیر کر دی، جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک آدمی سے ملا ہوں جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ نے اس کو رسول بنا دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے، ساحر ہے، کاہن ہے۔

کہتے ہیں کہ اُنہیں خود ایک شاعر تھے۔ اُنہیں نے کہا کہ میں نے کانہوں کے قول سُنے ہیں یہ ان کا قول نہیں ہے۔ اور میں نے اس کے اقوال کو شعراء کے اقوال کے ساتھ پرکھا ہے (دوسروں نے کہا کہ شعراء کے کلام کے طرق اور انواع پر پرکھا ہے)۔ اللہ کی قسم! میرے بعد کسی کی زبان پر یہ درست نہیں آئے گا کہ وہ شاعر ہے۔ اللہ کی قسم بے شک وہ سچا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والے جھوٹے ہیں۔

کہتے ہیں کہ میں نے اُنہیں سے کہا کہ آپ میری غیر موجودگی میں خیال رکھیں، میں جا کر اس شخص کو دیکھوں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اہل مکہ میں سے بن جانا ان کے خطرے سے بچنے کے لئے۔ بے شک وہ لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں، وہ اس پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ میں روانہ ہو کر مکہ پہنچا۔ میں نے وہاں جا کر اہل مکہ میں سے ضعیف ترین آدمی تلاش کیا۔ میں نے اس سے پوچھا، وہ شخص کہاں ہے جس کو لوگ صابی (اپنے دین سے ہٹا ہوا، پھرا ہوا) کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے صابی کہہ کر میری طرف اشارہ کیا (یعنی اس کو پکڑ کر مارو یہ بھی صابی ہے)۔

کہتے ہیں کہ پوری وادی والے مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ جس کے ہاتھ میں اینٹ آئی اس نے وہ ماری، جس کے ہاتھ میں پتھر آیا اس نے مجھے وہ مارا۔ یہاں تک کہ میں گر کر بے ہوش ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کب اُٹھا۔ جب میں اُٹھا تو ایسے تھا جیسے سُرخ نشان ہوتے ہیں (یعنی لہولہان ہو گیا تھا)۔ چنانچہ میں زم زم پر آیا، میں نے اس سے پانی پیا اور اپنا خون دھویا۔ لہذا میں کعبہ اور اس کے پردوں کے بیچ میں داخل ہو گیا۔

تحقیق اے بھتیجے! میں تیس دن اور تیس راتیں وہاں اس حال میں رہا کہ میرا کھانا سوائے زم زم کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور میں موٹا ہو گیا اس قدر کہ میرے پیٹ کے شکن ختم ہو گئے۔ اور میرے جگر پر بھوک کا ضعف اور کمزوری باقی نہ رہی۔ اچانک اہل مکہ چاندنی رات میں جو منور اور روشن ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے کانوں پر مہر ماردی اور وہ سو گئے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے کوئی نہیں آیا دو عورتوں کے سوا۔ وہ میرے پاس آئیں اور وہ دونوں آساف اور نائلہ بت کی پکار کر رہی تھیں۔ وہ اپنے طواف کے دوران میرے پاس آئیں۔ میں نے کہا کہ کیا انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کر لیا تھا؟ (یعنی آساف و نائلہ نے)۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی پکار سے نہ رُکیں۔ دوسرے راویوں نے کہا کہ ان دونوں عورتوں کو اس بات سے کسی شئی نے مائل نہ کیا اس سے جو کچھ وہ کہہ رہی تھیں۔ کہتے ہیں وہ میرے قریب آئیں تو میں نے کہا کہ یہ بت (آساف اور نائلہ) یہ سب تو لکڑی کی مثل ہیں۔

(ڈاکٹر عبدالمطعمی لکھتے ہیں) اَلْهَنْ وَالْهَنْةُ بغیر تشدید نون کے، کنایہ ہے کسل شئی سے۔ اکثر کنایہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں فرج اور ذکر کے لئے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے معنی ہوگا کہ اس نے ان سے یہ کہا تھا کہ فَقَالَ لَهُمَا لَوْ مِثْلُ الْخَشْبَةِ فِي الْفَرْجِ آہوں نے ان سے کہا یہ ایسے ہیں جیسے لکڑی شرمگاہ میں۔ یہ جملہ کہہ کر انہوں نے ایک تو آساف و نائلہ کو گالی دی اور دوسرے یہ کہہ کر انہوں نے کفار کو جلایا۔

پس وہ دو عورتیں ہلاکت اور وِیْسَل کی بددعا دیتی ہوئی چلی گئیں اور کہنے لگیں کاش کہ اس وقت یہاں پر ہمارے گروہ کے لوگ ہوتے۔ کہتے ہیں کہ ان کے آگے اچانک رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق ﷺ پہاڑ سے اترتے ہوئے آگئے۔ عورتوں کو بکتے ہوئے سنا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں؟ عورتوں نے بتایا کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان صابی (دین سے پھرا ہوا شخص) چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس صابی نے تمہیں کیا کہا ہے۔ وہ بولیں اس نے ہم سے ایسا کلمہ کہا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اتنی بڑی بات کہہ دی اور بڑی گالی دی ہے کہ اس سے زیادہ قبیح اور بُری کوئی چیز نہیں ہے)۔

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ..... پس رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق ﷺ آئے۔ انہوں نے حجر اسود کا استلام کیا، اور اس کے بعد انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی۔ جب انہوں نے نماز پوری کر لی تو ابو ذر کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو میں پہلا شخص تھا جس نے حضور ﷺ کو سلام کیا، یعنی السلام علیک کہا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کس قبیلے سے ہو؟ میں نے بتایا کہ بنو غفار میں سے۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور ابو ذر کی پیشانی پر رکھ لیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید آپ نے

ناپسند کیا ہے غفار کی طرف میری نسبت کو۔ میں حضور ﷺ کا ہاتھ تھامے جھکا تو حضور ﷺ کے ساتھی نے مجھے روک دیا۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے سر اٹھایا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کب سے یہاں پر ہو؟ میں نے بتایا کہ میں تیس راتوں اور دنوں سے یہاں پر ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کو کھانا کون دیتا رہا ہے؟ میں نے بتایا میرا کھانا زم زم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں مونا ہو گیا ہوں حتیٰ کہ میرے پیٹ کے شکن ختم ہو گئے ہیں، میں اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری بھی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ بابرکت ہے، یہ کھانے کا کھانا ہے اور بیماریوں کی شفاء ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں۔ آپ نے اجازت دے دی۔

اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کریں ..... حضور ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما چلے، میں بھی ان کے ساتھ چلا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گھر کا دروازہ کھولا اور میرے لئے طائف کی کشمش کی مٹھی بھرنے لگے، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکے میں کھایا تھا۔ جس قدر مقدر میں تھا میں ان کے پاس ٹھہرا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کھجوروں والی سرزمین کی طرف متوجہ کر دیا گیا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بیڑب ہی ہے۔ آپ میری طرف سے اپنی قوم کے لئے مبلغ کا کام کریں گے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ان کو تبلیغ کرنے پر اجر عطا کرے۔

میں واپس آ گیا اور بھائی کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا کرتے رہے آپ؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو سچا مان لیا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے بھی بڑے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے تصدیق کر لی ہے۔ اس کے بعد ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے اس کو بتایا تو اس نے کہا کہ مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے۔ میں بھی مسلمان ہو گئی ہوں اور میں نے اس کو سچا مان لیا ہے۔

کہتے ہیں اس کے بعد ہم اپنی قوم کے پاس گئے۔ ان میں سے آدھی قوم مسلمان ہو گئی رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی۔ اور خفاف بن ایماں بن رضہ غفاری ان کی امامت کرتے رہے۔ وہ ان دنوں ان کے سردار اور لیڈر بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ باقی قوم اس وقت مسلمان ہو گئی جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو بقیہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہو کر آ گئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہمارے بھائی ہیں، جس کیفیت پر وہ مسلمان ہوئے ہیں ہم بھی اس پر مسلمان ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ بنو غفار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور یہ مسلمان ہو گئے ہیں اللہ ان کو سلامتی عطا کرے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدایہ بن خالد سے۔ (مسند احمد ۱۷۴/۵)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو عبد اللہ بن رومی نے، ان کو نصر بن محمد نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے ابو زمیل سماک بن ولید نے ملک بن مرشد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو ذر سے۔ وہ کہتے ہیں میں اسلام لانے میں چوتھا تھا۔ مجھ سے پہلے تین لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اور میں چوتھا ہوں۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار دیکھے۔ (متدرک ۳۳۱/۳-۳۳۲-۳۳۳ مجمع الزوائد ۳۲۷/۹)

## جناب حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے اسلام کا تذکرہ

اور اس میں حضور ﷺ کا اس کو خاص طور پر وعظ فرمانا یہاں تک کہ اللہ نے اس کے دل میں ایمان ڈال دیا تھا حضور ﷺ کے فرمان کی برکت سے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے جو مسلمان ہو گیا تھا اور وہ بات کو محفوظ کرنے اور یاد رکھنے والا تھا یہ کہ ابو جہل صفا پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گیا اور اس نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور حضور ﷺ کو گالیاں دیں اور حضور ﷺ کے دین میں عیب لگائے اور نازیبا حرکتیں کیں۔

حضور ﷺ نے یہ بات حمزہ بن عبدالمطلب سے کہی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے۔ وہ جا کر جب اس کے سر پر کھڑے ہوئے تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کمان اٹھائی اور اس کے ساتھ ابو جہل کو اس نے مارا، اس طرح کہ اس کو اس ضرب سے شدید زخم ہو گیا۔ اور قریش کے کچھ آدمی بنی مخزوم میں سے حمزہ بن عبدالمطلب کے پاس آگئے ابو جہل کی مدد کرنے کے لئے۔ اس سے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس حرکت سے یہ سمجھے ہیں کہ حمزہ آپ بھی صابی ہو گئے ہیں (باپ دادا کے دین کو چھوڑ چکے ہیں)۔ حمزہ نے جواب دیا کہ میرے لئے اس بات سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور میرے لئے اس کا معاملہ واضح ہو چکا ہے۔

”میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے سچ ہے۔ اللہ کی قسم میں جھگڑا نہیں کرتا۔ ہاں تم لوگ اگر سچے ہو تو مجھے منع کر کے دکھاؤ۔“

یہ سن کر ابو جہل نے کہا کہ چھوڑو، ابو عمارہ کو بے شک میں نے اللہ کی قسم اس کے بھائی کے بیٹے (محمد) کو بدترین گالی دی تھی۔ (ابن ہشام ۱/۳۱۲) جب حمزہ مسلمان ہو گئے تو قریش نے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ اب اکیلے اور کمزور نہیں رہے۔ بلکہ ان کا بازو اب مضبوط ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کو مزید تکلیف پہنچانے سے رُک گئے۔ اور حمزہ نے اس بارے میں کچھ شعر کہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اس کے بعد حمزہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور ان کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا کہ آپ تو قریش کے سردار ہیں کیا آپ بھی اس صابی کے پیروکار بن گئے ہیں؟ اور آپ نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ تیرے لئے تو موت بہتر ہے اس فعل سے جو تم نے کیا ہے۔

حمزہ کو دکھ ہوا اور اس نے دل میں سوچا کہ حمزہ تم نے کیا کر لیا؟ پھر انہوں نے دعا کی، اے اللہ! اگر یہ معاملہ جو میں نے کیا ہے اشد ہے، درست ہے تو تو میرے دل میں اس کی تصدیق ڈال دے۔ وگرنہ میں جس چیز میں پڑ گیا ہوں میرے لئے اس سے نکلنے کا راستہ بنا دے۔ چنانچہ اس رات کو وہ سوئے تو صبح تک اس قدر شیطانی وسوسے آتے رہے جو اس سے قبل کبھی اس قدر نہ آئے تھے۔ صبح ہی صبح وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان سے کہنے لگے، اے بھتیجے! بے شک میں ایک ایسے امر میں واقع ہو گیا ہوں کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ میری سمجھ میں نہیں آتا اور اس پر پتکار ہنا میرے جیسے بندے کا جس کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ رشد و ہدایت ہے یا شدید غمی اور گمراہی ہے۔ مجھے کوئی حدیث بیان کر دیجئے۔ میں شدید خواہش کرتا ہوں کہ اے بھتیجے! آپ مجھے حدیث بیان کریں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو وعظ کیا اور

اس کو آخرت کا ڈر سنا یا اور اس کو جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ اللہ نے ان کے دل میں یقین پیدا کر دیا۔ اس کے بارے میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں اور میں سچی شہادت دیتا ہوں، اے بھتیجے! آپ اپنے دین کو ظاہر کریں۔ اللہ کی قسم میری یہ کنیت ہے کہ میں اب یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس وہ ساری کائنات ہو جس پر آسمان سایہ کئے ہوئے ہے اور میں اپنے پہلے دین پر رہوں (یہ مجھے پسند نہیں ہے)۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہو گئے جن کے ساتھ اللہ نے دین کو عزت اور غلبہ بخشا۔

### حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار

(نوٹ از مترجم) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار جو انہوں نے آغاز اسلام میں کہے تھے، علامہ سہیلی نے روض الانف میں نقل کیا ہے۔ میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے عربی میں نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

لدين جاء من رب عزيز	خبير بالعباد بهم لطيف
اذا تليت رسائله علينا	تحدر دمع ذى اللب الحصيف
رسائل جاء احمد من هداها	بايات مبينة الحروف
واحمد مصطفى فينا مطاع	فلا تغسوه بالقول الضعيف
فلا والله نسلمه لقوم	ولما نقض فيهم بالسيوف
ونترك منهم قتلى بقاع	عليها الطير كالورد العكوف
وقد خبرت ما صنعت ثقيف	به فجزى القبائل من ثقيف
اله الناس شر جزاء قوم	ولا اسقاهم صوب الخريف

میں نے اللہ کا شکر کیا ہے جب اس نے میرے دل کو اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی اور دین حنیف کی طرف ایسے دین کی طرف جو اب عزیز کی طرف آیا ہے وہ اب اچھی طرح باخبر ہے بندوں کے بارے میں۔ اور ان پر لطف کرتا ہے جب اس کے پیغامات ہمارے سامنے پڑھے جاتے ہیں تو عقل و دانش رکھنے والے کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ ایسے پیغامات ہدایت جن کو احمد مرسل واضح حروف و الفاظ والی بیان کرنے والی آیات کے طور پر لائے ہیں۔ اور احمد مصطفیٰ ہمارے اندر ایسے عظیم ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ جن کی طرف کسی کمزور اور ضعیف قول کی نسبت نہیں ہوگی۔ اللہ کی قسم ہم اس کو کسی قوم کے حوالے نہیں کریں گے۔ جب ہم ان میں (جنگ کر کے) تلواریں توڑیں گے۔ اور ہم ان میں مقتولین کو میدانوں میں اس طرح پڑا چھوڑیں گے کہ ان پر پرندے نوح کرکھانے کے لئے منڈلا رہے ہوں گے۔ مجھے خبر دی ہے کہ قبیلہ ثقیف نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا ہے۔ ثقیف اور دیگر قبائل تمام لوگوں کا معبود جزا دے گا بدترین جزا کہ ان کو موسم خریف کی بارش کا پانی پینا نصیب نہیں ہوگا۔

## حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا تذکرہ

جب انہوں نے قرآن پڑھا اور اس کے اعجاز کو جانا اور جو کچھ اللہ نے ان کو جواب دیا اس میں رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے غلبہ دین کے لئے دو میں سے ایک آدمی کے مسلمان ہو جانے کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن اسحاق نے، ان کو بدر الحمن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید نے اسماعیل بن ابو خالد سے، ان کو قیس بن ابو حازم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم لوگ (مسلمان) ہمیشہ غالب رہے جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن ثنی سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۷/۳۱، ۱۷۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روزباری نے، ان کو ابو عمر محمد بن عبدالواحد زاهد نخوی نے جو ثعلب کے غلام تھے، وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خارجہ بن عبداللہ بن زید بن ثابت نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ تو اسلام کو غلبہ عطا فرما ان دو آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو۔ ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے۔ کہتے ہیں کہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ (ترمذی ص ۲۶۸۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر مقرئ بن حمادی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم نے، ان کو ابوالولید محمد بن احمد بردانطا کی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم حینی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو ذکر کیا ہے اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے، وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ جاننا پسند کریں گے کہ میرا مسلمان ہونا کیسے تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جواب دیا کہ بالکل پسند ہے۔

انہوں نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف شدید ترین لوگوں میں سے تھا۔ ایک دن سخت گرمی کے دن دوپہر کے وقت مکہ کے بعض راستوں پر چل رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک آدمی ملا قریش سے۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اے عمر ابن خطاب؟ میں نے جواب دیا کہ میرا یہ کام ہے وہ کام ہے۔ اس نے کہا کہ حیرانی ہے تجھ پر۔

اے ابن خطاب! کس چیز کا آپ زعم کرتے ہیں کہ یہ کروں گا وہ کروں گا۔ حالانکہ آپ کے گھر میں بہت بڑا واقعہ ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا واقعہ ہے؟ اس نے بتایا کہ تیری بہن مسلمان ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں میں غصے میں واپس لوٹا۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب ایک آدمی یا دو آدمی مسلمان ہوتے ان لوگوں میں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو آپ ﷺ ان کو کسی ایسے آدمی کے حوالے کر دیتے تھے جو آسودہ حال ہوتا۔ لہذا ان کو ان کے ہاں ان کا بچا ہوا کھانا وغیرہ مل جاتا۔ اسی دستور کے مطابق حضور ﷺ نے دو آدمی میرے بہنوئی کے حوالے کر رکھے تھے۔

میں نے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی کون ہے؟ میں نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی کر کے چھپ گئے، حالانکہ وہ اس وقت صحیفہ قرآنی پڑھ رہے تھے جو ان کے آگے رکھا ہوا تھا۔ وہ اس کو بھی چھوڑ گئے یا بھول گئے۔ چنانچہ میری بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں نے کہا کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو صابو ہو گئی ہے؟ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، میں نے اس کے سر پر ماردی جس سے اس کا خون بہہ نکلا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن کی جرأت ..... اس نے جب خون دیکھا تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی خطاب کے بیٹے جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کر ڈالو میں صابو ہو چکی ہوں (یعنی اپنا سابقہ مشرکانہ دین چھوڑ چکی ہوں)۔

کہتے ہیں میں اندر داخل ہوا، چار پائی پر بیٹھ گیا۔ گھر کے وسط میں میری نظر صحیفے پر پڑی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یہ اٹھا کر مجھے دیکھئے۔ وہ کہنے لگی آپ اس کو اٹھانے کے اہل نہیں ہیں، آپ ناپاکی سے پاک نہیں ہیں۔ اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو پاک لوگوں کے سوا ہاتھ نہیں لگاتے۔ میں برابر اصرار کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے وہ اٹھا کر مجھے دے دیا۔

میں نے اسے کھولا تو میں نے اس میں دیکھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب میں نے اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ گزرتا تو میں اس سے خوفزدہ ہو جاتا۔ لہذا میں نے وہ صحیفہ رکھ دیا اور میں اپنے دل کو طرف متوجہ ہوا۔ کچھ سوچنے کے بعد دوبارہ اس کو اٹھا لیا۔ اچانک سامنے یہ آیت لکھی ہوئی تھی :

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - (سورۃ حدید)

آسمانوں اور زمین میں جو مخلوقات ہیں وہ سب کی سب اللہ کی حمد کرتی ہیں۔

جب میں اللہ کے کسی نام کے ساتھ گزرتا تو مجھے خوف آنے لگتا۔ اس کے بعد میں اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر میں نے اس کو پڑھا، یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا :

امنوا باللہ ورسولہ - (سورۃ حدید)

ایمان لے آؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ (آخری آیت تک)

بس میں نے کہہ دیا : کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

چنانچہ وہ لوگ جو چھپے ہوئے تھے وہ جلدی بھاگ کر میرے پاس آ گئے اور انہوں نے نعرہ بلند کیا اور انہوں نے کہا خوش ہو جائیے، اے عمر بن خطاب! بے شک رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی، اے اللہ! تو دو میں سے ایک آدمی کے ذریعے اپنے بندوں کو غلبہ عطا فرما جو تجھے پسند ہو یا ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہو گئی ہے تیرے لئے۔ پس تو خوش ہو جا۔

میں نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ کہاں ہیں رسول اللہ؟ جب انہوں نے میرا صدق جان لیا تو انہوں نے بتایا کہ صفا پہاڑ کے نیچے گھر میں ہیں۔ میں فوراً نکل کر گیا، میں نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہے، میں نے ان کو بتایا کہ میں ابن خطاب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضور کے خلاف میری شدت تو جانتے تھے مگر میرے اسلام لانے کا وہ نہیں جانتے تھے۔ لہذا دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کی، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا

کہ دروازہ کھول دو اس کے لئے، اگر اللہ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ ہی اس کو ہدایت بھی دے گا۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے دروازہ کھول دیا۔ آدمیوں نے میرے بازو سے پکڑا اور حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو۔

حضور ﷺ نے میری قمیض کے گریبانوں یا دامنوں سے پکڑ کر مجھے جھٹکا دیا اپنی طرف اور فرمایا، مسلمان ہو جا اے ابن خطاب!

اللَّهُمَّ اهْدِهِ - اے اللہ اس کو ہدایت عطا فرما۔

لہذا میں نے کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا ..... چنانچہ مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا جو مکہ کی گلیوں میں سنا گیا۔ اس سے قبل وہ چھپے ہوئے تھے۔ جس شخص کو وہ چاہتے کہ اس کی پٹائی ہو وہ پتار ہٹاتا اور میں اس کو دیکھتا رہتا۔ اس سے مجھے برابر بھی احساس نہ ہوا۔ میں باہر نکلا اور اپنے ماموں کے پاس گیا۔ وہ شریف آدمی تھے۔ میں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ ابن خطاب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ باہر نکل کر آئے۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہے میں صابی ہو گیا ہوں (باپ دادا کے دین سے ہٹ گیا ہوں)۔ اس نے کہا واقعی آپ نے ایسا کر لیا ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ میں نے اب تو ایسا کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ اندر چلے گئے اور انہوں نے مجھ سے دروازہ بند کر لیا۔

میں نے سوچا کہ یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ چنانچہ میں قریش کے ایک سردار کے پاس گیا، میں نے اس کو آواز دی، وہ باہر آیا تو میں نے اس سے بھی وہی بات کہی جو اپنے ماموں سے کہی تھی۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو ماموں نے دیا تھا۔ وہ بھی اندر چلا گیا، اس نے بھی اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ میں نے سوچا یہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ مسلمان تو پیٹے گئے ہیں مجھے تو کسی نے نہیں مارا۔

ایک آدمی نے مجھ سے کہا کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کا اسلام لوگوں کو معلوم ہو جائے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! اس نے کہا کہ جب لوگ حجر پر بیٹھیں تو آپ فلاں کے پاس جانا، اس کے بارے میں پوچھا جو کسی کاراز نہیں چھپاتا تھا اس کو علیحدگی میں یہ بات بتا دینا کہ میں صابی ہو گیا ہوں وہ بہت کم کسی کاراز چھپاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں چلا گیا لوگ حجر پر جمع تھے۔ رازداری کے طور پر اس سے کہہ دیا کہ میں صابی ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا کیا واقعی ایسی بات ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ چنانچہ اس نے بلند آواز سے کہا بے شک ابن خطاب صابی ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ سارے لوگ میرے پاس بھاگے چلے آئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ انہوں نے مجھے مارا اور میں نے ان کو مارا۔ لہذا مزید لوگ میرے پاس جمع ہو گئے۔ اور میرے ماموں نے کہا کہ یہ کیسی بھڑ ہے؟ اسے بتایا گیا کہ عمر صابی ہو گئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ماموں کی پناہ میں ..... وہ حجر کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ایک کلمہ یوں ارشاد کیا۔ خبردار! بے شک میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے۔ لہذا وہ سب لوگ مجھے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو پتلا دیکھوں مگر میں نے اسے پتلا دیکھ لیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ تو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مجھے بھی ایسے تکلیف پہنچے۔ چنانچہ میں اپنے ماموں کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی دی ہوئی پناہ آپ کے پاس واپس ہے۔ آپ جو چاہیں کہہ دیں پھر میں ہمیشہ لوگوں کو پتلا ہا اور خود بھی پتلا ہا، یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن عمرو زاز نے، ان کو محمد ابن عبید اللہ نے، وہ ابن یزید السنادی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن یوسف ازرق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی



قاسم بن عثمان بصری نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں، حضرت عمر تلوار لٹکائے باہر آئے بنی زہرہ کا ایک آدمی ان کو ملا۔ اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے اے عمر؟ انہوں نے کہا کہ محمد کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ محمد کو قتل کر کے بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ عمر نے اسے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو بھی صابی ہو گیا ہے۔ اور جس دین پر تھا اس کو چھوڑ چکا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ تجھے اس سے زیادہ حیرانی کی بات بتاؤں، بے شک تیری بہن اور بہنوئی بھی اپنا دین چھوڑ چکے ہیں اور صابی ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر پریشان ہو کر چلے ان کے پاس پہنچے۔ ان کے پاس مہاجرین میں سے ایک آدمی بیٹھا تھا اسے خواب کہتے تھے۔ کہتے ہیں خواب نے جب عمر کے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ جلدی سے گھر میں چھپ گئے۔ وہ بہن۔ بہنوئی پر داخل ہوئے اور کہا یہ تمہارے ہاں کس بات کی بہن بھناہٹ ہے جو میں تمہارے ہاں سن رہا ہوں؟ کہتے ہیں کہ وہ سورۃ طہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کر رہے تھے آپس میں۔

عمر نے کہا کہ نہیں شاید تم لوگ صابی ہو گئے ہو۔ اتنے میں ان کے بہنوئی نے کہا، اے عمر! اگر حق تیرے دین سے ہٹ کر ہو تو ہم اس کو نہ چھوڑیں گے؟ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی عمر نے اُچھل کر بہنوئی پر حملہ کر دیا اور اس کو شدید طریقہ پر پیٹ دیا۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آئی، عمر نے اس کو اپنے ہاتھ سے ایک دھکا دیا۔ وہ گری جس سے اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ اس نے بھی زخمی حالت میں اور غصے کی حالت میں یہی بات کہی کہ اگر حق تیرے دین سے ہٹ کر ہو تو کیا پھر بھی ہم اسی پر بیٹھے رہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عمر نے کہا مجھے اپنی کتاب دیجئے جو تمہارے پاس ہے میں اسے پڑھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ عمر کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔ ان کی بہن نے ان سے کہا کہ آپ ناپاک ہیں اور اس کو ناپاک لوگ ہاتھ نہیں لگا سکتے، صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ آپ اُنھیں پہلے وضو کریں یا غسل کریں۔ عمر اُنھیں انہوں نے وضو کیا پھر اس نے کتاب کو لے کر پڑھا سورۃ طہ جب وہ اس آیت پر پہنچے :

انسی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی ، واقم الصلاة لذكری

بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ میری عبادت کیجئے اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

یہ پڑھتے ہی عمر نے کہا مجھے محمد کے بارے میں بتائیے کہ وہ کہاں ہیں؟ خواب جو چھپے ہوئے تھے جب عمر کی بات سنی تو سامنے آگئے اور بولے خوش ہو جاؤ اے عمر! میں امید کرتا ہوں کہ تم رسول اللہ کی دعا بن گئے ہو جو انہوں نے جمعرات کو کی تھی۔ اے اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما عمر بن خطاب کے ساتھ یا عمر بن ہشام کے ساتھ۔

اور رسول اللہ ﷺ اس وقت اس گھر میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔ عمر روانہ ہوئے، اس گھر پر پہنچے۔ اس کے دروازے پر حضرت حمزہ اور طلحہ نگرانی کر رہے تھے اور کچھ دیگر لوگ اصحاب رسول میں سے طلحہ اور حمزہ نے جب دیکھا تو پورے لوگ عمر کو آتے دیکھ کر گھبرا گئے۔ حمزہ نے چیخ کر کہا کہ وہ دیکھ عمر آ رہا ہے۔ اگر اللہ نے عمر کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے تو آج یہ مسلمان ہو جائے گا اور حضور ﷺ کی اتباع کرے گا۔ اور اگر اللہ نے ہدایت کا ارادہ نہیں کیا تو آج اس کا قتل کرنا ہم لوگوں کے لئے آسان ہوگا۔

حضور ﷺ اندر تھے ان پر وحی اتر رہی تھی حضور باہر آگئے اتنے میں عمر بھی آگئے۔ حضور نے اس کے کپڑوں کو دونوں کناروں سے اور شلواری کی جھانگ سے پکڑ لیا اور کہا تم اس وقت تک باز آنے والے نہیں ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں رسوائی اور عبرت اتار دے، جیسے ولید بن مغیرہ کے بارے میں اتاری ہے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا کر دے، یا کہا تھا کہ دین کو عمر بن خطاب کے ساتھ۔ اتنے میں عمر ﷺ نے کہا :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

وہ مسلمان ہو گئے۔ اور عمر نے کہا، یا رسول اللہ! (اب اندر رہنے کی ضرورت نہیں) آپ باہر آجائیے۔

تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے المغازی میں۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۶)

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب پڑھتے رہتے تھے۔ اس نے قرآن پڑھا طہ حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچے :

ان الساعة آتية أكاد أخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى تا فتردى تک

اور اس کے بعد یہ آیت پڑھی اذا الشمس كورت حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچا علمت نفس ما احضرت یہ پڑھتے ہی وہ مسلمان ہو گئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا اور اس میں کہا کہ ان کی بہن کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمر نے، ان کو سفیان نے عمرو سے۔ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ فرماتے ہیں میں چھت کے اوپر کھڑا تھا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی پر جمع ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں عمر صابی ہو گیا ہے، عمر صابی ہو گیا ہے (باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے)۔ اتنے میں عاص بن وائل آیا، اس نے ریشم کی قبازیب تن کر رکھی تھی۔ اس نے کہا جب عمر اپنے دین سے ہٹ گیا ہے میں اس کا پڑوسی ہوں۔ کہتے ہیں کہ لوگ اس سے منتشر ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ میں اس شخص کی عزت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبد اللہ سے، اس نے سفیان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب کا مسلمان ہونا ان کے خروج کے بعد تھا جو اصحاب رسول میں سے ارض حبشہ کی طرف نکل گئے تھے۔

عامر بن ربیعہ کی والدہ کا بیان ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن حارث نے عبد العزیز بن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ اپنی ماں لیلیٰ سے، وہ کہتی ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں پر سب سے زیادہ سخت تھے ہمارے اسلام کے اندر۔ جب ہم نے ارض حبشہ کی طرف خروج کا پکا ارادہ کر لیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میں اس وقت اونٹ کے اوپر سوار ہو چکی تھی۔ ہم روانہ ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا، اے ام عبد اللہ کہاں جا رہی ہو؟ میں نے اس کو بتایا آپ لوگوں نے ہمارے دین کے معاملے میں ہم لوگوں کو ایذا پہنچائی ہے، ہم اللہ کی سر زمین پر جا رہے ہیں جہاں ہمیں اللہ کی عبادت کرنے میں کوئی نہ ستائے، اس نے کہا اللہ تمہارا ساتھ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اتنے میں میرے شوہر عامر بن ربیعہ آ گئے۔

میں نے ان کو یہ بات بتائی جو میں نے عمر کے اندر نرمی دیکھی تھی۔ اس نے کہا تم کیا امید رکھتی ہو کہ وہ مسلمان ہو جائے گا؟ میں نے کہ جی ہاں! اس نے کہا اللہ کی قسم وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ خطاب کا گدھا مسلمان ہو جائے (یعنی یہ ممکن نہیں ہے)۔ یہ بات اس نے عمر کی مسلمانوں پر شدت کی وجہ سے کہی تھی۔ اس کے بعد اللہ نے اس کو اسلام نصیب کر دیا۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۵)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان دنوں مسلمان چالیس اکتالیس آدمی تھے اور کل گیارہ عورتیں تھیں۔

تحقیق عمر کے اسلام کے بارے میں ایک عجیب قصہ مروی ہے۔ ایک مجہول سند کے ساتھ، اس کو میں نے نقل کیا ہے اس لئے کہ مشہور احادیث میں اس سے استغنیٰ کیا ہے اور وہ کتاب الفہائل میں نقل ہوا ہے۔

## ضما د کا مسلمان ہونا

اور نبی کریم ﷺ سے اس نے جو سنا اس میں آثارِ نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابوطاہر عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے عمرو بن سعید سے۔ اس نے جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ضما د مکے میں آئے وہ ازدشنوۃ کے آدمی تھے۔ وہ ان ہواؤں کا دم بھرتے تھے (مثلاً جنون، ہوا، جنات ہوئے)۔ اس نے کچھ بے وقوف لوگوں سے سنا تھا کہ بے شک محمد ﷺ مجنون ہیں۔ اس نے سوچا کہ میں اس بندے کے پاس ضرور جاؤں گا شاید کہ اللہ اس کو میرے ہاتھ سے شفاء دے دے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں محمد ﷺ سے ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ان ہواؤں کا دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے شفاء دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ آپ آئیے (میں آپ کو بھی دم کر دوں)۔ محمد ﷺ نے خطبہ شروع کر دیا، فرمایا :

ان الحمد لله نحمده، ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له

آپ نے تین بار دہرایا۔ ضما د نے کہا، اللہ کی قسم میں نے کاہنوں کے اقوال سنے ہیں اور ساحروں کے سنے ہیں اور شعراء کے کلام سنے ہیں میں نے ان کلمات جیسے کلمات نہیں سنے۔ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیعت کر لیا۔ اور اس سے کہا کہ کیا آپ اپنی قوم کو اس کی دعوت دیں گے؟ اس نے کہا کہ میری قوم کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے ایک مختصر سا لشکر روانہ کیا تھا۔ یہ لوگ اس مذکورہ ضما د کی قوم پر گزرے تو لشکر کے امیر سے پوچھا کیا تم لوگوں کو ان لوگوں کی کوئی چیز ملی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا مجھے ان کا ایک وضو کرنے کا برتن ملا ہے۔ امیر نے حکم دیا کہ وہ ان کو واپس کر دو یہ لوگ ضما د کی قوم کی ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن يعقوب بن يوسف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو محمد بن ثنی بنے، ان کو عبدالاعلیٰ نے، اس نے اس حدیث کو ذکر کیا اس اضافہ کے ساتھ اور مفہوم کے ساتھ۔ اور روایت کی گئی ہے یزید بن زریع سے، اس نے داؤد بن ابو ہند سے اس اضافہ کے ساتھ، اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا گیا ہے :

ونؤمن بالله، ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا، ومن سيئات اعمالنا۔

مگر اس نے سریہ (لشکر کشی) کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی احمد بن عثمان بن یحییٰ نے، ان کو عبد الملک بن محمد قاشی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے، اس نے اسی کو ذکر کیا ہے مذکورہ روایت کی اسناد اور مفہوم کے ساتھ۔

## جنت کے مسلمان ہونے میں جو رسول اللہ ﷺ کے

### معجزات کا ظہور ہے

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ - قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن مِّنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّبْتَلِمٍ -

(اور اس کے بعد کی آیات بھی) - (سورۃ احقاف : آیت ۲۹)

اے محمد! یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو متوجہ کیا قرآن سننے کے لئے۔ جب وہ سننے کے لئے حاضر ہوئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے، پُچپ ہو کر سنو۔ جب سماعت پوری ہو گئی تو وہ اپنی قوم کے لئے نذیر بن کر واپس لوٹے۔ بولے، اے ہماری قوم ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اب اتری ہے، جو سابقہ کتب کی تصدیق کرتی ہے۔ حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور صراطِ مستقیم کی راہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور دردناک عذاب سے تمہیں پناہ دے دے گا۔ الخ

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا -

(سورۃ جن : آیت ۲)

بے شک ہم نے قرآن سنا جو حیران کن ہے۔ وہ رُشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ لہذا ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابو عوانہ نے ابو بشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ (مَاقَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَأَوْهُمْ - (صحیح مسلم) نہ تو رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے پڑھا، نہ ہی ان کو دیکھا۔ بات یہ ہوئی کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ چلے بازار عکاظ کی طرف جانے کے ارادے سے۔ ادھر واقعہ کچھ اس طرح ہو چکا تھا کہ شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کے مابین پردہ اور رکاوٹ کر دی گئی تھی۔ اور ان کو شہاب (آگ کے شعلے) چھوڑنے گئے۔ چنانچہ شیاطین اپنی قوم کی طرف خالی واپس لوٹ آئے تھے۔

ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ہو گئی ..... وہ آپس میں کہنے لگے کہ کیا حال ہے تمہارا۔ دوسروں نے بتایا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو گئی ہے۔ اور ہمارے اوپر شہاب چھوڑے گئے ہیں۔ یہ واقعہ تمہارے ساتھ یونہی نہیں ہو گیا، بلکہ کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ آپ لوگ مشرقوں اور مغربوں کو چھان مارو اور یہ دیکھ کر آؤ کہ اس کی کیا وجہ ہے جو تمہاری اور آسمانی

خبروں کے درمیان پابندی لگ گئی ہے۔ چنانچہ جنات اور شیاطین تلاش میں نکل پڑے۔ اور انہوں نے مشرقوں اور مغربوں کو چھان مارا وہ تلاش کرتے رہے کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کیوں ہو گئی ہے۔ یہ عجیب حُسن اتفاق تھا کہ اس وقت وہ کھجوروں کی وادی سے یا جھنڈ کے پاس تھے بازار عکاظ کی طرف ارادہ کئے ہوئے تھے۔ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ اسی قوم پر اپنے اصحاب کی جماعت کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے (جنات نے حضور اور صحابہ کو نماز میں پالیا اور حضور ﷺ زور زور سے تلاوت فرما رہے تھے)۔ جنات نے جب قرآن سنا تو انہوں نے اس کی طرف خوب کان لگائے اور توجہ سے قراءت سنی تو وہ ایک دم ایک دوسرے سے کہنے لگے، یہی ہے اللہ کی قسم جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ بس یہیں سے جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو انہوں نے کہ اے ہماری قوم :

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصَبُوا تَأْلِيمًا إِلَىٰ ضَلَالٍ مُّبِينٍ  
(سورۃ احقاف : آیت ۲۹-۳۱)

بے شک ہم نے بہترین قرآن سنا۔ وہ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم لوگ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۃ الجن نازل فرمائی :

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

فرمادیتے تھے کہ میری طرف وحی آتی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا۔ سوائے اس کے نہیں کہ حضور ﷺ کی طرف جنوں کا قول وحی کیا گیا تھا۔

واقعے دو ہیں، پہلی مرتبہ جنات نے سنا، حضور نے ان کو نہیں دیکھا

دوسری بار حضور نے دیکھا

۱۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (فتح الباری ۸/۶۶۹)

۲۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروح سے، اس نے ابو عوانہ سے۔ (مسلم ص ۱۳۹)

۳۔ اور یہ وہی ہے جس کو حکایت کیا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ سوائے اس کے کہ یہ ابتداء کی بات ہے جب جنوں نے نبی کریم ﷺ کی قراءت سنی تھی اور حضور ﷺ کے حال سے آگاہ ہوئے تھے اور اس وقت نہ تو حضور ﷺ نے خصوصی طور پر ان کے سامنے پڑھنے کی نیت سے قراءت کی تھی اور نہ ہی ان کو دیکھا تھا۔ جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بیان کیا ہے۔ بلکہ آپ صبح کی نماز میں قراءت پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو آسمانوں پر ہونے والے معمولی واقعے کے اسباب کی تلاش میں سرگرداں و پریشان تھے۔ اتفاق سے ادھر جانکے اور یہ تلاوت قرآن سن کر اسباب مذکورہ کی تلاش میں کامیاب ہو گئے اور قرآن کا اعجاز دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں :

۴۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس ایک اور مرتبہ داعی جنات حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور

حضور ﷺ نے جنوں کے سامنے قرآن پڑھا، جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بیان کیا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ نے ان کے آثار دیکھے اور ان کی آگ کے آثار دیکھے تھے۔ واللہ اعلم

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دونوں واقعے محفوظ کئے اور دونوں کو اکٹھے روایت کیا۔

## وادی نخلہ کا واقعہ

قصہ اولیٰ : اس میں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حافظ نے، ان کو عبد ان ابو ہازی نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو احمد زبیری نے، ان کو سفیان نے عاصم سے، ان کو زور نے عبد اللہ سے۔ انہوں نے کہا کہ جنات اترے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس، حالانکہ وہ قرآن پڑھ رہے تھے وادی نخلہ کے پیٹ میں۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو کہنے لگے چپ ہو جاؤ۔ پھر بولے رُک جاؤ اور وہ لوگ سات افراد تھے۔ ایک ان میں سے زور بوعتھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے یہ آیت اتاری :

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ..... إِلَى ضَلَالٍ مُّبِينٍ -  
(سورۃ احقاف : آیت ۲۹-۳۱)

۶۔ ہمیں خبر دی عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء، ان کو ابو عمر و مستملی نے، ان کو ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسامہ نے مسعر سے، اس نے معن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسروق سے پوچھا، کس نے آگاہ کیا رسول اللہ ﷺ کو اس رات، جس رات انہوں نے قرآن سنا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے حدیث بیان کی تھی آپ کے والد نے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ بے شک شان یہ ہے کہ ان کو آگاہ کیا تھا ان کے بارے میں درخت نے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابو قدامہ سے۔ (فتح الباری ۱/۷۱۱-۱۷۱۲ مسلم ص ۳۳۳)

قصہ ثانیہ : بس اس میں جس میں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو میرے والد نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو داؤد نے شععی سے اور ابن ابوزاید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے شععی سے، اس نے علقمہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا لیلۃ الجن میں کوئی ایک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے ان کو ایک رات مکے میں موجود نہیں پایا تھا۔ ہم لوگوں نے سوچا کہ خفیہ طور پر شاید آپ قتل ہو گئے ہیں یا اچک لئے گئے ہیں یعنی انہیں جن لے اڑے ہیں یا کیا ہو گیا ہے؟ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے بدترین رات گزاری تھی، جیسے کوئی قوم بُری رات گزارتی ہے۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی یا کہا تھا کہ جب ہم سحر کے قریب ہوئے۔ ہم لوگ اسی پریشانی میں پڑے ہوئے تھے دیکھا تو اچانک آپ ﷺ غار حرا سے آرہے ہیں۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم لوگ پریشان ہیں۔ وہ پریشانی انہوں نے ذکر کی جس میں وہ واقع تھے۔ حضور ﷺ نے بتایا بے شک حالت یہ ہے کہ میرے پاس جنوں کا داعی (بلانے والا، دعوت دینے والا) آیا تھا میں ان کے پاس گیا ہوا تھا۔ میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ فرمایا کہ وہ چلا گیا۔ اُس نے ہمیں اپنے آثار دکھائے اور اپنی روشنیوں اور آگ کے آثار دکھائے۔

## کیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے

وہ کہتے ہیں کہ شععی نے کہا ہے، جنوں نے حضور ﷺ سے کھانے کا سامان خرچ مانگا۔ ابن ابوزائدہ نے کہا کہ عامر کہتے ہیں اس رات انہوں نے حضور ﷺ سے کھانے کا سامان مانگا۔ وہ لوگ جزیرے کے جنوں میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ تمہارے ہاتھوں میں گوشت سے بھری ہوئی ملے گی یا گوبر، لید، گھانس ہوگا تمہارے مویشیوں کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (اس لئے) تم لوگ ان دونوں چیزوں کے ساتھ استنجاء نہ کیا کرو۔ یہ تمہارے جن (مسلمان) بھائیوں کا سامان (رزق) ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے علی بن حجر سے، اس نے اسماعیل بن علیہ سے اور صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے لیلۃ الجحش کے اندر بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت تھے جب حضور اس کو اور کچھ دیگر لوگوں کو ساتھ لے گئے تھے۔ اور ان کو جنوں کے آثار اور ان کی آگ وغیرہ کے آثار دکھائے تھے۔ اور تحقیق دیگر کئی وجوہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن عبید اللہ بن محمد بن بلخی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے۔ ان کو ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو ابو صالح عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے، ان کو یونس بن زید نے، ان کو ابن شہاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابو عثمان بن سہ خزاعی سے، یہ اہل شام میں سے ایک آدمی تھے۔ انہوں نے سنا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا اس وقت آپ مکہ میں تھے۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے آج رات کہ وہ جنوں کے معاملے میں موجود ہے، وہ ضرور کرے۔ مگر میرے سوا ان میں سے کوئی بھی حاضر نہ ہوا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ہم بالائی مکہ میں پہنچ گئے۔ میرے لئے اپنے پیر سے ایک لکیر کھینچ دی۔ پھر مجھے فرمایا کہ میں اس کے اندر بیٹھ جاؤں، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور جا کر کھڑے ہو گئے اور قرآن مجید کھول لیا۔ بس کچھ کالی کالی بہت ساری چیزوں نے ان کو چھپا لیا جو میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہو گئی تھیں اس قدر کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سُن پاتا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ سب چلے گئے، پھر کٹنا اور جدا جدا ہونا شروع ہوئے بادلوں کے ٹکڑوں کی مثل جاتے رہے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ باقی رہ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت فارغ ہوئے۔ آپ وہاں سے چلے اور ظاہر ہوئے، میرے پاس آئے۔ فرمانے لگے کہ اس گروہ میں کیا کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ یہ ہیں۔ حضور نے فرمایا ہڈیاں اور لیدان کو دیں خصوصاً بطور زادراہ کے یا بطور خوراک کے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا کہ کوئی بندہ کسی طرح ہڈی یا اُپلے کے ساتھ استنجاء نہ کیا کرے۔

مصنف امام بیہقی فرماتے ہیں :

حدیث صحیح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول احتمال رکھتا ہے۔ مَا صَجِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ کہ ہم میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گیا تھا یہ مراد ہو کہ ان کے سامنے قرآن کی قراءت کرنے کے لئے جاتے وقت کوئی نہیں گیا تھا۔ مگر یہ بات ہے کہ اس حدیث میں جو مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جنوں کی طرف جانے کی اطلاع دی تھی اور بتلایا تھا، یہ مخالف ہے اس روایت کے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ صحابہ نے ایک رات موجود پایا تھا، یہاں تک کہ کہا گیا کہ یا تو خفیہ قتل ہو گئے ہیں یا جحشات نے ان کو اُچک لیا ہے۔ یہ تو جیہ کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہیں پایا تھا وہ الگ ہوں اور جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا علم تھا وہ دوسرے ہوں۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے اور ابو نصر بن قتادہ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوسخی نے، ان کو روح بن صلاح نے، ان کو موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے پیچھے چلے آنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت پندرہ افراد، بھائیوں کی اولاد پچازاد رشتوں کے حامل آج رات میرے پاس آئیں گے۔ میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں گا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا اس جگہ کی طرف جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ رکھتے تھے۔ حضور نے میرے لئے ایک لکیر کھینچ دی تھی اور مجھے اس کے اندر بٹھا دیا اور مجھے حکم دیا کہ اس کے باہر نہ نکلا۔ چنانچہ رات بھر میں اس حصار میں رہا، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود میرے پاس آئے سحر کے وقت۔ آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حائل اور اُبلہ اور کونکہ۔ مجھے فرمایا جب آپ قضاء حاجت کے لئے جائیں تو ان میں سے کسی شی کے ساتھ استنجاء نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ میں یہ جانوں گا اپنے علم میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ پر تھے۔ چنانچہ میں گیا تو میں نے اُونٹ بٹھانے کی جگہ سات اُونٹ دیکھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن عبد الملک واسطی نے، ان کو یزید نے، وہ ابن ہارون ہیں ان کو سلیمان تمیمی نے، ان کو ابو عثمان نہدی نے یہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے راستے میں زط (جٹ) دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ جاٹ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے مشابہ تو جن دیکھے تھے۔ لیلۃ الجحش کے اندر اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے آخرین میں، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس رضی اللہ عنہ بن محمد دوری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن عمر نے مستمر بن ریان سے، اس نے ابو الجوزاء سے، اس نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا لیلۃ الجحش میں، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجون پر آئے میرے لئے انہوں نے لیکر کھینچ دی (کہ اس کے اندر بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا) اس کے بعد وہ ان کی طرف چلے گئے۔

جنوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ازدھام اور بھیڑ کر دی ان کے سردار (اسے وردان کہتے تھے) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں ان کو آپ سے ہٹاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں جو ہوں مجھے ہرگز کوئی نہیں بچائے گا اللہ سے (یعنی اللہ کی گرفت سے)۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن داؤد علوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ان کو محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابو الازہر احمد بن ازہرنے، ان کو مروان بن محمد نے، ان کو زہیر بن محمد بن منکر نے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الرحمن پڑھی لوگوں کے سامنے تو لوگ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں سے تو جن اچھے تھے کہ ان کا جواب بڑا خوبصورت تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے یہ سورۃ پڑھی تھی فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمْ تُكذَّبُونَ کہ اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو انہوں نے جواب دیا، وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ آيَاتِكَ رَبَّنَا نُكذِّبُ اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی شے کی تکذیب نہیں کریں گے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے، ان کو خبر دی ابو الحسن محمد بن عبد اللہ دقاق نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوسنجی نے، ان کو ہشام بن عمار دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد غنبری سے، اس نے محمد بن منکر سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الرحمن پڑھی، حتیٰ کہ اس کو ختم کر لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں تم لوگوں کو خاموش دیکھ رہا ہوں؟ تم سے تو جن بھی بہتر جواب دے رہے تھے۔ جب بھی میں نے یہ پڑھا فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمْ تُكذَّبُونَ تو انہوں نے جواب دیا وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكذِّبُ فَلَا الْحَمْدُ اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی بھی چیز کی تکذیب نہیں کریں گے۔ ہر تعریف تیرے لئے ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو جعفر رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل برجلانی نے، ان کو ابو نصر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی مسعودی نے قتادہ سے، اس نے ابو الیخ ہذلی سے کہ اس نے لکھا ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر کس جگہ قراءت کی تھی۔ اس نے ان کی طرف سے جواب لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے سامنے ایک گھائی میں قرآن کی تلاوت کی تھی۔ جس وادی کو حجون کہتے ہیں۔

ہڈی اور اُپلے میں جنات کی خوراک ..... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے ان کے دادا سعید بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جاتے تھے لوٹا پانی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لئے اور ضرورت کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اس نے پالیا تو آپ نے پوچھا کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ابو ہریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پتھر لے آؤ میں ان کے ساتھ استنجاء کروں گا۔ میرے پاس ہڈی اور اُپلہ نہ لانا۔ چنانچہ میں اپنے کپڑے میں پتھر لے آیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھ دیئے۔ آپ جب فارغ ہو کر اٹھے



میں ہی آپ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے آپ نے ہڈی اور اُپلے سے منع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایک وفد آیا تھا۔ نصیبین میں سے، انہوں نے مجھ سے خوراک طلب کی تھی، میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ نہ گزریں کسی اُپلے کے ساتھ نہ ہی ہڈی کے ساتھ مگر وہ ان کو طعام پائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے عمرو سے۔ (بخاری باب ذکر الجن ص ۳۸۶۰)

## باب ۷۴

### اُس وجہ کا بیان جس سے کاہنوں کی باتیں سچی ہو جایا کرتی تھیں

پھر اس بات کا بیان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے ساتھ ہی وہ وجہ

اور وہ اسباب ختم ہو گئے یا اس میں سے زیادہ تر ختم ہو گئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ - وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَذِفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ - دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَأَصِيبٌ - إِلَّا مَنْ حَطَفَ الْحَطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ -

(سورۃ صافات : آیت ۶-۱۰)

بے شک ہم نے قریب والے آسمان کو ستاروں کی رونق کے ساتھ آراستہ کر دیا ہے۔ اور ہر سرکش شیطان سے حفاظت کے لئے وہ ملا، الاعلیٰ کی طرف کان نہیں لگا سکتے (کچھ خبریں سن کر پُرا نے کے لئے)۔ بلکہ ہر طرف سے ان کو پتھر مارے جاتے ہیں، ہانکے جاتے ہیں (اوپر کی مجلس سے سن نہیں سکتے)۔ اور ان کے لئے عذاب ہے ہمیشہ والا۔ ہاں مگر جو کوئی خبر اُچک لیتا ہے تو اس کے پیچھے لگتا ہے دکھتا ہوا شعلہ۔

نیز ارشاد باری ہے :

وَلَقَدْ زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ -

(سورۃ ملک : آیت ۵)

اور البتہ تحقیق ہم نے آراستہ کر دیا ہے قریب آسمان کو بڑے بڑے چرانوں کے ساتھ اور ہم نے ان کو شیطانوں پر سنگ باری کا ذریعہ بنایا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ - إِلَّا مَنْ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ - (سورۃ حجر : آیت ۱۶-۱۸)

البتہ تحقیق ہم نے آسمان میں بڑے بڑے برج بنا دیئے ہیں اور ہم نے آسمان کو آراستہ کر دیا ہے دیکھنے والوں کے لئے اور ہم نے اس کو محفوظ کر دیا ہے ہر شیطان مردود سے مگر کوئی شخص کوئی سنی ہوئی بات پُرانا چاہتا ہے تو ظاہر شعلہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔

نیز جنوں کی طرف خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا - وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ

بَعْدُ لَهُ شُهَابًا رَصَدًا - (سورۃ جن : آیت ۸-۹)

بے شک ہم لوگوں نے (شیاطین و جنات نے) آسمان کو (بلندی کو) چھوا ہے۔ اور ہم نے اس کو انتہائی سخت گیر محافظوں سے اور شہابوں، شعلوں سے بھرا ہوا پایا ہے (جبکہ اس سے قبل) ہم لوگ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اس میں سننے کے لئے۔ بیٹھنے کی خاص جگہوں پر اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لئے پہلے سے شہاب اور شعلے کو منتظر پاتا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور مادی نے، ان کو عبد الرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں :

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بے شک کاہن (غیب کی خبریں بتانے والے) تحقیق ہم لوگوں کی باتیں بتایا کرتے تھے اور وہ سچ ہو جایا کرتی تھیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، وہ بات حق اور سچ میں سے ہوتی تھی جس کو جن اُچک لیتے تھے۔ اور اس کو اپنے ولی اور دوست کاہن کے کان میں ڈال دیتے تھے۔ وہ کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو سے زیادہ جھوٹی خبریں اضافہ کر دیتا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید سے، اس نے عبد الرزاق سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے معمر سے۔

(بخاری۔ حدیث ۵۷۶۲)

آسمانی فیصلہ پہنچانے کی کیفیت ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، کہا ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ بشر بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عکرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس وقت اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے آسمان میں فرشتے اپنے پروں کو جھکا دیتے اللہ کے فرمان کے آگے جھکنے کے لئے (تو اس سے ایک خاص آہٹ یا کھنک پیدا ہوتی ہے آسمانوں میں)۔ جیسے کہ زنجیر گرتی ہے صاف پتھر پر جب ان کے دلوں میں خاص رعب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو وہ کہتے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے، تو وہ ان کو یہ بتاتے ہیں کہ اللہ نے حق اور سچ فرمایا ہے اور وہ بلند مرتبہ اور بہت بڑا ہے۔ چنانچہ اس امر کو ان کے بعض کے بعض کے اوپر ہونے کی کیفیت بیان کی۔

انہوں نے کہا کہ اوپر والا بات سن کر نیچے والے کو بتاتا ہے پھر نیچے والا اپنے نیچے والے کو بتاتا ہے، حتیٰ کہ آخری اس خبر کو پہنچاتا ہے ساحر کی یا کاہن کی زبان پر بسا اوقات اس کو شہاب ثاقب پالیتا ہے کاہن تک پہنچنے سے قبل۔ اور کبھی وہ شہاب کے پہنچنے سے قبل اس کو پہنچا دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ اس کاہن نے ہمیں بتایا نہیں تھا کہ فلاں فلاں دن ایسے ایسے ہوگا؟ اب وہ کلمہ تو سچ ہوتا تھا جو آسمان سے سنا ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۷۰۱)

شہاب ثاقب کی وجہ ..... (۳) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ الحافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے انصار میں سے کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک ستارہ پھینکا گیا اس سے روشنی نکلی (یا شعلہ نکلا) رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں (اسلام سے قبل) کیا کہتے تھے جب اس کی مثل مارا جاتا تھا لوگوں نے کہا،

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ہم لوگ کہتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ اور آج رات کوئی عظیم آدمی مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک حقیقت یہ ہے کہ نہ کسی کی موت پر پھینکا جاتا ہے نہ ہی کسی کی پیدائش پر، بلکہ ہمارا رب جس وقت کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش الہی کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ اسی طرح آسمان کے فرشتے تسبیح کرتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اس تسبیح کا تسلسل آسمان سے دنیا والوں تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد وہ فرشتے پوچھتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہیں تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا ہے۔ لہذا اس طرح آسمانوں والے بعض ان کے بعض سے پوچھتے ہیں اور یوں وہ خبر اہل آسمان سے دنیا تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ جن اسی سنی ہوئی بات کو اچک لیتا ہے پھر وہ جنات اس خبر کو اپنے دوستوں (یعنی کاہنوں اور ساحروں) کے پاس پھینک دیتا ہے۔ جس قدر وہ لاتے ہیں وہ بات سچ ہوتی ہے مگر وہ لوگ اس میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور اضافہ کر لیتے ہیں۔

اور یونس بن یزید کی ایک روایت میں ہے زہری سے کہ وہ لوگ اس میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور اس کو زیادہ کر لیتے ہیں۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ولید بن مسلم کی حدیث سے، اس نے اوزاعی سے اور اس کو محمد بن اسحاق بن یسار نے روایت کیا ہے زہری سے، اس نے اس خبر میں کہا ہے، پھر بے شک اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے شیاطین کو اوپر کی خبر سننے سے ان ستاروں کے ذریعے سے۔ بس کہانت اب منقطع ہو گئی ہے ختم ہو گئی ہے، اب کوئی کہانت نہیں ہے۔

اور اس کو معمر نے روایت کیا ہے زہری سے اور اس نے اس کے آخر میں کہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کیا دور جاہلیت میں یہ ستارے یوں پھینکے جاتے تھے؟ اس نے کہا جی ہاں، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو جنوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

وَإِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْمَعِ الْآنَ يَجِدُ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا - (سورۃ جن : آیت ۶)

ہم لوگ مخصوص ٹھکانوں پر سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے جو شخص اب کان لگاتا ہے وہ اپنے لئے پہلے سے شہاب پاتا ہے۔

تو زہری نے بتایا کہ سختی کر دی گئی تھی اور اس کا معاملہ سخت ہو گیا جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔

## نگران اور شہاب پہلے بھی ہوتے تھے۔ مگر خبریں چرانے والوں کے خلاف بعثت محمدی کے بعد استعمال ہونا شروع ہوئے

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ سے، ان کو محمد بن ابراہیم بن فضل نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے اس نے علی بن حسین سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کی جماعت میں بیٹھے تھے۔ اچانک ایک ستارہ پھینکا گیا اور روشنی پھیلی۔ پھر راوی نے ذکر کیا مفہوم حدیث اوزاعی کا۔ اس کے بعد معمر نے زہری سے ذکر کیا کہ بظاہر کتاب کے موافق ہے کیونکہ اس نے جنوں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے کہا ہے :

وَإِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَا هَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا - (سورۃ جن : آیت ۵)

ہم آسمان کو چھوتے تھے اور ہم اس کو شدید نگرانوں اور شہابوں سے بھرا ہوا پاتے تھے، ہم مخصوص جگہوں پر جا کر بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو بھی سنتا ہے وہ اپنے لئے شہاب منظر پاتا ہے۔

پس جنوں نے یہ خبر دی ہے کہ آسمان کی نگرانی میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کے شہاب بھی زیادہ کر دیئے گئے ہیں، یہاں تک کہ وہ نگرانوں اور شہابوں سے بھر گیا ہے۔

تو یہ دلیل ہے اس امر کی یہ اس سے قبل بھی اس میں نگران موجود تھے اور شہاب بھی ان کے ساتھ تیار تھے اور شہاب عربی زبان میں سلگائی ہوئی آگ کو کہتے ہیں یعنی شعلہ۔

بہر حال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ابو عمر و ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ابو عوانہ نے ابو بشر سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے پڑھانے ان کو دیکھا تھا۔ بلکہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت میں روانہ ہوئے تھے۔ ادھر شیاطین نے اپنی قوم کی طرف مراجعت کی تھی اور کہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے تمہارے لئے ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی ہے اور ہمارے اوپر شعلے (شہاب) چھوڑے گئے ہیں۔ ان کی قوم والوں نے کہا یہ امر ایسے نہیں ہے بلکہ کوئی نئی بات پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہذا تم لوگ دہرتی کی تمام مشرقیں اور مغربیں چھان مارو (وہ لوگ نئے امر کی تلاش میں نکل گئے)۔

بازار عکاظ میں جنات سے ملاقات ..... لہذا جنات کا وہ گروہ جو تہامہ کی طرف روانہ ہوا تھا وہ گروہ کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے گزرا ادھر حضور ﷺ (اتفاق سے) اسی جگہ صحابہ کرام کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ کیونکہ آپ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے (جنوں کو اسی جگہ حضور ﷺ کا قرآن سننا نصیب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے نہ جنوں کو سنا یا، نہ دیکھا بلکہ اللہ نے وحی میں سورۃ جن نازل کر کے آپ کو اطلاع دی)۔ جب جنوں نے سنا تو اس طرف انہوں نے خوب کان لگایا۔ انہوں نے (خود ہی) کہا یہی ہے وہ چیز جو ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان حائل اور رکاوٹ بنی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے، اے ہماری قوم ہم نے بہترین اور عجیب قرآن سنا ہے جو رشک کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی کی :

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے توجہ سے قرآن سنا۔ الخ

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسدد وغیرہ سے۔

(فتح الباری ۶۶۹/۸ - مسلم ۳۳۱/۱)

تحقیق ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ معاملہ شروع شروع کا ہے جب انہوں نے اس کو جانا تھا۔ بہر حال ان کا یہ کہنا کہ ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ ہو گئی ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ چونکہ انہوں نے محافظوں اور شہابوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

(۵) اسی طرح وہ روایت بھی ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار یونس بن بکیر نے یونس بن عمرو سے، اس نے اپنے والد سے، ان سے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک شیاطین آسمانوں میں چڑھ جاتے تھے اور وحی کا کوئی کلمہ سن لیتے تھے۔ پھر اس کو لے کر زمین پر اتر آتے تھے اور اس کے ساتھ نو حصے اضافہ کر لیتے تھے۔ لہذا زمین والے اس کلمہ کو جس میں ایک سچ اور جھوٹ پالیتے تھے۔ ہمیشہ یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے محمد ﷺ کی بعثت فرمادی۔ لہذا وہ لوگ ان ٹھکانوں سے روک دیئے گئے۔

پھر انہوں نے یہ ابلیس سے ذکر کی، اس نے بتایا کہ زمین پر کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے ان کو تلاش کے لئے بھیجا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا کہ وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے پاس۔ انہوں نے خود ہی کہا اللہ کی قسم یہی نئی چیز ہے۔ اور بے شک وہ پتھر مارے جاتے تھے جس وقت تم سے کوئی ستارہ چھپ جائے۔

تحقیق وہ اس شیطان کو پالیتا ہے۔ کبھی خطا نہیں کرتا۔ اس کو قتل نہیں کرتا بلکہ اس کے منہ کو جلا دیتا ہے اور اس کے ہاتھ کو اور پہلو کو۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم نے حسین نے، ان کو آدم بن ابویاس نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ - (سورۃ سبأ: آیت ۳۳)

نہیں کوئی فائدہ دے گی اس کے پاس کوئی سفارش مگر جس کے لئے وہ اجازت دے۔ حتیٰ کی جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اٹھالی جائے گی تو وہ پوچھیں گے تمہارے نبی نے کیا فرمایا تھا۔ وہ جواب دیں گے حق اور سچ کہا تھا۔ وہ سب سے اوپر ہے بڑا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنوں کے ہر قبیلے کا آسمان پر ایک ٹھکانہ تھا۔ جہاں سے وہ وحی سُنتے تھے اور جب وحی اُترتی تھی تو ایسی آواز پیدا ہوتی تھی اور سنی جاتی تھی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کو کھینچنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس اہل آسمان پر ہونا نزل ہوتی وہ سُن کر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اٹھالی جاتی تو وہ پوچھتے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ آگے ان کو جواب ملتا ہے جو کچھ ہے وہ حق ہے اور سچ ہے اور اللہ بلند تر ہے اور بہت بڑا ہے۔ پھر وہ فرشتے ذکر کرتے ہیں کہ فلاں سال یہ ہوگا، فلاں سال وہ ہوگا۔ لہذا جن اس بات کو سُن لیتے اور جا کر اس بات کی خبر کا ہنوں کو دیتے اور کاہن لوگوں کو بتاتے کہ ایسے ہوگا، ایسے ہوگا اور حقیقت میں ایسا ہی ہو جاتا۔

جنتا خبروں کی تلاش میں ..... جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو وہ جنتا بھگا دیئے گئے۔ عربوں نے کہا جب جنوں نے ان کو خبر نہ دی ان باتوں کی کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے جو آسمانوں میں تھا۔ چنانچہ اُونٹوں والوں نے روزانہ ایک اُونٹ بطور قربانی اور خیرات کے ذبح کیا۔ گائے بیل والوں نے ایک گائے بیل ذبح کیا، بکریوں والوں نے ایک بکری روزانہ ذبح کی۔ انہوں نے جلدی سے اپنے مالوں کی قربانی کی۔ قبیلہ ثقیف والوں نے کہا وہ سارے عرب میں زیادہ عقل مند تھے۔ لوگو اپنے مال اپنے پاس روک کر رکھو۔ بے شک آسمانوں میں جو ہے وہ مرا نہیں ہے، یہ کوئی پریشانی نہیں ہے۔ کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے اپنی نشانیوں اور رفعتوں کو آسمانوں میں ستاروں میں جیسے تھیں ویسے ہیں چاند سورج بھی، ویسے ہیں دن رات بھی۔ کہتے ہیں کہ ابلیس نے کہا، زمین پر کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ تم لوگ میرے پاس ہر سر زمین کی مٹی لے آؤ۔ چنانچہ جنتا مٹی لے گئے۔ وہ ان کو سونگھ کر رکھتا گیا جب اس نے مکہ کی مٹی سونگھی تو بولا یہیں سے کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ تلاش میں نکل پڑا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو چکی ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو منصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو خالد بن حصین نے، ان کو عامر شعمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ستارے نہیں مارے جاتے تھے پھینکے جاتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہ ستارے پھینکے جانے لگے۔ لہذا انہوں نے اپنے مویشیوں کو ذبح کیا، اپنے غلاموں کو آزاد کیا۔ اسی اثناء میں عبد یلیل نامی شخص نے کہا کہ تم لوگ دیکھو اگر ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے وہ لوگوں کے فنا ہونے کے وقت ہوتے ہیں تو واقعی سچ ہے اور اگر وہ ایسے نہیں معلوم ہوتے تو یہ کسی نئے امر کی وجہ سے ہے جو پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے غور کیا تو وہ ویسے محسوس نہ ہوئے۔ تو انہوں نے کہا لو گورک جاؤ، تھوڑے سے ٹھہرے تھے، یہاں تک کہ ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر آ گئی۔

(۸) بہر حال وہ حدیث جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو خبر دی محمد بن سعد بن محمد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عمر بن حسین بن حسن بن عطیہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فترۃ یعنی بیچ کے خالی زمانے میں آسمان دینا کی حفاظت اور نگرانی نہیں کی جاتی تھی۔ جنتا بیٹھنے کے مخصوص ٹھکانوں پر کچھ سُننے کے لئے بیٹھتے تھے۔ جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو آسمان سخت محفوظ کر دیا گیا اور شیطانوں کو ستارے مار کر سنگساری کی گئی۔ انہوں نے انکار کیا اس ہدایت کا اور کہنے لگے حکم نہیں جانتے کہ اہل زمین کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا بھلائی کا۔

ابلیس نے کہا زمین پر کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ چنانچہ تمام جنات اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے کہا کہ زمین میں پھیل جاؤ اور مجھے خبر دو کہ یہ کیا خبر ہے جو آسمان میں پیدا ہو گئی ہے۔ پہلا دستہ بھیجا گیا، وہ نصیبین میں سے تھا وہ اشراف جنوں میں سے تھا اور ان کے سرداروں میں سے تھا، ان کو تہامہ کی طرف بھیجا گیا تھا، وہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ جس وادی میں پہنچے وہ وادی نخلہ تھی۔ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو نماز کی حالت میں پایا جو وادی نخلہ میں صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کو معلوم نہیں تھا کہ جن آپ کی طرف کان لگائے ہوئے ہیں، وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ جب قراءت پوری ہو گئی یعنی نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے یعنی مؤمن ہو کر۔

یہ اس حدیث کے مطابق ہے جو ابو بشر سے ثابت ہے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں کچھ اضافہ ہے جس کے ساتھ عطیہ عوفی منفرد ہے۔ اور یہ آپ کا قول ہے یہ آسمان دنیا نگرانی نہیں کیا جاتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے عہد کے درمیان وقفے ہیں۔ اور یہ بات روایت کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور احتمال ہے کہ اس سے مراد ہو کہ وہ شدید نگرانی نہیں کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت ہو گئی۔ لہذا وہ سخت نگرانوں سے بھر دیا گیا اور شہابوں سے۔ واللہ اعلم (ابن ہشام ۳۱/۲۔ عیون الاثر ۱/۱۷۱)

## باب ۷۵

### ایک جن کا دوسرے جن سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع کرنا

اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں جو آوازیں سنی گئیں

مگر آوازیں دینے والا نظر نہ آیا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے ”المستدرک“ میں، ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی عمر بن محمد نے کہ سالم بن عبد اللہ نے، اس کو حدیث بیان کی ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں نہیں سنا تھا میں نے عمر رضی اللہ عنہما سے جو کہتے ہوں کسی شیء کے لئے ہرگز کہ بے شک میں البتہ گمان کرتا ہوں ایسے ایسے، مگر ویسے ویسے ہو جاتا ہے۔

(از مترجم) یعنی اس کا مطلب ہے کہ حضرت عمر محمد ثین اور ملہمین میں سے تھے مُلْهِمُ الْهَامِ شَدَّهُ وہ ہوتا ہے جس کے دل میں ایک چیز ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس کے ذریعے اپنی ضرورت سے اور محسوس کر کے خبر دیتا ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو عمر محمد بن عبد اللہ بسطامی نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو ابراہیم بن ہانی نے، ان کو رمادی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے عمر بن محمد سے کہ سالم نے ان کو حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا عمر سے کہ وہ کہتے ہیں کسی چیز کے بارے میں کبھی کہ میں گمان کرتا ہوں ایسے مگر وہ ہی ہو جاتا ہے جیسے وہ گمان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو کہ انتہائی خوبصورت تھا، انہوں نے کہا البتہ تحقیق میرے گمان نے خطا کی ہے یا یہ شخص جاہلیت میں اپنے دین پر تھایا ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس کو بلاؤ۔ چنانچہ اس کو بلا یا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ میرا گمان غلط ہے یا تو جاہلیت میں اپنے دین پر تھایا کاہن تھا۔ اس نے جواب دیا میں نے نہیں دیکھا کہ اس جیسا مسلمان مجھ کو ملا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے سچ بتائیں گے جو کچھ میں نے پوچھا ہے۔ اس نے بتایا کہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کوئی حیران کی کن بات بتا جو تیرے پاس جنیہ خبر لائی ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک دن میں بازار میں بیٹھا تھا میرے پاس وہ آئی میں اس میں کھبراہٹ اور پریشانی پہچان رہا تھا، وہ کہنے لگی :

الم تر الحن و ابلا سہا      ویأ سہا بعد ابلا سہا

وایا سہا من امسا کھا      ولحوقھا بالقلاس واحلاسہا

کیا دیکھا نہیں تو نے جن کو اور اس کے غمگین ہونے کو۔ اور اس کے مایوس ہونے کو بعد شکستہ دل ہونے کے

اور اس کے نارمہد ہونے کو اس کے مضبوط تھامنے کو۔ اور اس کے اوپر چھوڑنے والوں کے ساتھ جاٹنے سے اور وہاں رہ جانے سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سچ ہے ایک مرتبہ میں لوگوں الاؤں (لہوہ وبتوں) کے پاس سو رہا تھا اچانک ایک آدمی ایک کچھڑالے کر آیا اور اس نے اس کو لا کر ذبح کیا بتوں کے پاس۔ بس اس سے ایک چیخنے والے نے چیخ ماری (اس کی آواز اس قدر شدید تھی) کہ میں نے اس سے زیادہ سخت زور دار آواز والا نہیں سنا۔

وہ یہ کہہ رہا تھا :

یا جلیح امر نجیح رجل یصیح بقول لا الہ الا اللہ

اے جلیح کامیابی کا امر ہے ایک فصیح آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔

لوگوں نے یہ آواز سنی تو اچھل پڑے۔

میں نے کہا میں چلین سے نہیں بیٹھوں گا بلکہ اس کا پس منظر ضرور جانوں گا کہ یہ کون تھا۔ پھر اس نے یہی چیخ ماری، پھر میں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا کہ کون یہ کہہ رہا ہے۔ پھر اس نے یہی آواز لگائی۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نہیں مطمئن ہوا، یہاں تک کہ کہا گیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے یحییٰ بن سلیمان سے ابن وہب سے اسی طرح۔ (بخاری۔ حدیث ۲۸۶۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نے، ان کو حمد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو یحییٰ ابن سلیمان نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا۔ اس روایت کا ظاہر یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بذات خود چیخ پکار کرنے والے کو سنا جو کچھڑے سے چیخ کر کہہ رہا تھا جو کچھڑا ذبح کیا گیا تھا۔ اور اسی طرح بات صریح مذکور ہے ایک ضعیف روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے اسلام کے بارے میں اور تمام روایات اس پر دلالت کر رہی ہیں کہ اس کاہن نے خبر دی تھی اس خواب کے بارے میں اور اپنے سماع کے بارے میں۔ واللہ اعلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کاہن سے ملاقات ..... (۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن بن بشران عدل نے بغداد میں بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمر و عثمان بن احمد بن عبد اللہ المعروف بن سماک نے، ان کو ابو الاحض محمد بن یثیم قاضی نے، ان کو سعید بن کثیر بن عفیر نے، ان کو یحییٰ بن ایوب نے ابن المہادی سے، اس نے عبد اللہ بن سلیم سے اس نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اچانک انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا اور فرمانے لگے، تحقیق کہ اس وقت جو صاحب فراست ہوں میری رائے میں اگر نہ ہوں تحقیق یہ آدمی دیکھتا اور کہا نت کے بارے میں کچھ کہتا ہے۔ اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ انہوں نے بلا لیا اس کو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ شام کے ملک سے۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے بتایا میں نے اسی گھر (بیت اللہ) کا ارادہ کیا تھا میں جو نبی نکلا ہوں آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا آپ مجھے ایک چیز کے بارے میں بتائیں گے جس کے بارے میں آپ سے پوچھوں؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کہانت کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا آپ اس میں مجھے خبر دیجئے۔ بعض ان چیزوں کے بارے میں جو آپ نے دیکھی ہیں۔ اس نے بتایا کہ بے شک میں ایک رات وادی میں تھا میں نے ایک چیخ کر پکارنے والے کی پکار سنی جو یہ کہہ رہا تھا ..... یا علیج بڑی خطرناک خبر ہے وہ یہ ہے کہ ایک جوان چیخ کر کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا معبود (معبود و مشکل کشا) کوئی نہیں ہے۔ افسوس جنوں کے لئے بڑی مایوسی کی بات ہے اور انسانوں کے لئے بڑی دکھ کی بات ہے۔ قسم ہے گھوڑوں کی اور ان کی زین کی۔ تو میں نے سوچا کہ واقعی یہ تو وہی خبر ہے جس سے جن بھی مایوس ہو جائیں گے اور انسان بھی اس سے شکستہ خاطر ہو جائیں گے اور اس میں بڑے بڑے بہادر ناکام ہو جائیں گے۔ بس اس واقعے کو ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید بن ابوعمر نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ، مجھے خبر دی میرے والد نے ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن مسکین انصاری نے، وہ کہتے ہیں ہمارے درمیان ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ان کے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ انہوں نے اپنے رفقاء سے کہا میرے گمان کے مطابق جاہلیت میں یہ شخص کاہن تھا۔ پھر انہوں نے اس کی طرف ایک آدمی بھیج کر بلایا اور اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جاہلیت میں کاہن تھے؟ اس نے کہا اے امیر المؤمنین ہمیں اب جاہلیت کے تذکرے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ عزوجل ہمارے پاس اسلام کو لے آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کاہن تھے؟ اس نے کہا اے اللہ تو گواہ ہے کہ میں واقعی کاہن تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ حیران کن بات کوئی ہے جو تیری جنیہ تیری شیطانہ تیرے پاس لائی تھی کیا تھی؟ اس نے کہا، اے اللہ تو گواہ ہے ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا اچانک وہ کہنے لگی کہ کیا آپ نے شیطان کی طرف اور اس کے غمگین ہونے کی طرف نہیں دیکھا؟ اور اس کی اپنے عیادت کرنے والوں سے مایوسی نہیں دیکھی؟ اور اس کے اوپر چڑھنے والوں کے ساتھ جاننے اور ان کے ساتھ رہنے سے مایوسی کو نہیں دیکھا؟ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس نے بتایا کہ میں مکے گیا (یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا)۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی ان بتوں کے ساتھ ایک پھڑا ذبح کر رہا ہے۔ میں اس امید کے ساتھ وہاں رک گیا کہ مجھے اس میں سے کچھ گوشت مل جائے گا۔ جب ذبح کرنے والے نے پھڑے کو ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے کسی چیز نے آواز دی چیخ مار کر اور یوں کہا :

يا اَلْذَّرِيحُ اَمْرٌ نَجِيحٌ رَجُلٌ يَصِيحُ يَقُولُ لا اِلهَ اِلا اللّٰهُ

کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرا دل کانپ اٹھا یہاں تک کہ میں گر گیا۔

مشرکین پھڑا ذبح کرنے سے رُک گئے ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن محمود یہ عسکری نے ابواز شہر میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن غیبان نرسی نے، ان کو ابو عمرو و حاضر بن مطہر نے، ان کو عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے لیث سے سنا وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رزق نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو غفار والوں نے ایک پھڑے کو اپنے بتوں میں سے ایک بت کے اوپر چڑھا دے کے لئے ذبح کرنے کے لئے قریب کیا۔ وہ ابھی کھڑا کیا گیا تھا کہ اس نے چیخ ماری اے ال ذریح معاملہ بہت بڑا ہے ایک چیخنے والا چیخ رہا ہے فصیح سادہ زبان میں وہ مکے میں یہ پکار کر کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس کو ذبح کرنے سے رُک گئے اور وہ اس معاملے کو دیکھنے اور غور کرنے کے لئے چلے گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں۔



معتمر نے کہا میں نے اس کے بارے میں ججاج بن ارطاة سے پوچھا، اس نے کہا میں نے اس بارے میں مجاہد سے پوچھا اور مجھے حدیث بیان کی اس کے حصے کے ساتھ اور اس کو روایت کیا احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بکیر برسانی سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ ابو زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ کثیر داری نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ایک شیخ نے جس نے دور جاہلیت کو پالیا تھا اور ہم لوگ عزوہ رودس میں تھے۔ اس شیخ کو ابن عسی کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک خاندان کی گائیں ذبح کرتا تھا، میں نے اس کے پیٹ سے ایک آواز سنی اسے ذبح قول فصیح ہے ایک آدمی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مکے میں آئے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو پالیا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر چکے تھے۔ یہ اس میں ہے جس کی خبر دی ہے ہمیں ابو عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد ازدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو بکر خفید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے اس کا ذکر کیا اور کہا ابو عبدالرحمن عبداللہ نے یہ حدیث غریب ہے مگر اسناد اس کی جید ہے۔

### سواد بن قارب کی کہانی

عین ممکن ہے کہ وہ کاہن جس کا حدیث صحیح میں نام مذکور نہیں ہے وہ یہی ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب مفسر نے اپنے اصل سماع (اور یادداشت سے) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار اصفہانی سے بصورتہ قراءۃ علیہ کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر احمد بن موسیٰ حمار کوفی نے کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن یزید بن بارویہ ابو بکر قصری نے، ان کو محمد بن تر اس کوفی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر بن عیاش نے ابو اسحاق سے، اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب منبر پر خطبہ دے رہے تھے اچانک انہوں نے کہا اے لوگو! کیا تم لوگوں میں سواد بن قارب موجود ہے؟ کہتے ہیں اس سال ان کو کسی نے جواب نہ دیا۔ جب اگلا سال آیا تو پھر انہوں نے کہا، لوگو! کیا تمہارے اندر سواد بن قارب موجود ہے؟ کہتے ہیں کہ کسی نے پوچھا اے امیر المؤمنین نہیں کیا ہوا سواد بن قارب کو؟ فرمایا کہ بے شک سواد بن قارب کے اسلام کا آغاز ایک عجیب چیز تھی۔ کہتے ہیں کہ ہم ابھی اسی اثنا میں تھے کہ اچانک سواد بن قارب نمودار ہوئے۔ کہتے ہیں دوست عمر نے ان سے کہا اے سواد! ہمیں ذرا اپنے اسلام کی ابتدا کے بارے میں سنائیے کہ کیسے ہوئی تھی؟

سواد نے کہا میں ہندوستان میں گیا ہوا تھا میرا ایک جن تھا جو مجھے خبریں لا کر دیتا تھا۔ کہتے ہیں میں ایک رات سو رہا تھا اچانک وہ خواب میں میرے پاس آیا، اس نے کہا کہ اٹھئے اور سمجھئے اور عقل میں رکھئے اگر آپ سمجھتے ہو۔ تحقیق ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے لوی بن غالب میں۔ اس کے بعد اس جن نے شعر کہنا شروع کئے۔

### سواد بن قارب کاہن کے جن کا

حضور ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاع کرنا۔ اس کے اشعار

اس کے بعد اس نے شعر کہنا شروع کئے :

عجبت للجن وأنجا سها	وشدها العيس باحلا سها
تھوی الی مکة تبغی الھدی	مامؤمنوھا مثل ارجا سها
فانھض الی الصفوة من ہاشم	واسم یعینک الحاراً سها

مجھے حیرانی ہوئی جن پر باوجود اس کی ناپاکیوں کے۔ اور اس کے سائڈ کو اس کی ٹھل کے ساتھ باندھنے پر

کہ وہ مکہ چلا گیا ہدایت کی تلاش میں۔ اس جیسے ناپاک حالانکہ ایمان نہیں لاتے

اس نے (یہ ہدایت کی) آپ اٹھئے بن ہاشم کے برگزیدہ نبوت کے پاس جائیے اور اپنی آنکھوں کو اس کی طرف ٹھنڈا کیجئے۔

اس کے بعد اس جن نے مجھے تنبیہ کی اور مجھے ڈرایا اور کہنے لگا، اے سواد بن قارب بے شک اللہ عزوجل نے ایک نبی بھیج دیا ہے آپ اٹھئے اور اس کے پاس جائیئے آپ ہدایت اور رشد یافتہ ہو جائیں۔ جب دوسری رات آئی پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھے جگایا پھر اس نے کہا اسی طرح :

عجیبت للجن و تطلا بہا  
تھوی الی مکة تبغی الہدی  
و شدھا العیس باقتا بہا  
لیس قڈا ماہا کا دنا بہا  
فانہض الی الصفوة من ہاشم  
واسم بعینک الی نا بہا

جب تیسری رات ہوئی تو پھر وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے جگایا پھر اسی طرح کہا :

عجبت للجن و تخبارہا  
تھوی الی مکة تبغی الہدی  
و شدھا العیس باکواریہا  
لیس ذو و الشر کا خیارہا  
فانہض الی الصفوة من ہاشم  
مامؤمنوا الجن ککفارہا

میں حیران ہوں جن کے خبر دینے سے اور اونٹ کو اس کے بالائی سے باندھنے سے کہ وہ مکے کی طرف ہدایت کی طلب میں پہنچا۔ درحقیقت شریر شرفاء جیسے نہیں ہوتے وہ بنو ہاشم کے برگزیدہ انسان کی طرف لپکا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایماندار جن کافر جنات جیسے نہیں ہوتے۔

کہتے ہیں کہ جب میں نے اس سے سنا کہ وہ ایک کے بعد ایک رات بار بار مجھے کہہ رہا ہے تو میرے دل میں اسلام کی محبت واقع ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں جس قدر اللہ نے چاہا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے سامان پر آیا، میں نے اسے اپنی سواری پر باندھا۔ میں نے نو دن رات اس کا تنگ نہ کھولا نہ دوبارہ باندھا، یہاں تک کہ میں (مسلل سفر کے) بعد حضور ﷺ کے پاس آ گیا۔ وہ اس وقت مدینے میں تھے اور لوگ ان پر مثل عرب الفرس کے تھے یعنی گھوڑے کی ایال کے بالوں کی طرح تھے۔ جب حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا، مرحبا اے سواد بن قارب! ہم نے جان لیا ہے جو چیز آپ کو لے آئی۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے شعر کہے ہیں آپ مجھ سے سنئے۔ سواد کہتے ہیں کہ میں نے کہا :

سواد بن قارب کے اشعار جو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں  
پیش کرنے کی سعادت حاصل کی

اتانی رئی بعد لیل و ہجعة  
ثلاث لیل قولہ کل لیلۃ  
ولم یک فیما قد بلوت بکاذب  
اتاک رسول من لوی بن غالب  
فی فشمزت عن ساقی الارو وسطت  
بی الذعلب الوجناء عند السباسب  
وانک مامون علی کل غایب  
الی اللہ یا بن الاکرمین الاطایب  
فامرنا بما یأتیک یاخیر من مشی  
وان کان فیما جاء شیب الذوایب  
وکن لی شفیعاً یوم لاذو شفاعة  
سواک بمغن عن سواد بن قارب

میرے پاس مجھے مشورہ دینے والا آیا ہے رات سو جانے کے بعد اور اس مشورہ دینے میں وہ جھوٹا بھی نہیں تھا۔ تین راتوں تک وہ آتا رہا روزانہ اس کی یہی ایک ہی بات ہوتی تھی کہ تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آچکا ہے۔ لہذا میں نے اپنا تہہ بند اپنی پنڈلی سے اٹھایا اور مجھے فریبہ جسم تیز رفتار اونٹنی نے طویل مسافتیں طے کر کے آپ کی مجلس میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں کلمہ شہادت پڑھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

سوا کوئی باقی رہنے والا نہیں ہے اور آپ ہر خطرے سے محفوظ ہیں، امین ہیں ہر غیر موجود کے لئے۔ اور آپ رسولوں میں سے شفاعت کرنے کے قریب تر ہیں اللہ کے، اے شرفاء اور پاکیزہ نسب والے۔ لہذا آپ ہمیں اطمینان سے اس چیز کا حکم فرمائیں جو آپ کے پاس جبرئیل امین لے کر آتے ہیں۔ اگرچہ اس میں جوانی کو بڑھاپے میں بدل دینے والے (سخت احکامات) ہوں۔ اور آپ قیامت میں میرے شفیع بن جائیں جس دن کوئی سفارشی نہیں ہوگا آپ کے سوا سواد بن قارب کے کام آنے والا۔

## سواد بن قارب کے اشعار سن کر رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ مسرت

حضور ﷺ یہ اشعار سن کر زور سے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی آخری داڑھیں (نواجذ) ظاہر ہو گئیں اور حضور ﷺ نے فرمایا تم کامیاب ہو اے سواد۔ حضرت عمرؓ جو مجلس میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا اے سواد کیا آپ وہ مبشر جن ابھی بھی آپ کے پاس آتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جس وقت سے میں نے قرآن کی قراءت کی ہے جب سے وہ میرے پاس نہیں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ (قرآن) جن کے عوض اور بدلے میں بہترین عوض ہے۔ یہ حدیث اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح دوسری دو وجوہ سے بھی منقول ہے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن احمد خلالی نے اور محمد بن عبد اللہ بن محمد صبیح جو ہری نے اور احمد بن محمد بن مبارک فقیہ ہروی نے اور بشر بن احمد اسفرائینی نے اور یہ الفاظ ہروی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ احمد بن علی المعنی موصلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن حجر سامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن منصور انباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن وقاصی نے محمد بن کعب قرظی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس ایک آدمی گذرا۔ اس سے کہا گیا کہ کیا آپ اس گذرنے والے کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ سواد بن قارب ہے۔

حضرت عمرؓ نے بندہ بھیج کر ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم سواد بن قارب ہو؟ اس نے بتایا جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جن کے پاس حضور ﷺ کے ظہور کے وقت آپ کو اطلاع دینے والا جن آیا تھا۔ اس نے بتایا جی ہاں! انہوں نے پوچھا کہ آپ بھی اسی سابقہ کہانت کی حالت پر ہیں؟ یہ سنتے ہی سواد ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں اے امیر المؤمنین کسی نے مجھ سے ایسا سوال نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے سبحان اللہ، ہم لوگ جس کیفیت شرک پر تھے وہ تو اس سے بہت بڑا گناہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے آپ اپنے اطلاع دینے والے جن کی رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی بابت اطلاع کے بارے میں بتائیے۔ سواد بن قارب نے بتانا شروع کیا کہ میں ایک رات سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا۔ اچانک میرے پاس ایک رائے دینے والا (سردار) جن آیا اس نے اپنے پیر سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ جا اے سواد بن قارب! میری بات سن اور سمجھ، اگر تو سمجھتا ہے۔ بیشک حال یہ ہے کہ لوئی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے اللہ کی طرف اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔

اس کے بعد (سواد نے) شعر کہنا شروع کئے۔ اس نے کئی اشعار کہے اس مفہوم کے ساتھ جو ہم نے حدیث براء بن یزید میں روایت کی ہے لفظاً اور ایک لفظ کو دوسرے کے ساتھ تبدیل کرتا ہے۔ اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ کہنا شروع کیا کہ ایک دن ہم لوگ قریش کے قبیلے میں گئے ہوئے تھے جس کو ال ذریح کہتے تھے۔ اس قبیلے والوں نے اس وقت ایک کچھڑا ذریح کیا تھا اور قصاب ابھی اسی کو بنا ہی رہا تھا اچانک ہم لوگوں نے اس کچھڑے کے پیٹ سے ایک آواز سنی مگر ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی وہ کہہ رہا تھا اے آل ذریح معاملہ کامیابی والا ہے۔ جو کہ فصیح زبان کے ساتھ چیخ رہا ہے اور شہادت دے رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ اور مشکل کشا نہیں ہے۔ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابو الحسن علی بن شیبان موصلی نے یحییٰ بن حجر سامی سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب فرّاء نے، ان کو بشر بن حجر سامی نے بصرہ میں مسجد کے اندر، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن منصور نے، ان کو عثمان بن عبد الرحمن نے محمد بن کعب قرظی سے، اس نے اس کو ذکر کی ہے اسی کے مفہوم میں آخر میں اضافے کے بغیر۔

اور اسی طرح روایت کی گئی ایک آدمی سے جس کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ بشر بن حجر سامی ابو حاتم سے۔

وجہ ثانی وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ولید بن حماد بن جابر نے مقام رملہ میں، ان کو سلیمان بن عبد الرحمن نے، ان کو حکم بن یعلیٰ بن عطاء محاربی سے، ان کو ابو معمر عباد بن عبد الصمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سواد بن قارب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سُرّاة کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے اوپر سوراہا تھا۔ چنانچہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے مجھے پیر سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آچکا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ اتنے میں وہ پچھلے قدموں واپس ہوتا گیا اور یہ کہتا گیا۔

عجبت للجن وارجا سہا  
تہوی الی مکة تبغی الہدی  
ورحلہا العیس باحلاسہا  
ماصالحوہا مثل ارجا سہا

کہتے ہیں کہ اس کے بعد دوبارہ میں سو گیا۔ پھر وہ آیا اس نے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آ گیا ہے۔ سواد کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھ کر بیٹھا سیدھا ہو کر۔ وہ پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا۔

عجبت للجن و اخبارہا  
تہوی الی مکة تبغی الہدی  
ورحلہا العیس باکوارہا  
مامؤمنوہا مثل کفارہا

سواد کہتے ہیں کہ میں پھر سو گیا پھر وہ میرے پاس آیا میں نیند کر چکا تھا۔ سیدھا پھر اس نے مجھے پیر سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے ایک پیغام دینے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں پھر اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ وہ یہ کہتے ہوئے پیچھے چلا گیا۔

عجبت للجن و تطلابہا  
تہوی الی مکة تبغی الہدی  
ورحلہا العیس باقتابہا  
فارحل الی الصفوة من ہاشم  
ماصادقوہا مثل کذابہا  
واسم بعینک الی نائبہا

کہتے ہیں کہ میں صبح اُٹھ کر سوار ہو کر مکہ آیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا تھا۔ میں نے اُن کو خبر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ قول آتیتُ مکة ہمت کے قریب تر ہے اس سے جو ہم نے گذشتہ دور روایتوں میں نقل کیا ہے مگر صحیح روایات ان روایات سے مستغنی کر دیتی ہے۔ واللہ اعلم

### مازن طائی کے مسلمان ہونے کا سبب

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے ۳۸۳ھ (تین سو تیرا سی) میں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا ابو علی بن حرب بن محمد بن علی بن حیان بن مازن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے والے نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں ابوالمنذر ہشام بن محمد کلبی سے ملا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کون سے قبیلے سے ہیں؟ میں نے کہا میں بنو طے سے ہوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ غالباً تم اولاد سادن سے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں لہذا انہوں نے میرا کرام کیا اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ میں بنو طے کے کسی شیوخ سے ملا تھا متقدمین میں سے۔ میں نے ان سے مازن کا قصہ پوچھا اور اس کے مسلمان ہونے کے سبب کے بارے میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے اور انہوں نے پھر عثمان میں اپنی زمین کا بڑا حصہ حضور ﷺ کو (مسلمانوں کے لئے) وقف کیا۔ یہ محض اللہ کے فضل اور ان کے احسان سے ہوا۔ (واقعہ یوں ہے کہ) مازن ارض عمان میں ایک بستی میں رہتے تھے جو سمائل کے نام سے پکاری جاتی تھی وہ اپنے خاندان کے لئے بتوں کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک بت تھا اس کا نام تھا باجر (یا ناجر)۔ میں نے ایک دن اس کا چڑھا وادیا (یعنی اس کے نام کا جانور ذبح کیا)۔ چنانچہ میں نے بت میں ایک آواز سنی، کہہ رہا تھا اے مازن میری طرف آئیے، میری طرف آئیے۔ وہ کہہ رہا تھا :

يَا مَازِنِ اَقْبِلْ اِلَيَّ اَقْبِلْ - تَسْمَعُ مَا لَا يُجْهَلُ - هَذَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ - جَاءَ بِحَقِّ مُنْزَلٍ فَا مِنْ بِيْهِ كَيْ تُعْدَلَ عَنْ  
حَرَنَابٍ تُشْعَلُ وَقُوْدُهَا بِالْحَنْدَلِ -

میں نے کہا یہ تو انتہائی حیران کن بات ہے۔ اس کے بعد میں نے کچھ دنوں بعد پھر دوسرا چڑھا واذبح کیا۔ چنانچہ پھر میں نے آواز سنی کہ جو پہلی آواز سے زیادہ واضح تھی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا :

يَا مَازِنِ اِسْمِعْ تُسَرَّ - ظَهَرَ خَيْرٌ وَبَطُنٌ شَرٌّ - بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرِّ بَدِيْنِ اللّٰهِ الْكُبْرِ - فَدَعِ نَحِيْتًا مِنْ حَجَرٍ -  
تَسْلَمُ مِنْ حَرِّ سَقَرٍ

میں نے سوچا اللہ کی قسم یہ انتہائی حیران کن بات ہے۔ یہ کوئی خیر ہے جو میرے لئے سوچی گئی ہے (اس دوران) ہمارے پاس اہل حجاز سے ایک آدمی آیا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کی خبر دیجئے (وہاں کیا ہو رہا ہے)۔ اس نے بتایا کہ تمہارے میں ایک آدمی ہے جو بھی اس کے پاس جاتا ہے وہ اس کو کہتا ہے کہ اللہ کے داعی کی بات مانو جس کا نام احمد ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ ایسی خبر ہے جو میں نے پہلے نہیں سنی۔ لہذا میں بت کی طرف گیا اور جا کر اس کو توڑ دیا ہلکڑے ہلکڑے کر دیا اور میں نے اپنی سواری پر زین کسی اور روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ انہوں نے میرے لئے اسلام کی وضاحت کی، میں مسلمان ہو گیا۔ پھر میں نے اس پر شعر کہے ۔

كسرت باجر اجذاذا و كان لنا  
ربنا لطيف به ضللاً بتضلال  
بالهاشمي هدا من ضلالتنا  
ولم يكن دينه مني على بال  
يا ركبنا بلغا عمرا و اخوتيه  
انى لمن قال ديني ناجر قالى

رسول اللہ ﷺ کی مازن کے حق میں دعا ..... عمرو اور اس کے بھائیوں سے مراد بنو خطامہ تھے۔ مازن کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! بیشک میں شراب نوشی کرنے اور گانے بجانے کا حریص ہوں اور عورتوں کا رسیا ہوں۔ اور کثرت سے ہمارے اوپر قحط سالیاں آئیں جنہوں نے ہمارے مال ختم کر دیئے ہیں اور انہوں نے بچوں اور جوانوں کو کمزور کر دیا ہے اور میری تو اولاد زینہ بھی نہیں ہے۔ آپ اللہ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ میری تکلیفیں اور پریشانیاں دور فرمائیں اور میرے لئے سکاں یعنی رزق کی فراوانی پیدا فرمائیں اور مجھے بیٹا عطا فرمائیں۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی :

اللهم ابدله بالطرب قراءة القران - وبالحرور الحلال واته بالحياء وهب له ولدا  
اے اللہ اس کو خوشی (عیاشی) کے بدلے میں قرآن کی قراءت عطا فرما اور حرام کے بدلے حلال عطا فرما اور اس کو بیٹا عطا فرما۔

مازن کہتے ہیں (حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے) اللہ نے میری ہر وہ تکلیف دور فرمادی جو میں محسوس کرتا تھا اور عمان میں خوشحالی آگئی۔ یہاں تک کہ میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کر لی اور اللہ نے مجھے حیان بن مازن عطا کیا جس کی خوشی میں میں نے اشعار کہے۔

### حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے قحط زدگی کے بعد خوشحالی ملی بے اولادی کے بعد اولاد نصیب ہوئی تو مازن نے اشعار کہے

اليك رسول الله خببت مطيتي	تجوب الفيافي من عمان الى العرج
لتشفع يا خير من وطئ الحصا	فيغفر لي ربي فارجع بالفلج
الى معشر خالفت في الله دينهم	فلا رايهم رأبي ولا شرحهم شرحي
و كنت امرأ بالزعب والخمر مولعا	شبابي حتى اذن الجسم بالنهج
فاصبحت همي في جهاد ونية	فلله ما صومي ولله ما حجي

مازن کہتے ہیں کہ میں جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹا تو انہوں نے میری ٹھیک ٹھاک خبر لی۔ مجھے خوب گالیاں دیں اور اپنے قومی شاعر سے انہوں نے کہا کہ اس نے میری اشعار میں خوب برائی بیان کی۔ میں نے سوچا کہ اگر میں بھی جواب میں ان کی برائی کہنا شروع کر دوں تو اس طرح میں اپنے آپ برائی کر بیٹھوں گا۔ چنانچہ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور میں نے شعر کہے (اس کیفیت پر)۔

و شتمكم عندنا مرًا مذاقتُهُ	و شتمنا عندكم يا قومنا لئن
لا ينشب الدهر ان يثبت معايكم	و كلكم ابدافى عيننا فطن

تمہاری گالیاں ہمارے نزدیک سخت کڑوی ہیں اپنے مذاق کے اعتبار سے۔ اور ہماری گالیاں تمہارے نزدیک، اے میری قوم

ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے یہاں تک یاد کیا تھا اور اس کو میں نے اپنے دادا کی اصل تحریر سے حاصل کیا تھا۔ گویا کہ وہ مزید چاہتے تھے۔

فشعرنا مفحم عنكم و شاعركم	فى حربنا مبلغ فى شتمنا لسن
مافى الصدور عليكم فاعلموا و غر	وفى صدوركم البغضاء والاحن

ہمارے ایک دوست نے جو کہ اہل عمان میں سے تھے انہوں نے اپنے اسلاف سے ہمیں بات بیان کی تھی کہ مازن جب اپنی قوم سے الگ تھلگ ہو گئے تھے تو انہوں نے جا کر مسجد تعمیر کی تھی وہ اس میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ ان کی مسجد کی خاص بات یہ تھی کہ اگر کوئی مظلوم شخص اگر اس میں تین دن عبادت کرنے کے بعد اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے خلاف بددعا کرتا تو وہ قبول ہو جاتی۔ اور اگر برص میں مبتلا شخص دعا کرتا تو وہ برص (کوڑھ) سے شفا یاب ہو جاتا۔ آج تک اس مسجد کا نام مبرص ہے (برص سے شفا دینے والی)۔

ابوالمزہر نے کہا کہ مازن نے کہا تھا کہ اس کے بعد اس کی قوم والے شرمندہ ہو گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ ان کے امور کا کردار دھرتا میں ہی ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے۔ چنانچہ میرے پاس ان کی ایک بڑی جماعت آئی انہوں نے مجھ سے کہا اے چچا زاد ہم نے معاملے کو آپ کے خلاف عیب جانا اور ہم نے آپ کو اس سے منع کیا۔ آپ نے جب انکار ہی کر دیا ہے تو ہم آپ کو آپ کی حالت پر چھوڑتے ہیں۔ لہذا آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں لہذا میں ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ اس کے بعد وہ سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

غالباً اسی طرح ہمیں خبر دی گئی ہے۔ تحقیق اس کو ذکر کیا ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد بن ابوالحسن نے عبد الرحمن بن محمد حنظلی سے، اس نے علی بن حرب سے، اس نے ابوالمنذر ہشام بن محمد سے اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ عمانی سے، اس نے مازن عضویہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سال کی بستی میں میں ایک بٹ کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ یہ بستی عمان میں تھی۔ ایک دن ہم نے اس کے لئے جانور ذبح کیا، اس کا چڑھاوا چڑھایا۔ اس کے بعد راوی نے اسی مفہوم میں حدیث کو ذکر کیا جیسے ہم نے اس کو روایت کیا ہے اور اس نے اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا ہے۔ ان الفاظ کے بعد کہ وَكُنْتُ أَمْرًا

فبَدَلْنِي بِالْخَمْرِ حَوْفًا وَخَشِيَّةً  
وَبِالْعَهْرِ احْصَانًا وَحَصْنًا لِي فَرَجِي

اس پیغمبر نے مجھے شراب کے بدلے میں خوف اور خشیت دی بد روایات اور بد کاری کے بدلے میں پاکدامنی دی اور میری شرم گاہ کی حفاظت سکھائی تحقیق اسی مفہوم میں جو ہم نے روایت کیا مازن کے بارے میں بہت سی اخبار ہیں۔ ان میں سے ایک عمرو بن جبلة والی حدیث ہے اس بدلے میں جو اس نے صنم سے سنی تھی۔

يَا عَصَامَ - يَا عَصَامَ - جَاءَ الْإِسْلَامَ - وَذَهَبَ الْإِسْلَامَ

ان روایات میں سے حدیث طارق بھی ہے بنو ہند بن حرام سے وہ یوں ہے : يَا طَارِقَ - يَا طَارِقَ  
حضور صادق مبعوث ہو چکے ہیں۔

ان روایات میں سے ایک روایت حدیث ابن دقشہ ہے اس کے بارے میں جو اس کو اس کے ساتھ جن نے خبر دی تھی۔ اس نے ذباب بن حارث کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے ذباب آپ سب سے زیادہ حیرانی کی بات سنیں۔ محمد ﷺ قرآن کے ساتھ مبعوث ہو گئے ہیں۔ وہ مکے والوں کو دعوت دے رہے ہیں مگر ان کی بات نہیں مانی جا رہی۔

ان میں سے ایک حدیث عمرو بن مرہ (مرہ غطفانی) ہے کہ اس نے اپنی نیند میں خواب دیکھا کہ کعبے سے ایک نور سا طبع کو دیکھا ہے اس کے بعد اس نے آواز سنی حق آ گیا ہے اور وہ بلند ہو گیا ہے اور حق نے باطل کوٹ دیا ہے اور اس کا قلع قمع ہو گیا ہے۔ اور ان میں سے ایک حدیث عباس بن مرداس میں سے ہے کہ اس نے بھی آواز سنی تھی اور ان ہی سے ایک حدیث ہے خالد بن سبط کی اس نے بتایا کہ جب اس کا تابع اس کے پاس آیا اور کہا کہ قائم ہونے والا حق آچکا ہے اور خبر دائمی وغیرہ جس کی لمبی تفصیل ہے۔

### خفاف بن نضله ثقفی کا اسلام

(۱) اُس میں جس کی ہمیں خبر دی ابو عثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبد ان نیشاپوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن مؤملی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد سوار نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی احمد بن یعقوب انطاکی نے، عبد اللہ بن محمد بلوی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی براء بن سعید بن سماعہ بن محمد بن عبد اللہ بن براء بن مالک انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ قدامہ بن عقیل غطفانی نے اس کو خبر دی جمعہ سے یا کہا تھا جمیعہ بنت ذابل بن طفیل بن عمرو سے اس نے اپنے والد ذابل بن طفیل بن عمرو دوسی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے مقام اباطل سے واپسی پر چنانچہ ان کے پاس خفاف بن نضله بن عمرو بن بہدله ثقفی آئے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو شعر سنائے۔

خفاف بن نضله کے اشعار جو رسول ﷺ اللہ نے پسند فرمائے :

فی مهمة قفر من الفلوات  
نبت الاسنات والازمات

کم قد تحطمت القلوص بی الدجی  
فل لك من النوريس ليس بقاعة

انسی اتانی فی الانام مساعد  
 يد عو اليك ليالي ليا ليا  
 فر كبت ناحية اضرب بنيتها  
 حتى وردت الي المدينة جا هدا  
 من جن وجره كان لي ومواتي  
 ثم احزأل وقال لست با تي  
 جمر تخب به على الا كمات  
 كيما اراك فتفرج الكربات

یہاں تک کہ میں انتہائی مشقت کرتے ہوئے مدینے آن پہنچتا کہ میں آپ کی زیارت کروں اور آپ مشکلات آسان کر دیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اچھا محسوس کیا اور فرمایا بے شک بعض بیان میں سحر و جادو کی طرح اثر ہوتا ہے اور بے شک شعروں میں حکمتوں اور دانائیوں کی کیفیت ہوتی ہے۔

نبی مبعوث نے ہمارے اوپر زنا کو حرام قرار دیا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور مادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی علی بن حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک پہلی خمر جو مدینے میں آئی تھی کہ اہل یثرب کی ایک عورت تھی۔ وہ جن کے بچے کو پکارتی یا بلاتی تھی وہ اس کے تابع تھا۔ وہ ایک دن آیا تو اس عورت کی دیوار پر آ بیٹھا۔ عورت نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا کہ تم اندر داخل نہیں ہو رہے ہو؟ بے شک ایک نبی مبعوث ہو چکا ہے جس نے زنا کو حرام بتایا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے یہ بات اپنے چیلے کے حوالے سے بیان کی جو کہ جنوں میں سے تھا۔ بس یہ پہلی خبر تھی جو مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بیان کی گئی تھی۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حدیث بیان کی ابو عبد اللہ احمد بن خالد بن یزید شعرانی نے اور محمد بن فضل بن جابر نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یوسف زمی نے، ان کو عبید اللہ بن عمرو نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلی خبر جو مدینے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے آئی تھی وہ یہ تھی کہ مدینے میں ایک عورت تھی اس کا ایک تابع تھا وہ پرندے کی صورت میں اس کے پاس آیا اور ان کے گھر کی دیوار پر آ بیٹھا۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ نیچے اتر آؤ، آپ ہمیں خبریں بتانا ہم آپ کو بتائیں گے۔ اس نے بتایا مکہ میں ایک نبی بھیجا گیا ہے۔ اس نے ہم لوگوں سے قرار اور ٹھہرنے کو ممنوع کر دیا ہے اور اس نے ہمارے اوپر زنا کو حرام کر دیا ہے۔

یہ شعرانی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ اور ابن جابر کی روایت میں ہے کہ وہ ان کے گھر کی دیوار پر آن بیٹھا، عورت نے اس سے کہا تو نیچے اتر آ، ہم تجھے خبر دیں گے اور تو ہمیں خبر دینا۔ اس نے بتایا مکہ میں ایک نبی بھیجا گیا ہے اس نے ہم سے قرار ممنوع کر دیا ہے اور اس نے ہمارے اوپر زنا حرام کر دیا ہے۔



## مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکے میں کوئی معجزہ دکھانے کی فرمائش کرنا

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھانا

ارشاد باری تعالیٰ :

اقتربت الساعة وانشق القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر -  
قیامت قریب آچکی ہے اور چاند پھٹ چکا ہے یہ لوگ اگر کوئی بھی نشانی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پرانا جادو ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبید اللہ بن یزید نے، ان کو یونس نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ ان کو کوئی نشانی دیکھائیں۔ آپ نے ان کو دو مرتبہ چاند کے پھٹنے کا معائنہ کروایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عبد اللہ بن محمد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے، ان دونوں نے یونس بن محمد سے۔

(بخاری - حدیث ۲۶۲۷ - مسلم - کتاب المناقب - حدیث ۳۳ - ۳۷ - ۳۸)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو ثقفی نے یعنی ابو العباس سراج نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی تو چاند مکے میں پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا دو مرتبہ۔ قرآن میں آیا ہے۔ وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر۔ کہتے ہیں کہ یعنی ذاہب۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے۔ (مسلم ۲۱۵۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن منہال نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو سعید بن ابو عمرو نے قتادہ سے، اس نے انس سے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی۔ حضور ﷺ نے آپ کو چاند کا پھٹنا دیکھا یا دو بار اور آپ سے انس اس بات کی تفسیر کرتے وقت اس حدیث کو ذکر کرتے تھے۔ اقتربت الساعة ..... الخ

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے خلیفہ سے اس نے یزید بن زریع سے مگر اس نے اس میں ذکر نہیں کیا نہ ہی حدیث بیان کی۔ یونس بن محمد سے

انہوں نے شیبان سے مرتین کا لفظ دو بار کہا ہے۔ اور اس نے اس کو محفوظ کیا ہے قتادہ سے ان تینوں نے۔ (واللہ اعلم)

(۴) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے۔ ان کو شعبہ نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں چاند پھٹ چکا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن ثنیٰ سے اور محمد بن بشار سے، اس نے ابو داؤد طیالسی سے اور بخاری و مسلم نے اس کو یحییٰ بن قطان وغیرہ سے

انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی

ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان نے، ان کو سفیان نے ابن ابی شیبہ سے،

اس نے مجاہد سے، اس نے ابو معمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا دو جنہوں میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی وغیرہ سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۶۳، ۳۶۲۶، ۳۸۶۹)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور عمرو بن ناقد سے، ان سب نے سفیان سے۔ (مسلم ۲۱۵۸/۴)

اور بخاری نے کہا ہے کہ ابوالضحیٰ کی حدیث میں مسروق سے، اس نے عبداللہ سے یوں کہا ہے کہ چاند مکہ میں پھٹ گیا تھا۔ محمد بن مسلم نے ابن ابوشیحہ سے اس کا متابع بیان کیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو زکریا عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن عیینہ اور محمد بن مسلم نے، ان کو ابن ابوشیحہ نے مجاہد سے، اس نے ابو معمر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاند کو مکہ میں دو مرتبہ دو حصوں میں پھٹا ہوا دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے۔ ایک حصہ جبل ابوقبیس کے اوپر (اس کی سیدھ پر) تھا اور دوسرا حصہ جبل سویدا پر (یعنی اس کی سیدھ پر تھا)۔ اہل مکہ نے کہا تھا کہ چاند پر جادو کر دیا گیا ہے جس پر آیت اتری تھی: اقتربت الساعة وانشق القمر، "قیامت قریب آچکی ہے اور چاند پھٹ چکا ہے"۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۲۱/۳)

(مطلب یہ ہے) فرماتے ہیں کہ جیسے تم نے چاند کو پھٹا ہوا خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے (اسی طرح) وہ بات جس کی میں نے تمہیں خبر دی ہے قیامت کے قریب ہونے کی وہ بھی اسی طرح حق ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الفضل حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم نے ابو معمر سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہوا حالانکہ ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عمر بن حفص سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالمثنیٰ اور عباس بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، ان کو یحییٰ نے شعبہ سے اور سفیان سے اعمش نے، اس نے ابراہیم سے، اس نے ابو معمر سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا زمانہ رسول میں دو حصوں میں۔ ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ گواہ رہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر کئی وجوہ سے شعبہ سے۔

(۹) ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، کہا عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابو عوانہ نے مغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ قریش نے کہا تھا یہ ابن ابوکبشہ کا جادو ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ انتظار کرو جو لوگ باہر سفر میں گئے ہوئے ہیں وہ واپس آ جائیں دیکھیں کہ وہ کیا خبر لاتے ہیں۔ بیشک محمد اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ سارے لوگوں کو جادو کر دے۔ کہتے ہیں کہ مسافر جب آئے تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۲۱/۳۔ دلائل النبوة لابن نعیم ص ۳۳۳)

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہبل بن بکار نے، ان کو ابو عوانہ نے مغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا تھا مکے میں تو قریش نے کہا یہ سحر ہے جو ابن ابی کبشہ نے تم لوگوں پر کر دیا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو سعید بن سلمان نے، ان کو بشیم نے، ان کو مغیرہ نے ابو الضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو ایہاں تک کہ دو حصوں میں ہو گیا تھا۔ کفار مکہ نے کہا یہ ایک سحر ہے جس کو تمہارے اوپر ابن ابی کبشہ سحر کرتا ہے۔ مسافروں کا انتظار کرو اگر انہوں نے بھی وہی کچھ دیکھا ہو جو کچھ تم نے دیکھا ہے تو سمجھ لو کہ یہ سچا ہے۔ اور اگر انہوں نے دوسرے مقامات میں وہ منظر نہ دیکھا ہو جو تم نے دیکھا ہے تو سمجھ لو کہ پھر وہ سحر ہے جس کے ساتھ اس نے تمہارے اوپر سحر کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ مسافروں سے پوچھا گیا اور وہ ہر طرف سے آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھا تھا۔

بخاری نے اس کے ساتھ استشہاد کیا ہے یہ واقعہ مکے میں ہوا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، اور ابو طاہر فقیہ نے اور ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، ان کو اسحاق بن بکر بن مضر نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن ربیعہ سے، اس نے عراق بن مالک سے، اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا پیشک چاند پھٹ گیا تھا زمانہ رسول ﷺ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن صالح سے، اس نے بکر بن مضر سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن قریش سے، اس نے اسحاق بن بکر بن مضر سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس رضی اللہ عنہ محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن احمد نے، ان کو حبیب بن جریر نے شعبہ سے، اس نے اعمش سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبد اللہ بن عمر سے، ایک آیت کے بارے میں کہ اقتربت الساعة وانشق القمر۔ یہ واقعہ عہد رسول ﷺ میں ہوا تھا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ گواہ رہنا۔

مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے دیگر کئی طرق سے شعبہ سے۔ (مسلم ۴/۲۱۵۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد بن قاضی نے، ان کو ابو حذیفہ نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے حصین سے، اس نے جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے اس آیت کے بارے میں وانشق القمر، انہوں نے کہا چاند جب دو ٹکڑے ہوا تھا اس وقت ہم مکے میں تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو سعید احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے، ان کو بشیم نے ان کو حصین نے جبیر بن محمد بن حصین مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے اس آیت کے بارے میں اقتربت الساعة وانشق القمر۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند جب پھٹا تو ہم لوگ مکہ میں تھے عہد رسول ﷺ میں۔

اس کی سند کو قائم کیا ہے ابراہیم بن طہمان، بشیم، ابو کریب اور فضل بن یونس نے حصین سے۔

(۱۶) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے اور ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یونس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابو بکر نے، ان کو محمد بن کثیر نے سلیمان بن کثیر سے، اس نے حصین سے، اس نے محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا تھا عہد رسول ﷺ میں، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک اس پہاڑ پر دوسرا اس پہاڑ پر۔ لوگوں نے کہا کہ محمد نے تمہارے اوپر جادو کر دیا ہے۔

ایک آدمی نے کہا اگر اس نے تمہارے اوپر جادو کر دیا ہے تو سارے لوگوں پر تو اس نے جادو نہیں کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۱۹)

## مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں سوالات کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزاندہ نے داؤد بن ابو ہند سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے یہودیوں سے کہا تھا ہمیں آپ لوگ کوئی ایسی چیز بتادیں کہ ہم اس کے بارے میں اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ سے) سے پوچھیں۔ یہودیوں نے ان کو بتایا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو (کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟) لہذا اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

يسألونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا

اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے تم لوگ اس کے بارے میں قلیل علم دیئے گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ قلیل علم عطا کئے گئے ہیں حالانکہ ہمیں توراہ دی گئی ہے اس میں اللہ کا حکم ہے۔ جس کو توراہ دی گئی اس کو خیر کثیر دے دی گئی۔ فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربي لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا

فرمادیجئے اے پیغمبر اگر سارا سمندر سیاہی بن جائے میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے تو (لکھتے لکھتے) سمندر خشک ہو جائے گا مگر میرے رب کے کلمات تاہنوز ختم نہیں ہوں گے۔ اگرچہ ہم اس کی مثل اس کی مدد کے لئے اور ہی کیوں نہ لے آئیں۔

اصحاب کہف کی حقیقت ..... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے اہل مکہ میں سے۔ اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشرکین قریش نے نصر بن حارث کو اور عقبہ بن ابو معیط کو مدینے کے یہودی علماء کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان سے محمد ﷺ کے بارے میں پوچھیں اور ان کے آگے اس کی صفت اور کیفیت بھی بیان کریں۔ اور ان کے آگے اس کے قول اور بات کو بیان کریں کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں۔ پہلی کتاب والے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر انبیاء کے بارے میں علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہ دونوں شخص گئے، مدینے میں پہنچے۔ انہوں نے یہودی علماء سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا اور حضور ﷺ کے معاملے کی وضاحت کی ان کے سامنے اور حضور ﷺ کی بعض باتیں ان کو بتائیں۔ چنانچہ ان کو یہودی علماء نے سکھایا کہ وہ محمد ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں جو ہم تمہیں بتائیں گے۔ اگر وہ ان کے بارے میں جواب دے دے تو سمجھ لینا کہ وہ نبی مرسل ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دے سکے تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے۔ لہذا تم اس کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کر لینا۔

۱۔ اس سے پوچھو کہ پہلے زمانے میں وہ نوجوان جو اپنے گھروں سے چلے گئے تھے ان کا کیا معاملہ تھا۔ بے شک ان کی ایک عجیب داستان تھی وہ کیا تھی؟

۲۔ اس سے پوچھو اس کثرت کے ساتھ گھومنے والے شخص کے بارے میں جو دھرتی کی تمام مشرقوں اور تمام مغربوں میں گھوم گیا تھا اس کی کیا کہانی تھی؟

۳۔ اس سے روح کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کیا ہوتی ہے؟

لہذا نضر اور عقبہ یہودیوں سے پوچھ کر واپس مکہ میں آگئے اور کہنے لگے اے قریشیو! ہم تمہارے پاس اس امر کے بارے میں جو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان ایک فیصلہ کن بات لے آئے ہیں ہمیں علماء یہود نے بتا دیا کہ اس نے چند امور کے بارے میں پوچھیں۔ انہوں نے ان امور کے بارے میں قریش کو بتا دیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے لہذا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

انشاء اللہ نہ کہنے کے نقصانات ..... اے محمد! ہمیں چند چیزوں کے بارے میں بتائیے۔ اور انہوں نے وہ باتیں حضور ﷺ سے دریافت کیں جن کی ان کو یہودیوں نے خبر دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا کہ میں کل صبح تمہیں ان چیزوں کے بارے میں بتا دوں گا جو تم نے مجھ سے پوچھی ہیں۔ اور حضور ﷺ نے انشاء اللہ نہیں کہا۔ قریش حضور ﷺ کے پاس سے چلے گئے۔ حضور ﷺ پندرہ راتوں تک رُکے رہے مگر اس دوران اللہ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو کچھ بھی نہیں بتایا نہ ہی ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ یہاں تک کہ اہل مکہ بگڑے اور کہنے لگے کہ محمد نے ہم سے صبح بتانے کا وعدہ کیا تھا آج پندرہ دن ہو گئے ہیں کہ روزانہ ہم صبح کرتے ہیں مگر وہ ہمیں کسی بات کی خبر نہیں دیتے۔ اور ہم نے جو کچھ ان سے پوچھا ہے وہ بھی نہیں بتا رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی مغموم ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ سے وحی رک جانے کی وجہ سے آپ کے اوپر انتہائی مشکل گزرنے لگے کہ وہ مکے والوں سے کیا بات کریں۔

اس کے بعد ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے سورۃ اصحاب کہف لے کر آئے۔ اس میں خصوصی طور پر آپ ﷺ کو شبیہ دی گئی تھی آپ کے حزن پر بھی (اور انشاء اللہ کہنے پر بھی)۔ اور وحی کے بارے میں اطلاع بھی تھی جو انہوں نے حضور ﷺ سے بات پوچھی تھی چند نوجوانوں کے بارے میں۔ اور دھرتی پر بہت زیادہ گھومنے والے بادشاہ کے بارے میں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يسألونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا

اے محمد ﷺ! یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیتے کہ روح میرے رب کا حکم ہے تم لوگ اس کے بارے میں قلیل علم دیئے گئے ہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ کہف کا آغاز کیا :

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب

اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی۔

(اس امر کو ثابت کرنے کے لئے جو انہوں نے آپ سے سوال کیا تھا آپ کی نبوت کے بارے میں)

ولم يجعل له عوجًا قميما

اور اللہ نے اس کتاب میں کوئی کجی نہیں رکھی، انتہائی سیدھی اور درست ہے۔ (یعنی اعتدال پر ہے اس میں کوئی اختلاف و فرق نہیں ہے)

لينذر بأسًا شديدًا من لدنه

تاکہ آپ انتہائی سخت عذاب سے ان کو ڈرائیں

(مراد ہے کہ دنیا میں جلدی گرفت سے اور آخرت کے عذاب سے یعنی تیرے اس رب کی طرف سے جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے)

میں کہتا ہوں کہ اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سے روح کے بارے میں بھی سوال کیا تھا۔ (ابن ہشام ۳۲۱/۱) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما والی حدیث

اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہودیوں کا سوال روح سے متعلق ہے اس سوال میں آیت کا نزول دونوں مدینے میں نازل ہوئے ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو زکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو محمد بن عبد السلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان

کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے

رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے واسطے کوہ صفا کو سونا بنا دیں۔ اور فلاں پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تاکہ وہاں زمین نکل آئے اور وہ اس جگہ کھیتی باڑی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے لئے ایسا بھی کر دیں یعنی جو انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے وہ ہم پورا کر دیں۔ اس کے بعد وہ نہ مانے اور انہوں نے کفر کیا تو پھر وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے، جیسے ان سے پہلی قومیں ہلاک کر دی گئی تھیں اور اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں مہلت دے دیں جیسے کہ ہم ان سے درگزر کر رہے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بها الاولون و اتینا ثمود الناقة مبصرة - (سورة اسراء)

ہمیں اس بات سے کسی چیز نے نہیں روکا کہ ہم رسول کے ساتھ نشانیاں بھی ساتھ دے کر بھیجیں مگر صرف اسی بات نے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کر دی تھی۔ دیکھئے ناہم نے قوم ثمود کو اونٹنی والی نشانی سامان بصیرت کے طور پر دی تھی مگر انہوں نے بجائے ماننے کے اس پر ظلم کیا تھا۔

(پھر ان پر بھی عذاب نہ آ گیا تھا، یہاں بھی وہی کچھ ہو سکتا ہے)

کوہ صفا کو سونا بنانے کا مطالبہ ..... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاہ کرنے، ان کو محمد بن سابق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے بنی سلیم کے ایک آدمی سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا اگر ہمارے واسطے کوہ صفا سونا بن جائے اور مردہ پہاڑ بھی تو ہم آپ کے اوپر ایمان کے آئیں گے اور آپ کو سچا مان لیں گے۔ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے اپنا ذکر حضور پر وحی کے ذریعہ فرمایا اور پوچھا کہ اگر آپ چاہیں کہ ان کے لئے صفا مردہ کو سونا بن جائیں تو ہم ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ مگر اس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا تو پھر اس کو ایسا عذاب دوں گا جو سارے جہانوں میں کسی کو بھی نہیں ملا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لئے توبہ کا اور رحمت کو دروازہ کھلا رکھوں۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کی کہ نہیں آپ صفا مردہ کو سونا بنا کر اتمام حجت نہ کریں کہ پھر ان پر عذاب آجائے بلکہ آپ ان کے لئے توبہ کا اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیں۔

(۶) مصنف کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، اس روایت کے آخر میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شاہ کرنے، ان کو عباد بن موسیٰ ابو عقبہ نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عمران سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین علوی نے، ان کو ابو فضل محمد بن احمد سلمی وزیر نے، ان کو علی بن احمد بن سلیمان مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سعید بن یثیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا ہم تمہارے ساتھ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے کوہ صفا کو سونا نہ بنا دیں۔ اگر آپ کوہ صفا کو سونے میں تبدیل کر دیں تو ہم آپ کے ساتھ ایمان ضرور لے آئیں گے۔ لہذا حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا، اے محمد! تیرا رب تجھ پر سلام پڑھتا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے لئے کوہ صفا کو سونا بنا دیا جائے گا پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو پھر ان پر عذاب آجائے گا۔ میں ان پر عذاب نازل کر دوں گا۔ اس لئے کہ نشانی اور معجزہ دکھانے کے بعد پھر مہلت کی گنجائش نہیں رہتی اور اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے لئے توبہ

کرنے اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھتا ہوں ان کے لئے ان کے واسطے۔ حضور ﷺ نے عرض کی، اے اللہ! آپ ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے عیسیٰ بن عبد اللہ تمیمی سے، اس نے ربیع بن انس بکری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اگر آپ ہمارے پاس اس طرح کی نشانیاں لے آئیں جیسے حضرت صالح اور دیگر انبیاء نشان لائے تھے (تو ہم ایمان لے آئیں گے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے اوپر بھی نشانیاں اُتار دے گا۔ اگر تم نے پھر نافرمانی کی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ فرما رہے تھے کہ پھر تمہارے اوپر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے کہا تھا نہیں ہم نشانیاں نہیں چاہتے۔

## باب ۷۸

رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے ہاتھوں ایذا پانا حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ پھر ان میں سے سات افراد کے خلاف بددعا کرنے پر نشانیوں کا ظہور، اس کے بعد حضور ﷺ کا اپنی اُمت کو اسی دوران یہ وعدہ دینا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتوحات کرے گا اور اسی دین کے معاملے کو ان کے لئے مکمل کرے گا پھر ویسے ہی ہو کر رہا جیسے آپ نے فرمایا تھا اور وہ بات جو زنیہ کے بارے میں مروی ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوی اور ابو بکر قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ہے عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اوزاعی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوکثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ عقبہ آئے تھے انہوں نے آ کر حضور ﷺ کا گلا گھونٹ دیا تھا شدید طریقے سے، اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے عقبہ کے کندھوں سے پکڑا اس کو رسول اللہ ﷺ پر سے ہٹایا تھا،

اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم

ظالمو! کیا تم اس جوان کو مار ڈالنا چاہتے ہو جس کا صرف یہی تصور ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس بات پر بھی تمہارے پاس اپنے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید وغیرہ سے، اس نے ولید بن مسلم سے، اس نے اوزاعی سے، پھر ابن اسحاق نے اس کی متابعت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عروہ نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ

مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے کہا کہ آپ نے ایسی کوئی بات قریش کی دیکھی جس میں انہوں نے رسول اللہؐ کو تکلیف دی ہو جیسے کہ وہ حضورؐ سے عداوت کا اظہار کرتے تھے؟

اس نے بتایا کہ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ اشراف قریش ایک دن حرم میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے جتنا اس آدمی کی طرف سے تکلیف گوارا کر رکھی ہے اتنی ہم نے کسی کی برداشت نہیں کی۔

(۱) اس نے ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف کہا۔ (۲) ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دیں۔

(۳) ہمارے دین میں عیب اور نقص نکالا۔ (۴) ہماری وحدت کو پارہ پارہ کیا۔

(۵) ہمارے اہلوں، معبودوں کو اس نے گالیاں دیں مگر ہم نے اس سب کچھ پر سبر کیا اتنی عظیم بات پر یا جیسے ہی کہا وہ لوگ اسی

حالت پر تھے ..... کہ

اچانک رسول اللہؐ نمودار ہوئے۔ آپ انتہائی وقار کے ساتھ چلتے چلتے حجر اسود پر آئے، اس کا استلام کیا، اس کے بعد طواف کرتے ہوئے مشرکین کی مجلس کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضورؐ کو طعن تشنیع کرنا شروع کیا۔ میں نے حضورؐ کے چہرے پر اس کا اثر نمایاں دیکھا مگر آپ برداشت کر گئے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ آگے بڑھ گئے۔ جب دوبارہ گزرے تو پھر انہوں نے پہلے کی طرح کیا۔ میں نے اس کا اثر بھی واضح طور پر آپ کے چہرے پر دیکھا آپ پھر گزر گئے۔ پھر تیسری بار جب گزرنے لگے تو انہوں نے پھر طعن دینا شروع کئے۔ آپ رُک گئے پھر آپ نے کہا کہ کیا تم لوگ مجھے سنا رہے ہو؟ اے جماعت قریش۔ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، البتہ تحقیق میں تمہاری ہلاکت لے کر آیا ہوں (یعنی نہ ماننے پر اللہ کی طرف سے ہلاکت آئے گی)۔

اہل مجلس نے حضورؐ کے ان الفاظ کو سنجیدگی سے لیا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ محفل میں ستانا چھا گیا ایسے جیسے کہ ہر ایک کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ جوان میں سے اس کے شدید ترین مخالفت کرنے اور مخالفت کرنے کی وصیت کرنے والے تھے، وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی سے بات کرنے لگے۔ اور کہنے لگے، اے ابوالقاسم آپ جائیں اطمینان کے ساتھ، آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔

رسول اللہؐ کو ایذا دینا ..... حضورؐ اس وقت تو چلے گئے جب اگلی صبح ہوئی تو پھر وہ مقام حجر پر جمع ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ معلوم ہے تمہیں کل جو کچھ ہوا تھا۔ لہذا آج جب وہ تمہارے سامنے آئے کسی ایسی بات کے ساتھ جو تم ناپسند کرو تو اس کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا۔ وہ لوگ یہی بات کر رہے تھے کہ پھر حضورؐ نمودار ہوئے۔ چنانچہ وہ ایک دم اُچھل کر حضورؐ کے پاس پہنچ گئے اور جا کر حضورؐ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم نے ہمارے بارے اور ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کی ہیں جو باتیں حضورؐ نے اہلوں کے اور ان کے دین کے بارے میں کہتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے یہ یہ باتیں کی ہیں (عبد اللہ بن عمرو بن العاص)۔

کہتے ہیں کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے حضورؐ کے اوپر والی چادر کے دونوں سروں کو جو پکڑ کر دبایا تو ابو بکر صدیق کھڑے ہو گئے اور کہہ رہے تھے ہلاک ہو جاؤ کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اس کے بعد کافر کہنے لگے، اس کے بعد قریش آپ سے ہٹ گئے۔ یہ سب سے بڑی تکلیف تھی جو حضورؐ کو ان کی طرف سے دی گئی۔

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے ان کو ذبح کی دھمکی دی تھی اس سے مراد قتل ہے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے قول کو سچا کر دکھایا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور ان کے شر سے اللہ نے ان کی حفاظت فرمادی۔

بخاری نے کہا ہے کہ عبدہ نے کہا کہ روایت ہے ہشام بن مروہ سے اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص سے سنا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے کہا ہے اس کو سلیمان بن بلال نے ہشام سے۔



(۳) ہمیں خبر دی احمد بن حسن قاضی نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العاص مجرب بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو خالد بن مخلد قظوانی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، وہ اپنے والد سے، اس نے عمرو بن العاص سے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس دن شدید تکلیف پہنچائی گئی۔ چاشت کے وقت آپ بیت اللہ کا طواف کر کے جب فارغ ہوئے تو مشرکین نے آپ کی چادر کے دونوں سرے پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تم ہم لوگوں کو ان کی عبادت سے روکتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں میں روکتا ہوں۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے ان کو پیچھے سے پکڑ کر چھڑایا اور کہا:

اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یکم کاذبا فعلیہ کذبہ وان یکم

صادقا یصیبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یهدی من ہو مسرف کذاب۔

(ظالمو!) کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ شخص تمہارے پاس واقع دلائل لے کر آیا ہے۔ اگر وہ چھوٹا ہے تو اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور وہ سچا ہے تو جس عذاب کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے وہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ بے شک اللہ نہیں ہدایت دیتا اس کو جو حد سے بڑھنے والا کذاب ہے۔

ابو بکر بلند آواز سے یہ پڑھ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہاں تک ان لوگوں نے حضور ﷺ کو چھوڑ دیا۔ اور کہا محمد بن فلح بن ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن عمرو سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنبری نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو وضاح بن یحییٰ نہشلسی کوفی نے، ان کو ابو بکر بن عیاش نے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ مشرکین قریش حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب محمد ان کے پاس سے گزرے تو ہم میں سے ہر شخص اس کو ایک چوٹ مارے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو اس نے جا کر اپنے والد حضور کو بتایا۔ حضور ﷺ نے ان کو تسلی دی بیٹا تم چپ رہو۔

اس کے بعد حضور نکلے اور ان کے پاس سے مسجد میں داخل ہوئے ان لوگوں نے جو نہی سر اٹھا کر حضور کو دیکھا تو سر جھکائے۔ حضور ﷺ نے مٹی کی مٹھی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ رسوا ہو جائیں یہ چہرے ان میں سے جس جس شخص کو وہ مٹی پہنچی وہ بدر والے دن کافر مر گیا۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۲۸)

آپ علیہ السلام پر گندگی ڈالی گئی ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عمرو بن میمون سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سجدہ کر رہے تھے، آپ کے قریب قریش کے لوگ بیٹھے تھے اور وہاں اونٹ کی اوڑھی اور فضلہ پڑا ہوا تھا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کون اس کو اٹھا کر محمد ﷺ کی پیٹھ پر ڈالے گا۔ چنانچہ (ایک بد بخت) عقبہ بن ابو معیط آیا اس نے وہ گندگی اٹھا کر آپ کے اوپر ڈال دی۔ حضور ﷺ نے سر نہیں اٹھایا وہ بدستور سجدے میں رہے۔ اتنے میں سیدہ فاطمہ آئی اس نے اپنے والد کی پیٹھ سے وہ گندگی ہٹائی اور ان کو بد عادی جس نے یہ حرکت کی تھی۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بد عادیتے نہیں دیکھا تھا، اس دن دیکھا کہ حضور ﷺ نے نام لے کر بد عادی۔ اے اللہ! قریش کے اس پورے گروہ کو اپنی پکڑ میں لے لے، اے اللہ! ابو جہل بن ہشام کو اپنی پکڑ میں لے اور عقبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابو معیط کو اور امیہ بن خلف کو (یا ابی بن خلف کو) شعبہ کے لئے شک ہے۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا کہ وہ بدر والے دن مارے گئے تھے۔ اور بدر کی کھائی میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے تھے۔ یا کہا تھا کہ بدر کے کنوئیں میں۔ سوائے ابی بن خلف کے یا امیہ بن خلف کے یہ جسم آدمی تھا یہ کنوئیں تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری ص ۳۱۸۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے غزہ نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو سفیان بن سعید ثوری نے، ان کو ابواسحاق نے عمرو سے، اس نے عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کعبے کے سائے میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابو جہل نے کہا اور قریش کے کچھ لوگوں نے کہ مکہ کے ایک کونے میں اونٹ ذبح ہوئے پڑے ہیں۔ انہوں نے کچھ لوگ بھیجے وہ ان کے اوجھ وغیرہ اٹھا کر لے آئے اور لا کر حضور ﷺ کے کندھوں کے مابین ڈال دیئے بحالت سجدہ۔ سیدہ فاطمہ آئیں اس نے اس غلاظت کو ان کے اوپر سے ہٹایا۔ جب حضور ﷺ وہاں سے آئے تو تین شخصوں کے خلاف عاجزی سے دعا کی، اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے، تین بار کہا۔ ابو جہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عقبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابو معیط کو۔ عبد اللہ نے کہا ایک عرصہ بعد میں نے ان کو دیکھا کہ بدر کی کھائی میں پڑے تھے۔ ابواسحاق نے کہا میں ساتویں کا نام بھول گیا ہوں۔

بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے اس نے جعفر بن عون سے۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الولید حسان بن محمد بن احمد فقیہ نے، ان کو ابو احمد اسماعیل بن موسیٰ ابن ابراہیم حاسب نے، ان کو عبد اللہ بن ابان نے، ان کو عبد الرحیم بن سلیمان نے زکریا سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے عمرو بن میمون اودی سے، اس نے عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور گذشتہ کل اونٹ ذبح ہوئے تھے۔ ابو جہل نے کہا تم سے کون ان اونٹوں کی گندگی لا کر محمد کے کندھوں کے بیچ میں رکھ دے گا؟ جب وہ سجدہ کرے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کو ہنسایا۔ لہذا ہنتے ہنتے لوٹ پوٹ ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ اور میں کھڑا ہوا تھا۔ اگر میرے پاس قوت ہوتی تو میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ سے ہٹا کر پھینک دیتا مگر حضور ﷺ سجدے میں تھے آپ اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھا رہے تھے یہاں تک کہ کسی انسان نے جا کر آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جا کر بتایا وہ آئیں حالانکہ وہ لڑکی تھی، اس نے آ کر اس گندگی کو ہٹایا۔ اس کے بعد ہٹ کر وہ ان لوگوں کو گالیاں دینے لگی۔

آپ علیہ السلام نے ایذا پہنچانے والوں کو بددعا دی ..... جب حضور ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی آپ نے بلند آواز کے ساتھ ان کے خلاف بددعا دی، تین بار آپ کی عادت ہی تھی کہ جب دعا کرتے تھے تو تین بار کہتے تھے اور جب اللہ سے مانگتے تو تین بار مانگتے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! قریش کو پکڑ لے، تین بار کہا جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی آواز سنی ان کی ہنسی جاتی رہی۔ پھر آپ نے کہا، اے اللہ! ابو جہل بن ہشام کو ہلاک کر عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عقبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابو معیط کو۔ ساتویں کو بھی ذکر کیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو بھیجا حق کے ساتھ۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا جن جن کا آپ نے نام لیا تھا بددعا میں کہ وہ بدر کی میدان میں مردار ہوئے پڑے تھے۔ اس کے بعد اس بدر کی کھائی میں ان کو گھسیٹ کر پھینک دیا گیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر بن ابان سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ نصری نے، ان کو ابو احمد محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو خبر دی یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے مسلم سے، اس نے مسروق سے، اس نے خباب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں لوہار آدمی تھا اور میرا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا۔ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہے میں تیری ادائیگی نہیں کروں گا پہلے تم محمد کے ساتھ کفر کرو۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کبھی بھی کفر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تو دوبارہ زندہ ہو جائے پھر بھی کفر نہیں کروں گا۔ اس نے کہا جب میں مر کر دوبارہ اٹھ جاؤں گا تو وہاں مال بھی ہوگا اولاد بھی ہوگی پھر میں پیچھے ادائیگی کروں گا (اس نے یہ بات ازراہ تمسخر کہی کیونکہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے ہی سے منکر تھا) مگر اللہ نے اس حالت پر یہ آیت نازل فرمائی :

افرایت الذی کفر بایاتنا وقال لاوتین مالا وولدا  
کیا آپ نے دیکھا ہے اس شخص کو جس نے ہماری آیات کو کفر کیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال و اولاد ضرور ملے گی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے اعمش سے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو البختری نے عبد اللہ بن محمد بن شاکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن علی جعفی نے ان کو زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبد اللہ سے، بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا تھا وہ سات افراد تھے۔ (۱) رسول اللہ ﷺ۔ (۲) ابو بکر ﷺ۔ (۳) عمار ﷺ۔ (۴) عمار کی ماں سمیہ۔ (۵) صہیب۔ (۶) بلال۔ (۷) مقداد بن اسود۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کا تو اللہ نے دفاع کر دیا تھا ان کے چچا ابوطالب کے ذریعے۔ رہے ابو بکر ﷺ، اللہ نے ان کا دفاع ان کی قوم کے ذریعے کیا۔ باقی لوگ جو تھے ان کو مشرکین نے پکڑ لیا تھا انہیں انہوں نے لوہے کی زرہیں پہنا دی تھیں اور انہیں دھوپ میں ڈال دیا تھا، ہر ایک کے پاس کوئی نہ کوئی آیا، ان کو چھڑالے گیا مگر بلال رہ گئے تھے اللہ کی راہ میں۔ ان کو اذیت دی گئی اور اس کی قوم کی بھی توہین کی گئی، اسے پکڑ کر مکے میں اوباشوں کو دے دیا گیا وہ اسے مارتے اور گلیوں میں پھراتے اور وہ اَحَد اَحَد کہتے جاتے تھے۔

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عاصم عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سری بن خزیمہ نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو ہشام بن ابو عبد اللہ نے ابو الزبیر سے، اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے عمار کے پاس سے اور اس کے گھر والوں کے پاس سے اس وقت ان کو عذاب دیا جا رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اے آل عمار اور اے یاسر بے شک تمہارا وعدہ جنت ہے۔

اسلام میں سب سے پہلا شہید ..... (۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ یزید بن احمد بن حنبل نے، ان کو وکیع نے سفیان سے، اس نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، انہوں نے کہا کہ پہلا شہید جو اسلام میں شہید کیا گیا وہ ام عمار سمیہ تھی۔ ابو جہل نے اس کو نیزے کا نشانہ بنایا تھا بھالے کے ساتھ ان کی شرمگاہ پر جس سے وہ شہید ہو گئی تھی صلوات اللہ علیہا۔ (استیعاب ۳۳۰/۴)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ ابو بکر صدیق ﷺ نے سات لوگوں کو آزاد کرایا تھا جو اللہ کے دین کے لئے عذاب دیئے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نام زنیہ کا ذکر ہوا ہے۔

کہتے ہیں ان کی نظر چلی گئی تھی اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جس کو اللہ کی راہ میں عذاب دیئے گئے مگر اسلام چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ مشرکین نے کہا کہ لات و عزی نے اس کی نظر چھین لی ہے اور اسے اندھا کر دیا ہے۔ زنیہ نے کہا تھا کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر واپس کر دی تھی۔ (الاصابہ ۳۱۱/۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو بیان بن بشر اور اسماعیل ابن ابو خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے قیس سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے خواب سے سنا کہتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے کعبے کے سائے میں، حالانکہ ہم لوگ مشرکین کی طرف سے شدید سختی پا چکے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں فرماتے، آپ سیدھے ہو کر بیٹھے، اس وقت آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو رہا تھا۔

آپ نے فرمایا بے شک جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان میں سے ایک لوہے کی کنگھی سے اس کا گوشت چھیل لیا جاتا تھا یا ٹھٹھے سے کہا تھا مگر یہ ظلم بھی وہ سہہ لیتے تھے یہ ان کو ان کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ کسی کے سر کے اوپر آراہ رکھ کر اس کو درخت کر دیا جاتا تھا مگر یہ ظلم بھی اس کو اس کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس دین کے معاملے کو پورا کرے گا اس قدر کہ ایک سوار مقام صفاء سے حضر موت کے مقام تک سفر کرے گا مگر اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ اضافہ کیا ہے اس بات کے بیان کو کہ حالانکہ اس شخص کی بکریوں میں بھیڑ یا موجود ہوگا (یعنی نہ وہ نقصان پہنچائے گا نہ ہی اس شخص کو اس کا خوف ہوگا یعنی مثالی امن قائم ہو جائے گا۔

بخاری و مسلم نے نقل کیا اسماعیل سے کئی طرق سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۵۲۔ فتح الباری ۷/۱۶۴-۱۶۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد نے، ان کو احمد بن خالد نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابو جہل کے پاس سے گزرے اور ابوسفیان کے پاس سے، وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو جہل نے ازراہ طنز کہا یہ تمہارا نبی ہے اے بنو عبد شمس۔ ابوسفیان نے کہا کہ کیا تجھے تعجب ہے اور حیرانی ہے کہ ہم میں سے کوئی نبی ہو؟ اور نبی ہوگا انہیں میں سے جو ہم میں سے قلیل ہوں اور کمزور ہوں۔ ابو جہل نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ شیوخ اور ان بڑوں کے ہوتے ہوئے جو ان لڑکا نبی بن جائے؟

رسول اللہ ﷺ یہ باتیں سن رہے تھے۔ آپ ان دونوں کے پاس آئے اور فرمایا، اے ابوسفیان آپ نہ تو اللہ کے لئے ناراض ہوئے نہ ہی اللہ کے رسول کی عزت کے لئے بلکہ صرف اور صرف آپ نے خاندانی حمیت وغیرت دیکھائی ہے باقی رہے آپ اے ابو الجحلم (ابو جہل) اللہ کی قسم تم بہت قلیل ہو، تمہیں کم ہنسنا نصیب ہوگا اور تم بہت روگے۔ ابو جہل نے کہا، اے بھتیجے! تم نے اپنی نبوت کی طرف سے مجھے بہت بُری دھمکی دی ہے۔

باب ۷۹

## پہلی ہجرت، ملک حبشہ کی طرف تھی اور اس کے بعد دوسری ہجرت ہوئی

اور اس میں جو آیات ظہور پذیر ہوئیں (یعنی نبوت کی نشانیاں)

اور نجاشی کا تصدیق کرنا اور ان لوگوں کا جو اس کے اتباع تھے

(علماء میں سے اور راہبوں میں سے)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں ہے کہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد قریش کے منہ لٹک گئے اور ان کا مکر شدید ہو گیا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا یا ان کو مکے سے نکال دیا جائے۔

جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے اصحاب بڑھتے جا رہے ہیں اور کثرت ہو رہی ہے، چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے قوم کے ورثا سے پیش کش کی کہ ان کو حضور کے قتل کی دیت دے دی جائے گی اور ان کو قتل کر دیا جائے گا، مگر حضور کی قوم کے لوگوں نے یہ بات نہ مانی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا دفاع کروایا آپ کے گروہ کی نہایت و نبرت کے ذریعے۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی اتباع کرنے والوں سے سختی شروع کر دی جو اللہ کے

دین میں ان کی اتباع کر رہے تھے یہ سختی ان لوگوں نے اپنے بیٹوں بھائیوں سے کروائی اور اپنے قبیلوں سے کروائی۔ لہذا شدید فتنہ برپا ہوا اور شدید جھنجھوڑے گئے۔ ان اتباع میں سے کچھ لوگ ایسے تھے اللہ نے جن کی حفاظت فرمائی، کچھ ایسے تھے جو فتنے میں واقع کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ زیادتیاں کی گئیں تو رسول اللہ ﷺ جب شعب ابوطالب میں بنو عبدالمطلب کے ساتھ داخل ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کو حبشہ کی سرزمین کی طرف نکل جانے کا حکم دیا اور حبشہ کی سرزمین پر جو بادشاہ تھا اسے نجاشی کہا جاتا تھا (نام اس کا اصمہ ہے ملک الحبشہ تھا)۔ نجاشی کو صحابہ میں شمار کیا گیا رضی اللہ عنہم۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے اسلام کو خوبصورت بنایا، ہاں اسلام کے بعد نہ اس نے ہجرت کی نہ ہی حضور کو دیکھا۔ لہذا وہ من وجہ تابعی ہے اور من وجہ صحابی ہے۔ حضور ﷺ کی حیات میں وفات پا گیا تھا۔ لہذا حضور ﷺ نے اس پر لوگوں کو غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اصمہ کا عربی میں مطلب عطیہ ہوتا ہے (منقول از ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی کتاب ہذا۔ مترجم)

اس کی سرزمین پر کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا ..... اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں اس کی اچھی تعریف کی جاتی تھی۔ حضور کے حکم دینے کے بعد عام لوگ ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جب ان پر ظلم ہوئے اور مزید فتنے کا خطرہ ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے وہاں سے نہ ہٹے یہ بات جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کے ارض حبشہ کی طرف خروج سے قبل کی ہے۔ یہ لوگ دو مرتبہ نکلے (یعنی دو مرتبہ ہجرت کی)۔ پھر وہ لوگ جو پہلی مرتبہ نکلے تھے واپس لوٹ آئے۔ جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی ہجرت سے پہلے۔

(کیفیت کچھ یوں ہوگی) جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم نازل فرمائی تو اس سے قبل مشرکین کہتے تھے کہ اگر یہ شخص (محمد) ہمارے الہوں کا ذکر خیر کے ساتھ کرتا تو ہم لوگ اس کو اور اس کے اصحاب کو ٹھہرا رہے دیتے، لیکن وہ نہیں ذکر کرتا ان کا جو اس کے دین کے مخالف ہیں۔ یہودی ہوئے، عیسائی ہوئے اس کی مثل جیسے وہ ہمارے الہوں کا ذکر کرتا ہے گالیوں سے اور بُرائی سے۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو جو تکلیف، اور اذیت ان لوگوں کی طرف سے ہو رہی تھی اس میں شدت آگئی اور ادھر ان کی ضلالت اور گمراہی بھی آپ کو حزن و غم میں مبتلا کر رہی تھی۔ حضور ﷺ ان کی ہدایت کی تمنا کر رہے تھے۔ اللہ نے جب سورۃ نجم نازل فرمائی تو حضور نے اس کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت کی تلاوت کی .....  
 افرايتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى - (سورۃ نجم: آیت ۱۹-۲۰)  
 کیا تم نے لات (بت) کو دیکھا ہے اور عزی (بت) کو ایک اور تیسرے منات (بت) کو۔

اس کی تلاوت کے وقت شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے، جب اللہ نے آخری بت منات کا ذکر کیا۔ وہ الفاظ یہ تھے:

وانهن الغرائق العلى وان شفاعتهن لهى التى ترتجى -

جس کا مطلب کچھ یوں تھا کہ یہ بت یہ مورتیاں برتر ہیں ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ شیطانی جڑ تھی اور شیطانی فتنہ تھا۔ چنانچہ یہ دونوں کلمات مکے میں ہر مشرک کے دل میں واقع ہو گئے اور ان کی زبانوں سے یہی الفاظ نکلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب زبانوں پر عام ہو گئے اور انہوں نے یہ شیطانی پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنے سابقہ آبائی دین کی طرف رجوع کر لیا ہے اور اپنی قوم کے دین کی طرف۔

مسلمان اور مشرکین سب نے سجدہ کیا ..... آپ جب تلاوت فرما رہے تھے اور سورۃ کے اختتام کو پہنچے تو آخر میں سجدہ تلاوت ہے، حضور ﷺ نے سجدہ کر لیا اور حاضرین میں سے بھی ہر ایک نے سجدہ کر لیا مسلم نے بھی اور مشرک نے بھی سوائے ولید بن مغیرہ کے، وہ بڑا بوڑھا آدمی تھا، اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اس پر سجدہ کر لیا۔ چنانچہ دونوں فریقوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ یہ کیسے اجتماعی سجدہ ہو گیا سب لوگ مسلم و مشرک کیسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدے میں اکٹھے ہو گئے۔ مسلمانوں کو حیرانی ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے ساتھ کیسے سجدہ کر لیا باوجود عدم ایمان کے اور عدم یقین کے (خاص بات یہ ہوئی تھی کہ) مسلمانوں نے وہ الفاظ سنے ہی نہیں تھے جو شیطان نے مشرکین کی زبان پر ڈال دیئے تھے۔

بہر حال مشرکین کے دل نبی کریم ﷺ کی طرف سے مطمئن تھے اس بات کے لئے جو نبی کریم کی متمنی (ان لوگوں کے دلوں) ڈالی گئی ہے اور شیطان نے ان مشرکین کو یہ بات بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو سجدے میں پڑھا ہے (اس سے ان کے دلوں میں اپنے بتوں کی اور عظمت قائم ہوگئی)۔ لہذا انہوں نے اپنے اہوں معبودوں کی تعظیم میں سجدہ کر لیا۔ یعنی مسلمانوں نے سجدے کی آیت کی وجہ سے رب کو سجدہ کیا اور مشرکین نے شیطانی مکر و دھوکے میں آکر اپنے معبودوں کو سجدہ کیا۔

اس کے بعد یہ کلمے لوگوں میں پھیل گئے اور شیطان نے اس کو خوب ظاہر اور عام کیا، یہاں تک کہ یہ الفاظ ارض حبشہ میں بھی پہنچ گئے۔ مسلمانوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما اور اس کے اصحاب تک یہ الفاظ پہنچے اور انہیں یہ اطلاع پہنچی ہے کہ اہل مکہ سارے مسلمان ہو گئے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی ہے اور ان کو ولید بن مغیرہ کے مٹی پر سجدہ کرنے کی اپنی ہتھیلیوں پر خبر پہنچی۔ اور ان کو یہ بات بیان کی گئی کہ مسلمان مکے میں احسن واقع ہو گئے ہیں۔ لہذا تم لوگ جلدی واپس آ جاؤ۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ و کلمات کو مناد یا جو شیطان نے ڈالے تھے۔ اور اپنی آیات کو محکم کر دیا تھا اور ان کو باطل کی ملاوٹ سے محفوظ کر دیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

و ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذالقى الشیطان فی امنیته ، فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ، ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم ، لیجعل ما یلقى الشیطان فتنة للذین فی قلوبہم مرض والقاسیة قلوبہم وان الظالمین لفی شقاق بعید۔ (سورۃ حج : آیت ۵۲-۵۳)

ہم نے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہیں شیطان جب چاہتا نبی کی نیت اور خواہش کے بارے میں القاء کر دیتا اپنے ماننے والوں کے دلوں میں اور اس کا اظہار بھی کر دیتا (جیسے مذکورہ واقعے میں شیطان نے کیا)۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کی طرف سے القاء کی ہوئی بات کو مناد یا اور اپنی کتاب کو محکم کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ حکم و حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کی طرف سے ڈالے ہوئے اور القاء کئے ہوئے الفاظ کو فتنہ بنا دے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں کفر و شرک کی مرض ہے اور وہ بائیں وجہ فساد قلبی کا شکار ہیں۔ بے شک ظالم دور دراز کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔

(نتیجہ یہ ہوا) جب اللہ نے اپنا فیصلہ واضح کر دیا اور حضور ﷺ کو شیطان کے پنجے سے بری اور پاک بتا دیا تو مشرکین اپنی ضلالت اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی عداوت کی طرف پلٹ گئے اور مسلمانوں کے خلاف اور سخت ہو گئے۔

### حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی اور ولید بن مغیرہ کی پناہ سے انکار

کہتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے اصحاب ان لوگوں میں سے تھے جو واپس لوٹ آئے تھے۔ ابھی مکے میں داخل نہیں ہو سکے تھے کہ ان کو یہ خبر مل گئی کہ مشرکین مسلمانوں پر سختی کر رہے ہیں ہاں مگر کسی کی پناہ کے ساتھ۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ نے از خود بغیر کہے عثمان بن مظعون کو پناہ دیدی مگر عثمان نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان کس قدر آزمائش اور اذیت میں ہیں، ان میں سے کسی کو آگ میں ڈالا گیا ہے کسی پر چابک برسائے گئے اور ادھر عثمان کو عاقبت اور پناہ حاصل ہے، اس کو ایسی کوئی تکلیف نہ پہنچی مسلمان جس سے دوچار ہیں۔ لہذا عثمان بن مظعون نے ایسی عاقبت پر مصیبت کو ترجیح دی۔ اور کہنے لگے کی جو لوگ اللہ کی عہد اور اس کی پناہ میں اور اس کے رسول کی پناہ میں ہو جس عہد اور پناہ کو اللہ نے اپنے اولیاء کے لئے یعنی اہل اسلام کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ لوگ تو مصیبت میں مبتلا ہیں (یعنی مسلمان) اور وہ خائف ہیں۔ اور شیطان کے عہد میں ہوا اور جو اولیاء شیطان لوگ ہوں ان کے عہد اور ذمہ میں ہو وہ عاقبت میں ہو گئے۔

انہوں نے ولید بن مغیرہ سے بات کی اور کہا، اے چچا آپ نے مجھے پناہ دی ہے اور میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے خاندان کے سامنے لے چلیں اور ان کے سامنے آپ مجھ سے اظہار برأت اور اظہار لالتعلقی کر دیں۔ لہذا ولید نے کہا، اے بھتیجے شاید تیری قوم کا

کوئی آدمی تجھے تکلیف پہنچائے یا تجھے گالی دے۔ اگر آپ میرے عہد اور ذمہ میں ہوں گے تو تیرا ان سے دفاع کروں گا۔ عثمان بن مظعون نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم کوئی مجھ پر اعتراض نہیں کرے گا، نہ ہی مجھ کو ایذا پہنچائے گا۔

ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار ..... جب عثمان نے ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار کر دیا اور چاہا کہ وہ اس کی پناہ اور ذمہ سے اظہار برأت کر دے تو پھر وہ عثمان کو مسجد میں لے گیا اور قریش اس میں بھرے ہوئے تھے۔ ولید کہنے لگا نہ کہ یہ شخص مجھ پر غالب آ گیا ہے اور اس نے مجھے اس بات پر اُکسایا ہے کہ اس کو پناہ دینے سے دست بردار ہو جاؤں اور اس سے لا تعلق ہونے کا اعلان کر دوں۔ لہذا میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس سے بری ہوں اور لا تعلق ہوں۔ مگر یہ کہ اس میں اس کی مرضی ہوگی، یہ چاہے گا تو۔

اس اعلان کے بعد عثمان نے کہا کہ یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ میں اللہ کی قسم ان کو اس بات پر کہ مجھے پناہ دیں میں مجبور نہیں کروں گا، یہ مجھ سے بری اور لا تعلق ہیں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ہم لوگ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھے وہاں پر لبید شاعر ان کو شعر سنار ہے تھے۔ لبید نے ایک شعر کہا :

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

خبردار اللہ کے سوا جو کچھ سے ہو باطل ہے ۔

عثمان نے کہا، لبید آپ نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد لبید نے اپنا شعر مکمل کیا اور دوسرا مصرعہ کہا :

وَكُلٌّ نَعِيمٌ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

لا محالہ تمام نعمتیں ختم ہو جانے والی ہیں۔

عثمان نے کہا کہ آپ نے جھوٹ کہا ہے۔ چنانچہ محفل میں سنا نا چھا گیا۔ لوگ خاموش ہو گئے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ عثمان کا مطلب کیا ہے اس کلمے سے۔ لہذا انہوں نے شاعر سے مکرر پڑھنے کو کہا۔ لبید نے اپنا شعر دہرایا تو عثمان نے پہلے کی طرح ایک جملے پر سچا کہا اور دوسرے پر جھوٹا کہا، جب اس نے کہا مَّا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ تو عثمان نے اس کو سچا کہا اور جب اس نے وَكُلٌّ نَعِيمٌ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ کہا تو عثمان نے اس کو جھوٹا کہا۔ اس لئے کہ جنت کی نعمتیں کا زوال نہ ہوں گی۔

چنانچہ اتنے میں قریش میں سے ایک آدمی نیچے اُترا، اس نے عثمان بن مظعون کی آنکھ پر گس کر تھپڑ مار دیا جس سے آنکھ نیلی ہو گئی۔ لہذا ولید بن مغیرہ اور اس کے اصحاب نے کہا، عثمان تم اچھے خاصے ایک ذمہ دار مضبوط عہد و پناہ میں تھے، خواہ مخواہ اس میں سے آپ نکل گئے۔ حالانکہ آپ اس وقت اس سے مستثنیٰ تھے جو کچھ ہوا ہے۔ عثمان نے کہا کہ بلکہ مجھے اس چیز کی ضرورت تھی جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے اور میری دوسری آنکھ جس پر تھپڑ نہیں پڑا اس کو بھی اسی تھپڑ کی ضرورت ہے جو اس جیسی پہلی آنکھ کے ساتھ ہو رہے۔ اور میرے لئے اس شخص کی سیرت میں جو میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے تم لوگوں سے بہترین نمونہ ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا، عثمان اگر چاہو میں تجھے دوسری بار پناہ دے سکتا ہوں۔ عثمان بن مظعون نے کہا مجھے آپ کی پناہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ (ابن ہشام ۱/۳۹۱-۳۹۲)

## حضرت جعفر بن ابوطالب کے واقعہ کی تفصیل مشرکین کا حبشہ میں

### ہجرت کرنے والوں کے خلاف تعاقب کرنا

حضرت جعفر بن ابوطالبؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان مذکورہ حالات کے وقت اپنے دین کو بچانے کے لئے ہجرت کر گئے تھے ارض حبشہ کی طرف۔ ادھر قریش نے عمرو بن العاص کو اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ اور انہیں کہا کہ جلدی جلدی جائیں، انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور نجاشی کے پاس انہوں نے ہدیہ بھیجا، ایک عمدہ گھوڑا اور شمشین جوڑا، اور حبشہ کی وزیروں کے لئے بھی قریش نے حصے بھیجے۔ جب یہ

لوگ نجاشی کے پاس پہنچے اور ہدایا پیش کئے تو اس نے وہ قبول کر لئے اور اس نے عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ عمرو نے اس سے کہا، آپ کی سرزمین پر کچھ ہمارے بے قوف لوگ آگئے ہیں۔ نہ تو وہ تمہارے دین پر ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے دین پر ہیں۔ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ حبشہ کے گورنروں نے نجاشی سے کہا، صحیح ہے آپ وہ لوگ ان کے حوالے کر دیجئے۔ نجاشی نے کہا، نہیں اللہ کی قسم ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ بلکہ ان کے ساتھ بات کروں گا اور یہ سمجھوں گا کہ وہ کس دین پر ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ وہ اس شخص کے اصحاب ہیں جو ہمارے اندر پیدا ہو گیا ہے۔ ہم آپ کو ان کی حماقت کے بارے میں اور ان کی طرف سے حق کے خلاف کرنے کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے اور آپ کے آگے سجدہ بھی نہیں کریں گے جب آپ کے پاس آئیں گے جیسے لوگ کرتے ہیں جو آپ کی حکومت میں آتے ہیں۔

### نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب و دیگر مسلمانوں کی طلبی

چنانچہ نجاشی نے جعفر بن ابوطالب کو اور اس کے اصحاب کو بلایا اور نجاشی نے عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ حضرت جعفر نے آ کر نجاشی کو سجدہ نہیں کیا۔ نہ ہی اس کے گورنروں کو کیا بلکہ اس کو السلام علیکم کہہ کر سلام کیا۔ اس پر عمرو نے اور عمارہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ لوگ ایسے ایسے ہیں؟ نجاشی نے کہا کہ تم لوگ، اے گروہ بتاؤ گے؟ کہ تم لوگوں نے مجھے اس طرح سلام کیوں نہ کیا جیسے یہ کرتے ہیں جو تمہاری قوم میں سے میرے پاس آئے ہیں اور تمہارے شہروں سے آئے ہیں اور جیسے دیگر لوگ بھی کرتے ہیں؟ اور مجھے یہ بھی بتائیے کہ تم عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ کیا تم عیسائی ہو؟ وہ بولے کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم یہودی ہو؟ بولے کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اپنی قوم کے دین پر ہو؟ بولے نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر تمہارا دین کیا ہے۔

### نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب کا وضاحتی بیان جس نے اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی احسن طریقہ سے نمائندگی کی

پھر تمہارا دین کیا ہے؟ بولے ہمارا دین اسلام ہے۔ نجاشی نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا، ہم لوگ اللہ کی عبادت باس طور پر کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا اکیلا حق دار ہے، اس کا اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔ لہذا ہم اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے۔ نجاشی نے پوچھا کہ تمہارے پاس یہ دین تو حیدی کون لے کر آیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس اس دین کو لے کر ہمارے ہی لوگوں میں سے ایک شخص آیا ہے۔ ہم جس کی ذات کو، چہرے کو پہچانتے ہیں، اس کے نسب کو پہچانتے ہیں۔ اس کو اللہ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ جیسے ہم سے پہلے لوگوں کے پاس رسول بھیجے جاتے تھے۔ اس نے ہمیں نیکی کرنے، سچ بولنے، وعدہ پورا کرنے، امانت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس نے ہمیں بتوں کی عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کریں، ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ہم نے اس کو سچا مانا ہے اور ہم نے اللہ کے کلام کو سمجھا ہے اور ہم نے جان لیا ہے کہ جو کچھ وہ لے کر آیا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

جب ہم نے یہ سب کچھ کیا ہے ہماری قوم نے ہم سے دشمنی رکھ لی ہے۔ اور نبی صادق کی بھی دشمنی ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے اس کی تکذیب کی ہے۔ اور انہوں نے اس کے قتل کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اور ہمیں دوبارہ بتوں کو پوجا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ لہذا اپنی قوم سے اپنا دین بچا کر اور اپنے خون بچا کر تیرے پاس بھاگ کر آگئے ہیں۔ اگر وہ لوگ ہمیں رہنے دیتے تو ہم ضرور وہاں رہ جاتے۔ نجاشی پر جعفر بن ابوطالب کی بات کا گہرا اثر ہوا اور اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ بس نجاشی نے کہا اللہ کی قسم کہ یہ امر اسی مسیح اور اسی مصدر سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا امر نکلا تھا۔



## جعفر ابن ابوطالب کی مزید وضاحت

انہوں نے کہا کہ آپ کو سجدہ کرنے یا نہ کرنے کی بات تو ہمارے رسول نے یہ خبر دی ہے کہ اہل جنت کا تحفہ اور اسلام، السلام علیکم ہے۔ سو ہم نے آپ کو بھی وہی سلام کیا ہے جس کے ساتھ ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔

اب رہا سوال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا تو وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کے کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی طرف القاء کیا تھا۔ اور وہ رُوح ہیں اللہ کی طرف سے اور وہ اس کنواری ماں کے بیٹے ہیں جو گناہوں سے پاک تھی۔

یہ وضاحت سننے کے بعد نجاشی زمین کی طرف جھکا اور زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا اللہ کی قسم ابن مریم کی قدر منزلت اس مذکورہ بیان میں اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھی۔

## نجاشی کو سرداروں اور گورنروں کا جواب

جبشہ کے سردار اور گورنروں نے کہا اللہ کی قسم اگر اہل حبشہ آپ کی یہ باتیں سن لیں تو وہ آپ کو ضرور معزول کر دیں گے۔ نجاشی نے جواب دیا اللہ کی قسم میں عیسیٰ کے بارے میں اس سے ہٹ کر کبھی نہیں کہوں گا۔ اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی جب اس نے میرا ملک میرے لئے واپس کیا تھا۔ لہذا آج میں بھی اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں کی اطاعت کروں؟ معاذ اللہ یعنی اللہ کی پناہ میں ایسا کروں؟ (ابن ہشام ۳۶۲/۱۔ مسند احمد ۲۰۱/۱)

## نجاشی کی مذکورہ بات کرنے کا پس منظر

نجاشی کا والد حبشہ کا بادشاہ تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس وقت نجاشی چھوٹا لڑکا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ جب تک میرا بیٹا جوان نہیں ہوتا میری قوم کی بادشاہت تیری ہے۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو پھر حکومت اور ملک اس کے لئے ہوگا۔ اس کے بھائی نے حکومت واقتدار میں رغبت کر لی اور نجاشی کو اس نے تاجر کے پاس فروخت کر دیا۔ اس نے تاجر کو کہہ دیا کہ اس کو اب بھی رہنے دیں جب آپ واپس جانے لگیں تو مجھے بتادینا میں اس کو تیرے حوالے کر دوں گا۔ تاجر نے وقت آنے پر اس کو اطلاع کر دی اپنے واپس جانے کی۔ اس نے نجاشی کو اس کے ساتھ بھیج دیا، یہاں تک کہ نجاشی کو کشتی یا جہاز کے پاس لاکھڑا کیا۔ نجاشی کو تا حال یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے نجاشی کے چچا کو جس نے ان کو بیچا تھا ایک بچی کی کڑک کے ذریعہ اپنی پکڑ میں لے لیا اور وہ مر گیا۔ حبشہ والے تاج لے کر آئے اور نجاشی کے سر پر انہوں نے رکھ دیا اور اس کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اسی وجہ سے نجاشی نے جعفر بن ابوطالب کی تقریر کے بعد عطاء حبشہ کہا تھا کہ اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی جب اس نے میرا ملک مجھے واپس دیا تھا۔ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ تاجر جس نے اس کو خریدا تھا اس نے کہا تھا، اب میرے پاس کوئی چارہ نہیں رہا، نہ اس لڑکے پر جس کو میں نے خریدا تھا نہ ہی میرے مال پر۔ نجاشی نے اس کو کہا کہ تم نے سچ بولا ہے، اس لئے اس کا مال اس کو واپس دیا جائے۔ (البدیۃ والنہیۃ ۷۶/۳)

نجاشی نے اس وقت کہا جب جعفر بن ابوطالب سے کلام کیا جو کچھ مذکور ہوا ہے جب اس نے یہ لوگ عمرو بن العاص کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ عمرو بن العاص کے ہدیے اس کو واپس کر دو۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے اس بارے میں سونے کا پہاڑ بھی رشوت دیں تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ ذہر حبشہ کی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر سے اور اس کے ساتھیوں سے کہا، تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو۔ تم لوگ سُیُوم ہو، مراد ہے امن و امان میں ہو۔ تحقیق اللہ نے تمہیں روک لیا ہے یا تمہاری حفاظت کی ہے اور اس نے ان کے لئے بہتر رزق کا حکم دے دیا۔ اور حکم دیا کہ جو شخص اس جماعت کی طرف میلی نظر سے دیکھے گا وہ خاک آلود ہوگا، یعنی وہ میرا نافرمان ہوگا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۶۰/۱۔ ۳۶۱)

## عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان مشن میں ناکام ہونے کے بعد عداوت

اللہ عزوجل نے عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان عداوت ڈال دی تھی نجاشی کے پاس پہنچنے سے پہلے۔ مگر دونوں نے نجاشی کے پاس آنے سے پہلے صلح کر لی تھی تاکہ جس مقصد کے نکلے ہیں یعنی مسلمانوں کی تلاش میں۔ جب وہ مقصد پورا نہ ہوا تو واپس اپنی سخت ترین عداوت پر آگئے۔ باہم بڑی دشمنی پر اتر آئے۔ چنانچہ عمرو نے عمارہ کے ساتھ چال چلی اور مکر کیا۔ اس نے کہا، اے عمارہ آپ انتہائی خوبصورت آدمی ہو۔ تم نجاشی کی عورت کے پاس جاؤ، تم اس کے پاس جا کر باتیں کرو جب اس کا شوہر آئے گا تو یہ معاملہ ہمارے حق میں معاون ثابت ہوگا۔ عمارہ نے اس عورت کے پاس مراسلت کا پیغام رسائی کر کے رابطہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ عورت کے پاس داخل ہوا تو عمرو نجاشی کے پاس چلا گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میرا فلاں ساتھی عورتوں کا رسیا ہے۔ وہ آپ کے اہل کے ساتھ غلط ارادے سے داخل ہوا ہے۔ آپ کو اس بات سے آگاہ کر رہا ہوں۔ نجاشی نے آدمی بھیج کر دکھوایا تو عمارہ واقعی اس کی عورت کے پاس تھا۔

نجاشی نے حکم دیا، اس کی پیشاب کی نالی میں ہوا بھر دو، اس کے بعد اس کو سمندر کے ایک جزیرے میں ڈال دیا گیا۔ جس سے اس کو جنون ہو گیا اور وہ وحشی جانوروں کے ساتھ وحشی ہو گیا اور عمر و مکہ واپس آ گیا۔ اس کے ساتھی کو اللہ نے ہلاک کر دیا تھا۔ اور اس کا سفر کرنا گھائے میں رہا اور اس کی حاجت و مقصد بھی پورا نہ ہو سکا۔

## قصة القاء الشيطان في أمنيته

تحقیق ہم نے قصہ القاء شیطان فی امنیۃ روایت کیا ہے محمد بن اسحاق سے اور محمد بن اسحاق بن یسار نے قصہ عثمان بن مظعون سے روایت کیا ہے صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے بطور سماع کے اس سے حسن نے اس کو حدیث بیان کی تھی اور یہ روایت ان میں سے ہے جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے یہ کہ عباس الاصم نے ان کو حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے دونوں قصے ذکر کئے ہیں موسیٰ بن عقبہ کی روایت والے مفہوم کے ساتھ۔ بہر حال قصہ ہجرت وہ مروی ہے احادیث متصلہ کے ساتھ۔

## ہجرت اولیٰ حبشہ

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر درستیو نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن عبد العظیم نے، ان کو بشر بن موسیٰ خفاف نے، ان کو حسین بن زیاد برجمی امام مسجد محمد بن واسع نے، ان کو قنادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے اللہ کی طرف سے ہجرت کی اپنے اہل کے ساتھ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور میں نے نصر بن انس سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو حمزہ سے یعنی انس سے، وہ کہتے تھے کہ حضرت عثمان بن عفان اپنے وطن سے نکلے تھے اور ان کے ساتھ رقیہ بنت رسول رضی اللہ عنہا تھیں ارض حبشہ کی طرف۔ انہوں نے ہجرت کی تھی دیر تک، ان کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچی۔ چنانچہ قریش کی ایک عورت آئی تھی اس نے بتایا کہ اے محمد! میں نے تیرے داماد کو دیکھا تھا، اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ حضور نے پوچھا کہ کس حال پر آپ نے ان کو دیکھا تھا؟ اس عورت نے کہا، میں نے اس کو دیکھا تھا اس نے اپنی عورت کو گدھے پر سوار کر رکھا تھا۔ سو وہ آگے کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان کا ساتھ ہو، بے شک عثمان رضی اللہ عنہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی اہلیہ کے سمیت ہجرت کی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن اسحاق خراسانی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن جعفر نے زبرقان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے، پھر انہوں نے اس کو ذکر کیا اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔

## ہجرت ثانیہ حبشہ

یہ ہجرت اس کے مطابق جو اقدی نے خیال کیا ہے بعثت رسول سے پانچویں سال میں ہوئی تھی۔ اس میں جو ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو خدیج بن معاویہ نے ابواسحاق سے، اس نے عبداللہ بن عقبہ سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ ہم لوگ اسی (۸۰) افراد تھے اور ہمارے ساتھ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب اور عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون تھے اور قریش نے ہمارے پیچھے ہمارے کو اور عمرو بن العاص کو بھیجا تھا۔ انہوں نے ان کے ساتھ قیمتی ہدیہ اس کے لئے بھیجا تھا۔ یہ لوگ جب اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے نجاشی کو سجدہ کیا اور ہدیہ پیش کیا اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے دین سے نفرت کر گئے ہیں اور وہ تیری زمین پر آگئے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ان کے ملک میں ہیں۔ اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔

جعفر بن ابوطالب نے کہا کہ آج میں تمہارا خطیب بنوں گا۔ سب لوگ ان کے پیچھے پیچھے گئے۔ نجاشی کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو سجدہ نہ کیا۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تم لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہماری طرف اپنا نبی بھیجا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا کریں۔ نجاشی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ عمرو بن العاص (مشرکین مکہ کا نمائندہ) بیٹھا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں؟ اور ان کی ماں کے بارے میں؟

ان لوگوں نے بتایا کہ ہم وہی کچھ کہتے ہیں جو اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ روح اللہ ہیں، اور کلمۃ اللہ ہیں جس کو کنواری مریم کی طرف جو کہ گناہوں سے پاک تھی القاء کیا تھا۔ جس ماں کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا تھا اور نہ ہی اس کے لئے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

نجاشی نے کہا میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے ..... نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ اے علماء اور درویشوں کی جماعت تم لوگ اس بات پر کیا اضافہ کرتے ہو جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس نے بدکاری نہیں کی تھی۔ پس خوشی ہو تم کو یا مبارک ہو تم کو۔ اور اس نبی کو جس کی طرف سے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ بس میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے۔ البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس ہوتا اور ان کی جوتیاں اٹھاتا۔ یا یوں کہا تھا کہ میں اس کی خدمت کرتا۔ بس تم لوگ میری سرزمین پر جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ واپس آ گیا اس نے جلدی کی اور وہ بدر میں حاضر ہوا مر گیا۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۹/۳

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عیسیٰ نے قاسم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اصحاب رسول کی ایک جماعت میں ارض حبشہ کی طرف روانہ ہوئے دریا میں۔ اور وہاں جہتہ میں ایک بازار تھا جہاں یہ لوگ خرید و فروخت کرتے تھے۔ عبداللہ اکیلے چلے گئے اور وہ بھی لے گئے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ چنانچہ ان کو گھر کے مالک نے کہا (جس کے ہاں رہائش پذیر تھے)۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اکیلے چلے جاتے ہیں، میں ڈرتا ہوں ایک آدمی سے جس کا شرانتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ وہ جس غریب مسافر کو ملتا ہے یا تو مار پیٹ کر یا قتل کر کے اس کا مال لے لیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے میرے لئے اس قاتل شخص کی صفت یا حلیہ بیان کیا۔ میں جب بازار میں گیا تو اس نے اس کے حلیے سے اس کو پہچان لیا۔ میں نے اس شخص سے چھپنا شروع کر دیا لوگوں کے پیچھے پیچھے۔ وہ جس راستے پر چلتا میں اس کو چھوڑ کر دوسرا راستے کو اختیار کر لیتا۔ یہاں تک کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے دودینار کے بدلے فروخت کر دیا۔ اس کے بعد میں کسی قدر بے فکر ہو گیا۔ میں نے اس وقت سمجھا جب وہ آ کر میرے سر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھ سے پوچھنے لگا کہ تیرے پاس کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا، کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے اگر میں آپ کو دے دوں جو کچھ میرے پاس ہے۔ اس نے کہا کہ کتنی رقم ہے تیرے پاس؟ میں نے کہا کہ دو دینار ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے کچھ اور بھی دیں۔ میں نے کہا میں نے انہیں دو دینار کے بدلے میں فروختگی کی ہے۔ اس نے کہا نہیں مجھے زیادہ دیں۔

کہتے ہیں کہ اچانک دو آدمی اس کو ٹیلے کے اوپر سے دیکھ رہے تھے۔ وہ اوپر سے اتر کر اس کے پاس آگئے۔ اس شخص نے جب ان دو آدمیوں کو دیکھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اور بھاگ گیا۔ میں نے اس کو آوازیں دینا شروع کر دیں کہ یہ لیجئے دو دینار۔ اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان دو آدمیوں نے اس کا تعاقب شروع کر دیا اور میں اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ آیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن سماک نے، ان کو حسن بن سلام نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الخالق بن علی بن عبد الخالق مؤذن نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن حبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حسن بن سلام سواق نے ۲۷۵ھ میں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ بن موسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم جعفر بن ابوطالب کے ساتھ حبشہ کی سرزمین پر چلے جائیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حبشہ میں پہنچ گئے۔ ہمارے پاس پیغام بھیج کر ہمیں بلایا گیا۔ جعفر نے ہم سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص کلام نہ کرے آج تمہاری طرف سے میں بات کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نجاشی کے پاس پہنچے، وہ اپنی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے علماء اور درویشوں نے ہمیں ڈانٹا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جعفر نے کہا ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے پوچھا کہ کیوں؟ جعفر نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بھیجا ہے، وہی جس کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اس نے اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے اور بُرے کام کرنے سے روکا ہے۔

نجاشی نے جعفر کی ان باتوں کو پسند کیا ہے اور اس نے پوچھا کہ وہ تمہارا رسول ابن مریم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ جعفر نے بتایا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہے اور اللہ کا کلمہ ہے، اللہ نے ان کو گناہوں سے پاک کنواری سے پیدا کیا ہے جس کے قریب کوئی بشر نہیں آیا تھا۔ نجاشی نے زمین سے تڑکا اٹھایا اور کہنے لگا، اے علماء اور درویشوں کی جماعت یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے جو کچھ آپ لوگ کہتے ہو ابن مریم کے بارے میں۔

”اے لوگو! تمہیں خوش آمدید ہو اور اس کو بھی جس کی طرف سے تم لوگ آئے ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور بے شک اس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم نے بشارت دی تھی۔ اگر میرے ساتھ یہ بات نہ ہوتی جس میں میں مصروف ہوں مملکت کے اندر تو میں اس کے پاس جا کر اس کی جوتیاں اٹھانے کی سعادت حاصل کرتا۔ تم لوگ میرے ملک میں ٹھہرے رہو جب تک چاہو اور اس نے ہمیں کھانے اور پہناوے کا انتظام کرنے کا حکم دے دیا۔“

میں کہتا ہوں یہ اسناد صحیح ہے اور ظاہر اس کا یہی ہے دلالت کرتا ہے کہ ابو موسیٰ مکے میں تھے اور وہ جعفر بن ابوطالب کے ساتھ حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلے تھے۔ جبکہ صحیح روایت یزید بن عبد اللہ بن ابو بردہ سے مروی ہے۔ اس نے اپنے دادا ابو بردہ سے، اس نے ابو موسیٰ سے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی تھی اس وقت وہ لوگ یمن میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے پچاس افراد سے کچھ زائد لوگوں نے وہاں سے ہجرت کی مگر ان کے جہاز نے ان کو حبشہ کے ساحل پر جا چھوڑا۔ وہاں پر ان کو جعفر بن ابوطالب اور ان کے ساتھی ملے۔ جعفر نے ان کو وہاں ٹھہرنے کے لئے کہا۔ لہذا وہ وہاں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ خیبر کے زمانے میں آگئے۔ لہذا ابو موسیٰ موجود تھے اور جو کچھ مکالمہ جعفر اور نجاشی کے درمیان واقع ہوا۔

لہذا ابو موسیٰ نے اس کے بارے میں خبر دی مگر شاید راوی کو وہم ہو گیا ہے اس قول کے کرنے میں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہم لوگ جعفر کے ساتھ حبشہ جائیں۔ واللہ اعلم۔

تحقیق محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ طویل قصہ اس ہجرت کے بارے میں۔

(۴) یہ اس میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار عطاری نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو زہری نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ہمارے اوپر مکہ تنگ کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اذیتیں دی گئیں اور وہ آزمائے گئے اور جب انہوں نے دیکھ لیا جو ان کو مصائب پہنچے اور فتنہ ان کے دین میں یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے دفاع کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ خود تو اپنی قوم اور اپنے چچا کی وجہ سے تحفظ میں تھے ہی ان کو اس طرح کی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی جو آپ کے اصحاب کو پہنچ رہی تھی۔

لہذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ بے شک حبشہ کی سرزمین پر جو بادشاہ ہے اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ لہذا سب لوگ اس کے پاس چلے جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے۔ لہذا ہم لوگ اس کی طرف گروہ درگروہ نکلے۔ وہاں جا کر سارے ہم اکٹھے ہو گئے تھے۔ ہم لوگ ایک اچھے گھر اور اچھے پڑوس کی طرف جا کر اترے تھے۔ جس کی وجہ سے ہم لوگ اپنے دین پر امن و امان میں تھے اور وہاں اس کی طرف سے کسی ظلم کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

نجاشی کے دربار میں قریش کا وفد ..... جب قریش نے سنا کہ ہم لوگ ایسے رہ رہے ہیں جیسے اپنے گھر میں رہتے ہیں اور امن میں ہیں، انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ وہ نجاشی کی طرف نمائندہ بھیج کر ہمیں اس کے شہروں سے نکوادیں گے۔ اور ہمیں وہاں سے واپس بلوالیں گے۔ لہذا انہوں نے عمرو بن العاص کو اور عبد اللہ ابوربیعہ کو روانہ کیا اور انہوں نے نجاشی کے لئے ہدایا اور تحائف جمع کئے اور اس کے عمائدین کے لئے بھی۔ انہوں نے عمائدین میں سے کوئی ایسا بندہ نہ چھوڑا سب کے لئے ہدیے تیار کئے اور دونوں نمائندوں سے کہا کہ ہر وزیر مشیر کو اور ہر سردار کو اس کا ہدیہ پہنچادیں ہم لوگوں کو نکلوانے کی بات کرنے سے پہلے۔ اور اگر ایسا نہ کرو کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بات کرنے سے قبل ہی واپس لوٹادیں تو ضرور ایسا کرو۔

لہذا یہ لوگ حبشہ میں پہنچے۔ انہوں نے سب کے ہدیہ ان کے پاس پہنچادئے اس کے بعد انہوں نے ان سے بات کی اور ان سے کہا کہ ہم لوگ اس ملک میں کچھ بے وقوفوں کے لئے آئے ہیں جو کہ ہمارے ہی اپنے ہیں مگر بے عقل ہیں جو اپنی قوموں کے دین سے الگ ہو گئے ہیں۔ مگر وہ لوگ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بات کریں تو آپ لوگ اس کو یہی مشورہ دیں کہ وہ ان کو واپس بھیج دے۔ انہوں نے وعدہ کر لیا کہ ہم ضرور کہیں گے۔

اس کے بعد وہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے ہدایہ لے کر۔ ان میں سب سے زیادہ قیمتی ہدایہ جو مکہ سے اس کے لئے لے کر گئے تھے وہ چمڑا تھا۔ جب اس کے ہدایہ اس کو پیش کئے تو اس سے انہوں نے بات کی کہ اے بادشاہ ہمارے بیوقوفوں میں سے کچھ نوجوان اپنی قوم کے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں وہ کوئی نیا دین لے کر آئے ہیں۔ ہم اس کو نہیں جانتے۔ وہ آپ کے شہروں کی طرف چلے آئے ہیں۔ ہمیں اہل قوم نے ان کے بارے میں آپ کی طرف بھیجا ہے اور ان کے آباء و اجداد نے اور ان کے چچاؤں نے اور ان کی قوم نے تاکہ آپ ان کو واپس ان کے پاس بھیج دیں، وہ لوگ ہر طرح ان سے بڑے ہیں۔ اور نجاشی کے وزیروں نے کہا کہ جناب یہ لوگ صحیح کہتے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کو واپس بھیج دیں گے تو آپ کا حکم اور بلند ہوگا۔ یہ لوگ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے کہ آپ ان کو روک لیں اس وجہ سے۔

نجاشی یہ سن کر ناراض ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو سے کہا، میں ان کو ان لوگوں کے پاس واپس نہیں بھیجوں گا بلکہ پہلے میں ان کو بلوا کر بات کروں گا اور دیکھوں گا کہ معاملہ کیا ہے؟ وہ لوگ ظاہر ہے مجبور ہو کر ہمارے شہروں میں آئے ہیں۔ انہوں نے میری پناہ میں رہنے کو پسند کیا ہے؟

میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کیا ہے۔ اگر ان لوگوں کا معاملہ ویسا ہے جیسا کہ تم بتاتے ہو تو میں ان کو واپس ان کے لوگوں کے پاس بھیج دوں گا اور اگر معاملہ مختلف ہے تو میں ان کو روک لوں گا اور ان کے دین میں مغل نہیں ہوں گا۔ لہذا نجاشی نے ان کے پاس پیغام بھیجا اور ان کو جمع کیا۔ عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کے نزدیک اس سے بڑی ناپسندیدہ بات کوئی نہیں تھی۔ کہ نجاشی ان کی بات سُنے۔

ان کے پاس جب نجاشی کا نمائندہ پہنچا اس نے ان سب کو اکٹھا کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کیا کہیں گے۔ اللہ کی قسم ہم وہی کہتے ہیں جو کچھ ہم کہتے ہیں اور ہم جس پر ہیں اپنے دین کے معاملے میں اور جو ہمارے نبی لے کر آئے ہیں جو کچھ بھی ہو جائے۔ جب یہ لوگ نجاشی کے پاس پہنچے تو جوان میں سے نجاشی سے کلام کرنے والا تھا وہ حضرت جعفر بن ابوطالب تھا۔ نجاشی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیسا دین ہے تم لوگ جس پر ہو تم لوگوں نے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے تم یہودیت میں بھی داخل نہیں ہوئے، نہ ہی عیسائیت میں، یہ کیسا دین ہے؟

جعفر نے بتایا کہ اے بادشاہ ہم لوگ شرک پر تھے۔ ہم بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ہم مردار کھاتے تھے۔ ہم لوگ مہینوں کی حرمت کو مؤخر و ملتوی کر دیتے تھے۔ ہم حرام کردہ چیزوں کو حلال کر والیتے تھے۔ ہمارے بعض بعض سے خون بہانے میں وغیرہ میں نہ ہی ہم کسی چیز کو حلال رہنے دیتے نہ ہی حرام رہنے دیتے۔ اللہ نے ہمارے اندر نبی بھیجا، ہمارے نفسوں میں سے ہم جس کی وعدہ و فائی کو جس کی سچائی کو، جس کی امانت داری کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت دی ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں۔ اور ہم صلہ رحمی کریں، ہم پڑوس سے ساتھ سلوک کریں، ہم نماز اللہ کے لئے پڑھیں، روزہ رکھیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

جعفر بن ابوطالب نے سورۃ مریم کی تلاوت کی ..... کہتے ہیں نجاشی نے پوچھا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے اس میں سے جو وہ لے کر آیا ہے۔ اور حالت یہ تھی کہ اس نے بڑے بڑے عیسائی عالم بٹار کھے تھے۔ اس نے ان کو حکم دیا کہ وہ صحیفے کھول کر بیٹھیں اس کے ارد گرد۔ لہذا حضرت جعفر نے اس سے کہا، جی ہاں ہے نجاشی نے کہا لائیے وہ وحی اور کتاب میرے سامنے پڑھئے۔ اس نے سورۃ کھینعص یعنی سورۃ مریم کا آغاز تلاوت کیا۔ اللہ کی قسم نجاشی رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی اور اس کے عیسائی پادری رو پڑے، روتے روتے ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا کہ بے شک یہ کلام اسی منبع سے نکلا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ تم لوگ کامیاب لوٹ جاؤ۔ نہیں، اللہ کی قسم میں ان لوگوں کو واپس نہیں بھیجوں گا۔

پس ہم لوگ اس کے ہاں سے نکل پڑے۔ سب سے پیچھے عبداللہ بن ابوربیعہ رہ گیا تھا۔ عمرو بن العاص نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں ضرور اس کے پاس آؤں گا میں ان کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا، میں اس کو ضرور بتاؤں گا کہ یہ لوگ یہ خیال رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو الہ جس کی وہ عبادت کرتا ہے عیسیٰ بن مریم بندہ ہے۔ عبداللہ بن ربیعہ نے اس سے کہا، نہیں نہیں ایسے نہ کرنا کیونکہ اگرچہ یہ لوگ ہمارے مخالف ہیں (دین و عقیدے میں) مگر بے شک ان کا ہم سے رشتہ اور رحم ہے اور ان کا حق ہے۔ اس نے کہا نہیں میں ضرور ایسا کروں گا۔

جب اگلی صبح ہوئی تو عمرو بن العاص نجاشی کے دربار میں پھر آیا اور کہنے لگا، اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی بھاری بات کہتے ہیں آپ ان کو بلا کر پوچھیں۔ اس نے ان لوگوں کو بلایا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر اس سے بڑی پریشانی کبھی نہ آئی تھی۔ لہذا ہم سب نے ایک دوسرے سے کہا ہم لوگ اس کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا بتائیں اگر وہ ہم سے اس کے بارے میں پوچھ بیٹھے۔ حضرت جعفر نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے اور وہی جس کا ہمارے نبی نے اس بارے میں حکم دیا ہے کہ ہم وہ کہا کریں ان کے بارے میں۔

سب لوگ اس کے پاس دربار میں داخل ہوئے اور اس کے پاس پادری بیٹھے تھے۔ نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں۔ جعفر نے اس سے کہا ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول تھا۔ اور اللہ کا کلمہ تھا اور اللہ کی روح تھا جسے اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا جو کہ کنواری تھی، گناہوں سے پاک تھی۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف جھکایا اور اس نے اپنی دو انگلیوں کے درمیان ایک چھوٹی سی لکڑی کا ٹکڑا

یا عام تنکا لیا اور کہا۔ جو کچھ تم نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کہا ہے (وہ وہی کچھ تھے) اس کے ماسوا کچھ بھی نہیں تھے۔ اس کے بعد بس یہی لکڑی یا تنکا ہی ہے۔ یہ سن کر اس کے پادری پیچھے ہٹ گئے۔

نجاشی نے کہا کہ اگر تم پیچھے ہٹ بھی جاؤ (یعنی اگر مجھے چھوڑ بھی جاؤ) تو بھی اللہ کی قسم (مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے) جاؤ تم میری زمین پر سیوم ہو۔ اور سیوم کا مطلب امن میں ہو۔ جو شخص تمہیں بُرا کہے وہ نقصان میں ہے، جو شخص تمہیں گالی دے وہ نقصان میں ہے، جو شخص تمہیں بُرا کہے وہ نقصان میں ہے، تین بار کہا۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے دبر ہو اور میں اس کے بدلے میں تم لوگوں میں سے کسی کو تکلیف پہنچاؤں۔ (دُبُر ان کی زبان میں سونے کو کہتے ہیں)۔ پس اللہ کی قسم اللہ نے مجھ سے اس وقت کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے میرا ملک مجھے واپس دیا تھا کہ میں اس بارے میں رشوت لے لوں؟ اور اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی کہ میں اس بارے میں لوگوں کی بات مانوں۔ پھر اس نے وزیروں کو حکم دیا کہ ان دونوں (عمر بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ) کو ان کے ہدیے واپس کر دو، مجھے ان ہدایا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو میرے شہروں سے نکال دیا جائے۔ لہذا وہ اس طرح رُسا ہو کر واپس آئے اس حال میں کہ جو کچھ لے کر گئے تھے وہ بھی ان کے منہ پر مار دیا گیا۔

نجاشی کے خلاف بغاوت کا واقعہ ..... حضرت جعفر کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہ ایک بہتر پڑوسی گھر میں رہتے رہے، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حبشہ کے ایک آدمی نے نجاشی کے خلاف خروج اور بغاوت کر دی جو اس کے ساتھ حکومت میں جھگڑا کر رہا تھا۔ اللہ کی قسم ہم نے کوئی ایسا حزن نہیں دیکھا تھا جس نے ہمیں غمگین کیا ہو، ایسا غم جو اس سے زیادہ سخت ہو۔ ہمیں یہ خوف تھا اگر وہ حکومت اور ملک پر قابض ہو گیا وہ ایسا ہوگا کہ ہمارا حق نہیں پہچانے گا جس قدر نجاشی پہچانتا ہے۔ لہذا ہم لوگ اللہ سے دعا کرنے لگے اور اس کے لئے اللہ کی نصرت طلب کرنے لگے۔ نجاشی بھی اس کی طرف مقابلے کے لئے نکلا۔ لہذا وہاں جتنے اصحاب رسول موجود تھے ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ کون یہاں سے جائے اور جا کر اصل صورت حال کا جائزہ لے کر مشاہدہ کر کے ہمیں اصل صورت حال سے آگاہ کرے۔ زبیر نے کہا جو کہ حاضرین میں ہی سے نوجوان تھا کہ میں جاتا ہوں۔ سفر چونکہ دریائی تھا، ہم لوگوں نے اس کے لئے مشک میں ہوا بھری اس نے اس کو سینے تلے دبایا اور دریائے نیل میں تیرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے کنارے نکل گیا جہاں وہ جا کر لوگوں سے مل گیا۔ لہذا وہ قوعے میں حاضر ہوا۔ اللہ نے اس بادشاہ کو شکست دی اور اس کو ہلاک کر دیا اور اس طرح نجاشی اس پر غالب آ گیا۔

چنانچہ زبیر واپس ہمارے پاس آ گیا جو معلومات کرنے گیا تھا۔ دُور سے ہمارے لئے چادر ہلانے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا خبردار خوش ہو جاؤ۔ تحقیق اللہ نے نجاشی کو غالب کیا ہے۔ اللہ کی قسم ہم لوگ ایسی کوئی خوشی ہرگز نہیں جانتے جس قدر خوشی ہمیں نجاشی کے غلبے سے ہوئی۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ہم میں سے جس کو جانا تھا وہ مکے واپس چلا گیا اور جس کو رہنا تھا وہ رہ گیا۔

(ابن ہشام ۱/۳۵۷-۳۶۱۔ البدایہ ۲/۷۲)

زہری کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے عروہ بن زبیر کے واسطے سے بیان کی گئی۔ اس نے نقل کی حضرت اُم سلمہ زوجہ رسول رضی اللہ عنہا سے۔ چنانچہ عروہ نے کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ نجاشی کی اس بات کا کیا مطلب تھا کہ اللہ نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی جب اس نے میرا ملک اور اقتدار مجھے واپس دیا تھا کہ میں بھی اس معاملے میں رشوت لوں۔ اور اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی کہ میں آج اس بارے میں لوگوں کی بات مانوں؟ اس نے کہا کہ نہیں مجھے معلوم نہیں۔ اس نے بتایا کہ مجھے اس بارے میں بات بتائی تھی ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ پس عروہ نے کہا کہ بے شک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بات بتائی تھی کہ نجاشی کا والد اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور اس کا ایک حقیقی بھائی تھا بارہ اس کے بیٹے تھے۔ مگر نجاشی کے والد کا نجاشی کے علاوہ دوسرا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ چنانچہ حبشہ والوں نے باہم یہ سازش کی کہ ہم نجاشی کے والد (بادشاہ حبشہ) کو قتل کر دیں اور اس کی جگہ ہم اس کے بھائی کو بادشاہ بنادیں۔ اس کے بارہ حقیقی بیٹے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بعد مملکت کے وارث بنتے جائیں گے تو اس طرح حبشہ کی حکومت طویل زمانے تک ان کے پاس رہے گی اور اس طرح ان کے درمیان اختلاف بھی نہیں ہوگا۔

لہذا اس سازش کے نتیجے میں وہ لوگ نجاشی کے والد پر چڑھ دوڑے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو انہوں نے اقتدار منتقل کر کے بادشاہ بنا دیا۔ نجاشی جو کہ ذہین لڑکا تھا چچا کے پاس رہا تو اس پر غالب رہنے لگا، وہ اس طرح کہ یہ اس کے امور تدبیر اس کے سوا کوئی نہ کرتا۔ بس وہی کرتا۔ حبشہ والوں نے جب دیکھا (سازشیوں نے) کہ اس کا چچا کے آگے بھی ایک خاص مقام ہے، یہ تو اپنے چچا کے معاملے پر بھی غالب آتا جا رہا ہے، پھر ان کو خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا چچا بھی اس کی ذہانت اور مدبر ہونے کی وجہ سے حکومت اس کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس کو پتہ چل جائے گا کہ اس کے باپ کو ہم نے قتل کیا تھا۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ ہم میں سے کسی شریف اور عزت دار کو زندہ نہیں چھوڑے گا بلکہ قتل کر دے گا۔ لہذا پھر انہوں نے سازش کی اس کے خلاف کہ یا تو اس کو بھی قتل کر دیں یا اس کو جلا وطن کر کے اپنے شہروں سے نکال دیں۔ چنانچہ وہ یہ مشورہ لے کر اس کے چچا کے پاس پہنچے جو کہ بادشاہ تھا۔

انہوں نے کہا، اس لڑکے کا تیرے ہاں کوئی مقام پیدا ہو رہا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ اس کے باپ کو ہم نے قتل کیا تھا اور اس کی جگہ آپ کو اقتدار کا مالک بنایا تھا۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس کو آپ نے ہمارے اوپر حکمران بنا دیا تو یہ ہم لوگوں کو قتل کر دے گا۔ اب دو صورتیں ہیں یا تو ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں یا تم اس کو جلا وطن کر دو اور ہمارے شہروں سے اس کو نکال دو۔ اس نے کہا، ہلاک ہو جاؤ تم لوگوں نے کل اس کے باپ کو مار دیا ہے اور آج اس کو مروا رہے ہو۔ ایسا نہ کرو بلکہ میں اس کو تمہارے شہروں سے نکال دیتا ہوں۔ چنانچہ اس مشورے کے مطابق وہ لوگ اس کو بازار میں لے گئے اور انہوں نے اس کو تاجروں میں سے کسی تاجر کے پاس چھ یا سات سو درہم کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ انہوں نے اس کو کشتی میں پھینک دیا اور وہ اسے لے کر چلا گیا۔

جب شام ہوئی تو موسم خریف کے بادل اٹھے اور بارش شروع ہو گئی۔ نجاشی لڑکے کا وہ چچا جو اقتدار پر قابض تھا بارش میں نہانے چلا گیا۔ اس پر بجلی گری جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی سے اس کے بیٹے کے پاس بھاگے کہ ان کو اقتدار حوالے کریں مگر وہ تو احمق ہی پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی میں کوئی خیر فلاح نہیں تھی۔ لہذا پورے حبشہ میں قلق اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ لہذا اب ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا، اللہ کی قسم تم لوگ چاہتے ہو کہ تمہارا بادشاہ ایسا ہو جس کے بغیر تمہارے معاملے کو کوئی درست نہیں چلا سکتا وہی ہے جو کل سے غائب ہے اگر تم لوگوں کو حبشہ کے معاملے کو درست چلانے کی ضرورت ہے تو فوراً اسی کو واپس لے آؤ۔ اس سے قبل کہ وہ چلا جائے اور ہاتھ سے نکل جائے۔

چنانچہ وہ اس کی طلب میں نکلے۔ انہوں نے اس کو پالیا اور اس کو وہیں لے آئے۔ انہوں نے واپس لا کر اس کے سر پر تاج رکھا اور اس کو اس کے تخت شاہی پر بٹھایا اور اس کو اقتدار حوالے کر دیا۔ مگر اس تاجر نے کہا میرا مال مجھے واپس دیدو جیسے تم نے میرا لڑکا واپس لے لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھے رقم نہیں دیں گے۔ اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اس لڑکے بارے میں بادشاہ سے بات کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے بات کر لو۔ وہ گیا اس نے جا کر کہا، اے بادشاہ میں نے ایک لڑکا ان لوگوں سے خریدا تھا (اب اس کو یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہی ہے)۔ ان لوگوں نے وہ مجھ سے واپس چھین لیا ہے جس کی انہوں نے قیمت وصول کر لی تھی اور میرا مال بھی واپس نہیں کر رہے۔

بس پہلی خبر اس کی طرف سے اور پہلا مضبوط اور مبنی بر انصاف نجاشی کی طرف سے یہی تھا کہ یا تو اس کا مال واپس اس کو کیا جائے ورنہ لڑکا اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے وہ جہاں چاہے اس کو لے جائے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم اس کو مال دے دیتے ہیں، لہذا انہوں نے اس کو مال واپس کر دیا۔ یہی مراد تھی نجاشی کی اور اس بات کی طرف اشارہ کر رہے تھے جب انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ نے جب میرا ملک مجھے واپس دلویا تو اس نے مجھ سے اس پر کوئی رشوت نہیں لی تھی اور میرے بارے میں اس نے لوگوں کی بات بھی نہیں مانی تھی۔ آج میں دین کے معاملے میں کیوں لوگوں کی بات مانوں۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۲-۳۶۳)

(۱) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عمرو بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نجاشی کے بارے میں بات بتایا کرتے تھے۔



نصاریٰ کے بیس آدمیوں کا وفد ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے حضور مکہ میں تھے۔ یہ نصاریٰ کا وفد تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور ﷺ کے بارے میں خبر ظاہر ہو چکی تھی، یہ لوگ حبشہ سے آئے تھے۔ انہوں نے حضور کو اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ سے بات کی اور ان سے سوالات کئے اور قریش کے کچھ لوگ کعبہ کے گرد اپنی مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ادھر وفد والے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کر چکے جو کچھ وہ چاہتے ہوں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ انہوں نے جب تلاوت سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کی بات مان لی اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور حضور کو سچا مان لیا اور حضور ﷺ کے بارے میں ان کتابوں میں جو اوصاف مذکور تھے ان کو انہوں نے پہچان لیا۔

جب وہ آپ کی مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابو جہل اٹھ کر ان کے پاس آ گیا قریش کی ایک جماعت لے کر۔ وہ کہنے لگا تمہیں اللہ رسوا کرے تم کونسا اور کہاں کا وفد ہو۔ تمہارے پیچھے والوں کو جو تمہارے اہل دین ہیں تم لوگوں کو اس لئے بھیجا ہوگا کہ تم اس شخص کی خبر لا کر ان کو دو۔ ہم لوگ تمہارے پاس ان کے بیٹھنے سے مطمئن نہیں تھے۔ وہی ہوا کہ تم لوگ اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے ہو اور تم نے اس کو سچا مان لیا۔ اس میں جو کچھ اس نے تم سے کہا ہے۔ ہم لوگوں نے تم سے بڑا احمق وفد اور احمق قافلہ نہیں دیکھا یا جو کچھ بھی ان سے کہا۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ سلام علیکم، ہم تم سے جاہلانہ باتیں نہیں کرتے، ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔ تم لوگ اپنا اچھا برا خوب سمجھتے ہیں۔

بس کہا گیا ہے کہ یہ گروہ نجران کے نصاریٰ کا تھا۔ واللہ اعلم کہ یہ کون تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت وہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

الذین اتیناھم الكتاب من قبلہ ہم بہ یؤمنون ..... الی قوله لا نبتغی الجاہلین ۔

(سورہ بقرہ: آیت ۵۲-۵۵۔ ابن کثیر ۸۲/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طوسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہلال بن علاء رقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العلاء بن ہلال نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو ہلال بن علاء نے اپنے والد سے، اس نے ابو غالب سے، اس نے ابو امامہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور ﷺ خود ان کی خدمت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ہیں نا آپ کی طرف سے خدمت کرنے والے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے ہمارے اصحاب کا اکرام و عزت کی ہے میں چاہتا ہوں میں خود ان کو اس نیکی کا بدلہ چکاؤں۔

نجاشی کا وفد دربار نبوی ﷺ میں ..... (۴) اور ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہلال بن علاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے طلحہ بن یزید نے اوزاعی سے، اس نے یحییٰ بن ابوکثیر سے اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد آیا۔ حضور خود ان کی خدمت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی طرف سے ان کی خدمت کے لئے کافی ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے حبشہ میں ہمارے اصحاب کی عزت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ میں خود ان کی اس نیکی کا بدلہ دوں۔ اس روایت میں طلحہ بن زید کا اوزاعی سے تفرد ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو ضبیل بن اسحاق نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمرو نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین کے نمائندے عمرو بن العاص حبشہ کی سرزمین میں سے اپنے گھر لوٹ کر آئے تو وہ ان کے پاس نہیں جا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا حالت ہے اس کی کہ وہ ہمارے پاس آیا ہی نہیں ہے۔ معلوم کرنے پر عمرو نے کہا کہ اصْحَمَةُ (یعنی نجاشی) یہ خیال کرتا ہے تمہارا یہ صاحب نبی ہے۔

## نبی کریم ﷺ کے نجاشی کی طرف خط بھیجنے کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العاص محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، ان کو نبی محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی کی طرف۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ خط ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم حبشہ کے سربراہ کی طرف، سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کسا نہیں ہے۔ وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ کسی کو اپنا بیٹا ٹھہرایا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور اسی کا رسول ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف (یعنی اسلام کی طرف)۔ بے شک میں اسی کا رسول ہوں۔ آپ مسلمان ہو جائیں سلامتی میں رہیں گے۔ اے اہل کتاب! آجائے اس کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (کلمہ توحید) کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بھی نہ ٹھہرائیں۔ اور ہمارا بعض بعض کو ارباب نہ بنائے، اللہ کے سوا۔ اگر لوگ اس بات سے پھر جائیں، کہہ دیجئے کہ بے شک ہم مسلمان ہیں۔ (سورۃ آل عمران)

اے نجاشی! اگر آپ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو آپ کی قوم کے انکار کا گناہ بھی آپ کے اوپر ہوگا۔ (متدرک ۶۲۳/۲)

### حضور ﷺ کا خط نجاشی کے پاس

(۲) اور ایک کتاب میں ہے جو مروی ہے اس جز میں جس کی ان سے روایت کرنے کی میرے لئے انہوں نے اجازت دی تھی۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الحسن محمد بن عبد اللہ فقیہ نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن احمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عمرو بن اُمیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ جعفر بن ابوطالب اور ان کے رفقاء کے بارے میں اور ان کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک خط بھی روانہ کیا تھا جس کا مضمون اس طرح تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”محمد رسول اللہ کی طرف سے خط نجاشی اصحم شاہ حبشہ کی طرف، تمہارے اوپر سلام ہو۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں تیری طرف، وہ اللہ جو بادشاہ مطلق ہے، نہایت پاکیزہ ہے، امان دینے والا ہے، حفاظت کرنے والا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہے اور کلمۃ اللہ ہے جس کو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا تھا جو گناہ سے پاک اور انتہائی پاکیزہ تھی اور محفوظ تھی۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیٹ میں لئے حاملہ ہوئی تھی۔ اس کو اللہ نے پیدا کیا تھا اپنی روح سے اور اپنی پھونک سے (یعنی روح پھونکنے سے)۔ جیسے اس نے آدم کو پیدا کیا تھا اپنے ہاتھ سے اور اس میں روح پھونکنے سے۔ میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ وحدہ لا شریک کی طرف اور اس کی رضاعت پر موالات اور دوستی

کرنے کی طرف اور اس پر کہ آپ میری اتباع کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں اور اس کے ساتھ جو میرے پاس آیا ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہاری طرف اپنے چچا زاد جعفر کو روانہ کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہے۔ اور آپ کے لشکر کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے بات پہنچادی ہے اور خیر خواہی کر لی ہے، میری نصیحت مان لو اور سلامتی ہو ان پر جو ہدایت کا پیرو ہو۔“

## نجاشی کا خط رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا تھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”محمد رسول اللہ کی طرف خط ہے نجاشی اصم بن ابجر کی طرف سے۔ تم کو سلام ہو اے اللہ کے نبی اللہ کی طرف سے اور اس کی رحمت نہیں کوئی اللہ سوائے اس کے وہ وہی ذات ہے جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔ مجھے آپ کا خط پہنچا ہے یا رسول اللہ! خصوصاً وہ بات جو آپ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ذکر کی ہے۔ قسم ہے آسمان و زمین کے رب کی۔ عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں تھے جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے۔ ہم نے اس کو سمجھا ہے جو آپ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کے چچا زاد کو اور اس کے ساتھیوں کو ٹھہرا لیا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، سچے ہیں اور تصدیق کرنے والے ہیں۔ تحقیق میں نے آپ کی بیعت کی ہے اور آپ کے چچا زاد سے بھی بیعت کی ہے۔ اور میں نے اس کے ہاتھ پر اللہ واسطے اسلام قبول کر لیا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تحقیق میں نے اے اللہ کے نبی! اریحان بن اصم بن ابجر کو بھیجا ہے۔ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں۔ اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں تو میں آ جاؤں گا اے اللہ کے رسول! بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ حق ہے۔“ (البدلیۃ والنہایۃ ۸۳/۳-۸۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا نام مصحمہ تھا۔ عربی میں اس کا معنی ہے عطیہ ہے۔ باقی نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا نام یا لقب ہوتا تھا، جیسے آپ کہتے ہیں کسری ہرقل، اسی طرح اس روایت میں ہے مصحمہ۔ اور وہ جو ہم نے روایت کی ہے یونس سے اس نے ابن اسحاق سے خط میں اصم زیادہ صحیح ہے۔ بس حدیث جابر بن عبد اللہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اصمہ نجاشی کی۔ (نسائی ۶۹/۴)

## باب ۸۱

### نبی کریم ﷺ کا اپنے بقیہ صحابہ کرام کے ساتھ شعب ابوطالب میں داخل ہو جانا

اور آیات و نشانیوں کا ظہور مشرکین کے صحیفے میں جو انہوں نے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب پر لکھا

جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا ان لوگوں سے

جنہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ سے، ان کو ابن ابی اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن علقمہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، ان کو

ابن شہاب نے زہری سے اور یہ الفاظ حدیث قطان کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین نے مسلمانوں پر سخت ہو گئے جس قدر شدید تھے اس سے زیادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو انتہائی تکلیف پہنچی اور ان پر مصیبت سخت ہو گئی اور مشرکین مکہ متفق ہو گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو علانیہ قتل کر دیں گے۔

جب ابوطالب نے قوم کارویہ دیکھا تو اس نے بنو عبدالمطلب کو جمع کیا اور ان کو اس نے حکم دیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنی حویلی میں (شعب میں) داخل کر لیں اور اس کی حفاظت اور دفاع کریں، ہر اس شخص سے جو اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ لہذا وہ لوگ اس بات پر سب متفق ہو گئے۔ ان میں سے مسلمان بھی اور کافر بھی۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جنہوں نے یہ کام قومی حمیت وغیرت کے پیش نظر کیا، اور بعض وہ تھے جنہوں نے یہ کام ایمان و یقین کی بناء پر کیا۔ جب قریش نے سمجھ لیا کہ قوم نے رسول اللہ کی حفاظت اور مقام دفاع کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں تو اس کے بعد قریش کے مشرکین نے اتفاق کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ نہ تو مجلس کریں گے نہ ہی ان کے ساتھ لیں دین کریں گے، نہ ہی ان کے گھروں میں آنا جانا کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ قتل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حوالے کر دیں۔

چنانچہ انہوں نے اس مکرو تدبیر میں صحیفے لکھے معاہدے اور میثاق لکھے کہ وہ لوگ بنو ہاشم سے کبھی بھی صلح قبول نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ حضور ﷺ کے معاملے میں کسی شفقت کا رویہ اختیار کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو قتل کے لئے ان کے حوالے کر دیں۔ لہذا بنو ہاشم اپنی شعب میں تین سال تک محصور یا نظر بند رہے۔ ان پر ابتلاء اور آزمائش سخت ہو گئی تھی اور مشقت شدید ہو گئی۔ لہذا مشرکین مکہ نے ان محصورین کا بازاروں میں رابطہ منقطع کر دیا، جب کبھی کہیں سے کوئی غلہ وغیرہ کھانے کا سامان آتا تو وہ جلدی سے جا کر خود اس کو خرید لیتے تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا خون بہائیں۔ اور جب یہ لوگ سو جاتے تھے اپنے بستر پر تو ابوطالب رسول اللہ ﷺ کو کہتے تھے کہ وہ ابوطالب کے بستر پر سو جائیں۔ یہاں تک کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے ساتھ مکر کا اور دھوکے کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کو ہی نشانہ بنائے جب لوگ سو جاتے تھے تو وہ کسی ایک بیٹے کو یا بھائی کو یا کسی چچا زاد کو کہتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سو جائے اور حضور سے کہتے اور وہ ان میں سے کسی کے بستر پر سو جاتے۔ اور اس پر نیند کرتے۔

شعب ابی طالب میں تین سال تک رہنا..... جب تین سال پورے ہو گئے تو بنی عبدمناف اور بنو قحصی کے مردوں نے اور ان کے ماسوا قریش کے مردوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور طعنے دیئے کہ بنو ہاشم کی عورتوں نے ان کو جنم دیا تھا۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان لوگوں نے قطع رحم کیا ہے اور حق کا استخفاف کیا ہے لہذا انہوں نے اتفاق کیا اور راتوں رات مشورہ کیا کہ اس عہد کو توڑ دیا جائے جس پر انہوں نے صبح کو عہد کیا تھا۔ اور حضور ﷺ سے اعلان برأت و بیزاری کر لیں۔ چنانچہ اللہ نے دیمک کو حکم دیا وہ ان کے ان صحیفوں کو چاٹ گئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف تدبیریں تھیں اور اس میں جو بھی عہد و پیمان تھا۔

صحیفہ مقاطعہ کو دیمک نے کھا لیا..... کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ کی چھت کے ساتھ معلق تھا۔ اس نے اس میں کوئی بھی اللہ کا نام باقی نہ چھوڑا سب کو رہ چاٹ گئی اور باقی رہ گیا اس میں جو کچھ بھی تھا شرک یا ظلم یا قطع رحمی۔ اللہ نے اپنے رسول کو مطلع فرمایا اس پر جو کچھ دیمک نے ان کے صحیفوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا تذکرہ ابوطالب سے کیا، نہیں! قسم ہے روشن ستاروں کی اس نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا۔ لہذا وہ بنو عبدالمطلب کے گروہ کے ساتھ پیدل چلتا ہوا مسجد میں آیا وہ قریش کا سردار تھا۔ انہوں نے جب ان کو دیکھا کہ وہ ان کی جماعت کا قصد کر کے آرہے ہیں تو انہوں نے اس کو مکر سمجھا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ آزمائش کی شدت سے نکلے ہیں یہ ان سے رسول اللہ ﷺ مانگنے آرہے ہیں۔ ابوطالب نے بات کی اور کہا کہ تمہارے درمیان کئی امور پیدا ہو گئے ہیں جن کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ لہذا تم اپنا صحیفہ اور تحریر لے آؤ جس پر تم نے معاہدہ کیا تھا، شاید کہ اس کے مطابق ہمارے اور تمہارے درمیان صلح ہو سکے۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی تھی اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ لوگ صحیفے میں دیکھ نہ لیں ان کے آنے سے پہلے۔

چنانچہ وہ لوگ اترتے ہوئے صحیفہ لے کر آئے، ان کو یقین تھا کہ اس کے مطابق تو رسول اللہ ﷺ ہمارے حوالے کر دیئے جائیں گے، انہوں نے لا کر محفل میں رکھا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ابھی اس کا وقت آچکا ہے کہ تم لوگ ہماری بات مان لو گے اور ایسے امر کی طرف تم لوگ رجوع کر لو گے

جو تمہاری قوم کو جمع کرے گا اور یوں تمہاری قوم متفق ہو جائے گی کیونکہ تمہارے اور ہمارے درمیان محض ایک ہی آدمی قطع تعلق کا سبب بنا ہوا تھا۔ تم لوگوں نے اس کو اپنی قوم اور کنبے کی ہلاکت اور فساد کا خطر بنایا ہوا ہے۔

ابوطالب نے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ میں تمہیں ایسا مردوں جس میں تمہارے لئے انصاف ہے۔ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اس نے میرے لئے کوئی جھوٹ فراڈ نہیں کیا۔ وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل بری ہے اس صحیفے سے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ نے اس میں سے اپنا ہر نام مٹا دیا ہے اور باقی تمہارے عذر کو تمہاری قطع کو جو تم نے ہمارے ساتھ کی ہے اور تمہارے ہمارے اوپر زبردستی اور ظلم کے ساتھ تسلط ہونے کے لئے باقی چھوڑا ہے اگر بات اس طرح ہے جس طرح بتایا ہے ہمارے بھتیجے نے تو سنو ہوش ٹھکانے رکھو، ہم اس کو کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمارا آخری بندہ بھی کام میں آجائے۔ اور وہ بات باطل ہے جو اس نے کہی ہے تو پھر ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے پھر تمہاری مرضی ہوگی کہ تم اس کو قتل کرو یا زندہ رہنے دو۔

آپ علیہ السلام کی خبر سچی ثابت ہوئی ..... انہوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں اس پر جو کہتے ہو۔ لہذا انہوں نے صحیفہ کھولا، کیا دیکھتے ہیں کہ صادق مصدوق نے جو خبر دی تھی وہی بات ہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ معاملہ وہی ہے جو ابوطالب نے کہا ہے۔ بولے اللہ کی قسم یہ تمہارے اس بندے کی طرف سے جادو ہے۔ لہذا وہ اپنے منہ کی کھا گئے اور پہلے سے زیادہ عداوت پر لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے اور مسلمانوں کے خلاف۔ لہذا وہ اسی پر پکے ہو گئے جس پر انہوں نے معاہدہ کیا تھا اور یہ عبدالمطلب کے بیٹوں کی جماعت بے شک کذب اور سحر کے ساتھ زیادہ اولیٰ تو وہی لوگ ہیں اگر تمہارا وہ صحیفہ جس پر تم نے اتفاق کیا تھا جو ہمارے ساتھ قطع تعلق پر مبنی تھا اگر وہ جت اور سحر کی طرف قریب نہ ہوتا ہمارے معاملے میں۔ اور اگر تم لوگ سحر پر اتفاق نہ کئے ہوئے ہوتے تو تمہارا صحیفہ خراب نہ ہو جاتا، حالانکہ یہ تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہوئے اللہ نے اس میں وہ مٹا دیا ہے جو تم نے لکھے اور جو کچھ مٹی برانصاف نہیں تھا اسے باقی رہنے دیا ہے۔ اس سے کیا ثابت ہو رہا ہے کہ جادوگر تم لوگ ہو یا ہم ہیں؟

چنانچہ اس وقت اس گروہ نے جو بنو عبدمناف اور بنو قصی میں سے تھا اور کچھ لوگ قریش میں سے کہ ان کو ان کی عورتوں نے جنم دیا ہے بنو ہاشم سے۔ ان میں سے ایک ابوالختر ہی ہے اور مطعم بن عدی اور زبیر بن ابوامیہ بن مغیرہ اور زمعہ بن اسود اور ہشام بن عمرو۔ اور یہ صحیفہ اس کے پاس تھا اور وہ بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔ ان مردوں میں سے جو کہ ان کے اشراف میں سے تھے۔ اور عزت داروں میں سے (ان سب نے کہا کہ) ہم اس سے لاتعلق ہیں اور بری ہیں جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ لہذا ابوجہل نے کہا یہ ایک ایسا امر ہے جس کا فیصلہ رات کے اندھیرے میں ہوا ہے۔

ابوطالب نے ان کے صحیفے کے بارے میں شعر کہے اور اس جماعت کی مدح و تعریف کی جنہوں نے اس صحیفے سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کیا تھا۔ اور جنہوں نے اس معاہدے کو توڑ دیا تھا جو کچھ اس میں تھا۔ اور ان اشعار میں اس نے نجاشی کی تعریف بھی کی۔

موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں۔ اس طرح ذکر کیا ہے اس قصے کو ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے ابو جعفر بغدادی سے، اس نے محمد بن عمرو بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعاص محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ جب رسول اللہ ﷺ اس پر پکے ہو گئے جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے تھے تو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ان کے دفاع کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ وہ حضور ﷺ کے خلاف تھے اور اس کے مطابق تھے جس نظر سے پر آپ کی قوم تھی۔ مگر انہوں نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ وہ یوں ذلیل سمجھے جائیں کہ انہوں نے اپنے بھائی (محمد) کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اس کو چھوڑ گئے ہیں ان کی قوم میں سے۔ جب بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے یہ کیا تو قریش سمجھ گئے کہ محمد کی طرف دست درازی کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے ان سب کے ہوتے ہوئے۔ تو پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا

کہ وہ اپنے اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے درمیان ایک معاہدہ کریں کہ ہم نہ ان لوگوں سے رشتہ لیں گے نہ ان کو رشتہ دیں گے، نہ ہی ان کو کوئی چیز فروخت کریں گے، نہ ہی ان سے کوئی چیز خریدیں گے۔ لہذا یوں ترک تعلقات کا انہوں نے صحیفہ لکھ لیا اور اس کو انہوں نے کعبے میں لٹکا دیا۔ پھر انہوں نے ہر اس شخص پر تعدی کرنا شروع کر دیا جو مسلمان ہوتا۔ لہذا وہ لوگ ان کو باندھ دیتے اور ان کو ایذا پہنچاتے۔ لہذا مسلمانوں کی آزمائش سخت ہو گئی اور فتنہ عظیم ہو گیا اور مسلمان سخت جھنجھوڑے گئے۔

اس کے بعد راوی نے اس قصے کو اس کے طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کے شعب ابوطالب میں محصور ہونے کی بابت۔ اور اس کو بھی اور اس کو بھی جو ان کو سخت مشقت پہنچی اس قدر کہ وہ لوگ اپنے بچوں کی آوازیں سننے کے لئے جو شعب ابن طالب کے باہر ہوتے تھے بلبللا رہے تھے۔ بھوک کی وجہ سے یہاں تک کہ عام قریش نے اس کو ناپسند کیا جو تکلیف ان کو پہنچ رہی تھی اور انہوں نے اس ظالمانہ صحیفے کو بھی ناپسند کیا۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے اللہ عزوجل نے اپنی رحمت کے ساتھ قریش کے صحیفے پر دیمک کو مسلط کیا، اس نے اللہ کا کوئی بھی نام باقی نہ چھوڑا مگر اس کو وہ کھا گئی۔ باقی رہ گیا اس کے اندر قطع تعلق، بہتان اللہ نے اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی جو کچھ ان کے درمیان صحیفے کے عہد کو توڑنے کی بابت ہوا۔ اس کے مطابق جو کچھ تم نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ مکمل۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قریش کے مکرو فریب پر مبنی صحیفے کو خراب کر دیا تو نبی کریم ﷺ شعب ابوطالب سے باہر آ گئے۔ اور گروہ بھی۔ چنانچہ انہوں نے باہر معاشرے میں رہنا شروع کیا اور لوگوں سے ملنے جلنے لگے۔ (ابن ہشام ۱/۳۷۱)

## باب ۸۲

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ آپ اسی پر توجہ رکھئے جس کا آپ کو حکم ملا ہے اور مشرکین سے بے توجہی کر لیجئے ہم آپ کے لئے کافی ہیں استہزا اور مذاق کرنے والوں کے خلاف جو اللہ کے ساتھ دوسرا الہ ٹھہراتے ہیں عنقریب وہ جان لیں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن حمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عمر بن عبد اللہ بن رزین نے، ان کو سفیان نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

انا کفیناک المستہزئین

فرمایا کہ استہزا کرنے والے مندرجہ ذیل تھے :

- |                       |                                 |
|-----------------------|---------------------------------|
| ۱۔ ولید بن مغیرہ      | ۲۔ اسود بن عبد یغوث زہری        |
| ۳۔ اسود بن المطلب     | ۴۔ ابوزمعه بنو اسد بن عبد العزی |
| ۵۔ حارث بن عنطلہ سہمی | ۶۔ عاص بن وائل                  |

چنانچہ حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے سامنے مذکورہ لوگوں کی شکایت کی تھی۔

## حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے والوں کا دنیا میں بدترین انجام

جبرائیل علیہ السلام کو ولید ابو عمرو بن مغیرہ کی صورت دکھائی دی اور انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ فرمایا کہ میں نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کو اسود بن عبدالمطلب دکھایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اسود بن عبد یغوث زہری دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو حارث بن عنظلہ سہمی دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ فرمایا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں یا اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا)۔ پھر حضور ﷺ کے پاس عاص بن وائل گزرے۔ جبرائیل علیہ السلام نے ان کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔

## دشمنان رسول کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لئے انتہائی معمول اور سادہ سے اسباب کا استعمال

(۱) ولید بن مغیرہ کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ بنو خزاعہ کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے شمشیر کے بھالے کو پڑ لگا رہا تھا۔ وہ اپنے تیر سے نکل کر اس کی ہاتھ پاؤں کی موٹی رگ پر لگا اور اسے کاٹ دیا خون بہہ پڑا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

(۲) اسود بن المطلب کے ساتھ کیا ہوا؟ کہ وہ اندھا ہو گیا۔ اس کو بھی اسی طرح کچھ لگ گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کیکر (بول) کے درخت کے نیچے گیا۔ اچانک چلانے لگا، اے میرے بیٹو! مجھے اس شخص سے بچاؤ میں قتل کیا جا رہا ہوں۔ انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے ہمیں تو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ اور وہ یہی کہتا رہا کہ کیا تم لوگ اس کو مجھ سے ہٹاتے نہیں۔ میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ یہ دیکھیں یہ رہا میری آنکھ میں کانٹا چھبا رہا ہے۔ وہ (بیٹے) کہتے رہے ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ وہ برابر یہی کہتا رہا یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

(۳) اسود بن عبد یغوث کے ساتھ کیا ہوا؟ اس کے سر میں ایک زخم ہوا، وہ اسی سے مر گیا۔

(۴) حارث بن عنظلہ کا کیا انجام ہوا؟ اس کے پیٹ میں پیلا پانی پیدا ہو گیا جو کہ اس کے منہ سے نکلتا رہتا تھا۔ وہ اسی میں مر گیا۔

(۵) عاص بن وائل کا کیا ہوا؟ ایک دن تھوہر اس کے سر میں چلا گیا جس سے وہ سوچ گیا اس سے وہ مر گیا۔ اس کے علاوہ دیگر راویوں نے حدیث میں بتایا کہ وہ طائف کی طرف سوار ہو کر روانہ ہوا، گدھے کی سواری تھی۔ اس نے اس کو وہاں جا کر ایک تھوہر کے ساتھ باندھا، اس کا کانٹا اس کے پیر کی ہتھیلی میں چبھ گیا۔ بس وہی اس کی موت کا سبب بن گیا۔

باب ۸۳

## حضور ﷺ کا قریش کے ان لوگوں کو بدعائدینا

جنہوں نے آپ کی نافرمانی کی تھی اور دعا کا قبول ہونا اور اس میں نشانیوں کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی ابن دحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابو عزرہ نے، ان کو جعفر بن عون نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن علی بن محمد فقیہ اور ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن عبد الوہاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی جعفر بن عون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمش نے

مسلم بن صبیح سے، اس نے مسروق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں حدیث بیان کر رہا تھا۔ اچانک اس نے کہا، اس بارے میں جو کہتا ہے :  
یوم تأتی السماء بدخان مبین - (سورۃ دخان : آیت ۱۰) جس دن آسمان واضح دھواں لے آئے گا۔

اس نے کہا کہ اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے دن ہوگا اور وہ منافقوں کے کانوں کو اور آنکھوں کو پکڑ لے گا اور مؤمنوں کو اس سے زکام کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ ہم نے ان کو اس بات کی خبر دی۔ وہ اس وقت سہارے لگائے ہوئے تھے۔ وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کہنے لگے۔

”اے لوگو! جو شخص تم میں سے علم رکھتا ہے وہ تو اپنے علم کے مطابق بات کیا کرے اور جو کسی بھی بات کا علم نہیں رکھتا، اس کو چاہئے کہ وہ یوں کہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بے شک یہ بات علم میں سے ہے کہ جاننے والا جس بات کو نہیں جانتا اس کے بارے میں یہ کہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے :

قل ما أسالکم علیہ من اجر و ما انا من المتکلفین - (سورۃ ص : آیت ۸۶)

اے پیغمبر! فرما دیجئے میں اس (علم دینے، دین سکھانے پر) تم لوگوں سے کچھ نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

قریش پر قحط سالی کا عذاب مسلط ہوا ..... (یہ تو گویا تمہیدی باتیں فرما رہے تھے) اس کے بعد فرمایا :

”میں ابھی تم لوگوں کو دخان یاد دھوئیں کے بارے میں بتاتا ہوں (اس کا پس منظر کچھ اس طرح ہے)۔ کہ جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور اسلام لانے سے پیچھے ہٹ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! ان کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ قحط کے سات سالوں کے ساتھ، جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے پر سات سال قحط پڑا تھا۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس بددعا کے نتیجے میں ان لوگوں کو قحط سالی پہنچی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی وجہ سے دھوئیں کی کیفیت دیکھتا تھا۔ (فتح الباری ۵۷۳/۸ - البدایہ والنہایہ ۱۰۷/۳)

محمد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ لہذا یہ کیفیت ان سے دور کر دی گئی۔ احمد بن حازم نے کہا کہ اس کے بعد عبداللہ نے یہ آیت پڑھی :

انا کاشفوا العذاب قليلا انکم عائدون - (سورۃ دخان : آیت ۱۵)

بے شک ہم عذاب کو کھول دینے والے ہیں۔ بے شک تم لوٹ کر آنے والے ہو۔

کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے دوبارہ کفر کیا۔ لہذا یوم بدر تک مہلت دی گئی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ یہ بات اگر قیامت کے دن کی ہوتی تو یہ کیفیت ان سے نہ کھولی جاتی۔

یوم نبطش البطشة الكبرى انا منتقمون - (سورۃ دخان : آیت ۱۶)

فرمایا کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔ یہ الفاظ حدیث احمد بن حازم کے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو بکر عمرو بن عبداللہ ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمران بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن ابوشیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اعمش سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں جامع مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کا قول ذکر کیا اور یہ کہ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہوں نے ذکر کیا عبداللہ کا قول حدیث جعفر بن عون کے مفہوم میں۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا، کہ

ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون - (سورۃ دخان : آیت ۱۲) ترجمہ: اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹالے ہم ایمان لاتے ہیں۔



کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ ہم ان لوگوں سے عذاب ہٹادیں تو یہ دوبارہ کفر کریں گے۔ فرمایا کہ اللہ نے ان سے عذاب ہٹالیا۔ لہذا لوگوں نے دوبارہ کفر کرنا شروع کر دیا تھا۔ لہذا اللہ نے ان سے بدروا لے دن انتقام لے لیا۔ یہی چیز مذکور ہے اس آیت میں۔

یوم تأتي السماء بدخان مبين تا يوم نبطش البطشة الكبرى انا منتقمون - (سورة دخان : آیت ۲ و ما بعدھا)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے وکیع سے اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے اشج سے اس نے وکیع سے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۵/۸۔ مسلم۔ کتاب صفات المنافقین ص ۴/۲۱۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبید بن عتبہ نے، ان کو علی بن ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسباط بن نصر نے منصور سے، اس نے ابو الضحیٰ سے اس نے مسروق سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں سے دین اسلام کو قبول کرنے سے پیچھے ہٹنا دیکھ لیا تو آپ نے بد دعا فرمائی تھی۔

اللهم سبع بسبع يوسف

اے اللہ ان پر یوسف علیہ السلام کے دور کے سات قحط والے سات سالوں کی طرح سات سال قحط مسلط فرما۔

چنانچہ ان کو قحط سالی نے پکڑ لیا۔ اس قدر شدید قحط پڑا کہ لوگوں نے مرے ہوئے جانوروں تک کو کھایا اور چمڑے کھائے اور ہڈیاں کھائیں۔ لہذا حضور ﷺ کے پاس ابوسفیان آئے اور مکے کے دیگر لوگ بھی اور آ کر کہنے لگے، اے محمد! تم یہ گمان کرتے ہو یا دعویٰ کرتے ہو کہ آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہو، حالانکہ آپ کی قوم والے ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ ان کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہذا وہ لوگ بارش سے سیراب کئے گئے اور وہ بارش مسلسل سات دن رات ان پر برستی رہی۔ اس قدر برسی کہ لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کرنا شروع کر دی۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔ لہذا حضور ﷺ کے اوپر سے بادل ہٹ گیا (یعنی مدینہ کے اوپر سے اور دُور دراز کے لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق گزر چکی ہے۔ آیت دخان یعنی دھوئیں والی اس سے مراد وہی قحط سالی بھوک ہے جو مکہ والوں کو پہنچی تھی اور اس آیت سے بھی وہی مراد ہے۔

انا كاشفوا العذاب قليلا انكم عائدون

لیکر اور آیت لزام اور آیت روم اور بطشة کبریٰ اور انشقاق قمر، یہ سب کچھ یوم بدر میں ہوا یعنی ان کی مراد ہے (واللہ اعلم) کہ بڑی پکڑ (بطشة الکبریٰ) اور دھواں (الدخان) اور آیت لزام (فسوف یكون لزاماً) یہ سب کچھ بدر میں ہوا۔ اور امام بخاری نے اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

## پانچ بڑے واقعات

(۴) ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، اس نے ہمیں خبر دی یعنی بن عبید سے، اس نے کہا ہمیں اعمش نے حدیث بیان کی مسلم سے، اس نے مسروق سے، اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں۔

(۱) لزام (۲) روم (۳) دخان (۴) بطشة الکبریٰ اور (۵) شق القمر۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۲۵۔ فتح الباری ۵/۸۔ ترمذی ۳۷۹/۵۔ مسند احمد ۱۲۸/۵)

اور اس سے مراد ہے کہ یہ نشانیاں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں وجود میں آچکی ہیں جیسے حضور ﷺ نے ان کے بارے میں ان کے وجود سے پہلے خبر دی تھی۔

فائدہ : لزام سے مراد سورۃ فرقان کی آیت فسوف یكون لزاماً یعنی عنقریب لڑائی اور جہاد ہے۔ روم سے مراد سورۃ روم کی ابتدائی آیت والی پیشین گوئی غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون ہے۔ دخان سے مراد دیگر روایت کے مطابق وہ دخان ہے جو قیام قیامت سے پہلے ہوگا۔ وہ کفار و منافقین کے کانوں میں داخل ہوگا۔ جس سے وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے جلی بھنی ہوئی سری اور اہل ایمان پر اس سے صرف زکام کی کیفیت طاری ہوگی۔ اور بطشہ سے مراد وہ مراد ہے جس کا ذکر آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ میں ہے اور شق القمر سے مراد وہی ہے جو اقتربت الساعة وانشق القمر میں مذکور ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن احمد محبوبی نے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن سیار نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، ان کو ابو الضحیٰ نے مسروق سے، اس نے عبد اللہ سے۔

ولندیقنہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر  
اور البتہ ہم ان کو ضرور چکھائیں گے چھوٹا عذاب بڑے عذاب سے پہلے۔

فرمایا کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد بن اسحاق صفار نے، ان کو احمد بن نصر نے، ان کو عمرو بن طلحہ نے، ان کو اسباط بن نصر نے سدی سے، سب نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

ویقولون متیٰ هذا الفتح ان کنتم صدیقین۔ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانہم ولا ہم ینظرون۔  
کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو۔ فرمادے تجھے فتح کا دن وہ ہے جس دن کافروں کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور نہ ہی ان کو مہلت ملے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یوم بدر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فتح ہوئی تھی۔ جو کافر ہوئے سموت کے بعد ان کو ان کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر کامل بن احمد مستملی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین بلخی نے جو ہمارے پاس ہرات میں آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی نجار نے صنعاء میں، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے ایوب سختیانی سے، وہ عکرمہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہتے ہیں کہ ابو سفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ بھوک کے بارے میں شکایت کر رہے تھے۔ وہ کھانے کے لئے کچھ نہیں پا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خون میں لتھڑی ہوئی اُون کھا جاتے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا الربہم وما یتضرعون۔ (سورۃ مؤمنون : آیت ۲۶)

البتہ ہم نے ان کو پکڑ لیا ہے مصیبت میں مگر وہ نہیں دے اپنے رب کے آگے اور عاجزی بھی نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یہاں تک کہ اللہ نے ان سے وہ عذاب کھول دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس سیار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حاتم نے، ان کو علی بن حسن بن سفیان نے ان کو حسین بن واقد نے، ان کو یزید نخوی نے، یہ کہ عکرمہ نے اس کو حدیث بیان کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور رشتہ داری کی قسم دیتا ہوں۔ ہم نے بھوک سے علہز کھایا ہے یعنی اُون اور خون۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا الربہم وما یتضرعون۔ (سورۃ مؤمنون : آیت ۶۷)

اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابو سفیان کے قصے میں وہ جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد ہوا۔ اور شاید کہ وہ ہو دو بار۔ واللہ اعلم

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰۷-۱۰۸)

## سورہ روم کی آیت اور اس کے بارے میں آیت کا ظہور قریب تر زمین میں

الْمَ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ - (سورہ روم: آیت ۱-۴)

”اہل روم قریب کی زمین پر مغلوب ہو گئے ہیں مگر عنقریب وہ مغلوب ہونے کے باوجود دوبارہ غالب آجائیں گے۔“

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فضل بجلی نے، ان کو معاویہ بن عمرو ازدی نے، ان کو ابواسحاق فزاری نے، ان کو سفیان ثوری نے حبیب بن ابو عمر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ اہل روم فارس پر غالب ہو جائیں کیونکہ رومی اہل کتاب تھے۔ اور مشرکین یہ پسند کرتے تھے کہ اہل فارس اہل روم پر غالب ہو جائیں کیونکہ وہ بتوں کے پجاری تھے (مشرک تھے)۔ یہ بات مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عنقریب بہت جلدی وہ دوبارہ غالب آجائیں گے۔ لہذا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات مشرکین سے ذکر کی۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کر لیں اگر وہ غالب آگئے تو ہم آپ کو اتنی اتنی دیں گے۔ اور ہم غالب آگئے تو آپ ہمیں اتنا اتنا دینا۔ چنانچہ ان کے درمیان پانچ کی مدت ذکر ہو گئی مگر رومی غالب نہ ہوئے۔ یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اور کہا کہ آپ نے پانچ سال نہیں کہا تھا؟ میں خیال کرتا ہوں کہ کہا تھا کہ دس سے کچھ کم سال۔ کہتے ہیں کہ لہذا رومی غالب ہو گئے اس کے بعد۔

اسی تفصیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الْمَ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سَنِينَ  
کہ رومی مغلوب ہو گئے ہیں قریب کی سرزمین پر حالانکہ وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سالوں میں غالب آجائیں گے۔

مراد ہے کہ رومی جو مغلوب ہوئے ہیں تو کچھ مدت کے بعد وہ پھر سے غالب آئیں گے۔

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ بَعْدِ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ

”سارا معاملہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ پہلے بھی اور بعد بھی اور اس دن مؤمنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔“

سفیان نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ بدر والے دن غالب ہو گئے تھے۔ (ترمذی ص ۳۱۹۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابواسحاق نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور مذکورہ مفہوم کے ساتھ اس نے اس کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ سعید نے کہا ہے۔ البضع مادون العشرة، کہ بضع دس سے کم ہوتے ہیں۔

رومیوں کے غلبہ سے مسلمان خوش ہوئے ..... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے ان کو اور قاء نے، ابن ابونجیح سے اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں اَلْمَ غَلِبَتْ الرُّومَ، کہا کہ (اللہ نے) فارس کے روم پر غلبہ کا ذکر کیا ہے۔ اور روم کے فارس پر غلبے بدلنے کا۔ اور مؤمن اہل کتاب کے ساتھ اللہ کی مدد آنے پر اہل اوثان کے خلاف پر خوش ہو گئے ہیں۔ مجاہد نے کہا ہے بَضْعُ کے لفظ کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہوتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد بن محمد بن حسن عوفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے میرے دادا عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں اَلْمَ غَلِبَتْ الرُّومَ۔ کہا کہ گذر چکا یہ معاملہ تھا اہل فارس اور روم میں۔ اہل فارس ان پر غالب آ گئے بعد میں رومی ان پر غالب آ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین عرب بھی باہم ٹکرائے اور روم اور فارس بھی باہم ٹکرائے۔ لہذا اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور ان کی جو ان کے ساتھ مسلمان تھے مشرکین کے مقابلے میں مدد کی اور اہل کتاب کی نصرت فرمائی اہل مشرکین کے خلاف۔ لہذا مسلمان اللہ کی طرف سے ان کی مدد کئے جانے پر خوش ہوئے اور اہل کتاب کی نصرت ہو عجم کے خلاف۔

عطیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر مشرکین عرب کے ساتھ ٹکرائے تھے اور روم و فارس بھی باہم ٹکرائے تھے۔ لہذا اللہ نے مشرکین عرب کے خلاف ہماری مدد فرمائی تھی۔ اور ادھر اللہ نے مجوسیوں کے مقابلے میں اہل کتاب کی نصرت فرمائی تھی لہذا ہم لوگ خوش ہو گئے تھے۔ مشرکین کے مقابلے میں اللہ کی ہمارے مدد کرنے پر اور مجوس کے خلاف اہل کتاب کی نصرت پر بھی ہمیں خوشی ہوئی۔ اسی لئے یہ آیت نازل ہوئی :

و یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو صالح اور ابن بکیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں سے آئے دن جھگڑا کرتے رہتے تھے جب وہ مکہ میں تھے۔ وہ کہتے تھے کہ رومی اہل کتاب ہیں حالانکہ ان پر فارسی غالب آ گئے ہیں۔ اور تم مسلمان یہ کہتے ہو کہ تم بھی غالب آ جاؤ گے اس کتاب کی برکت کے ساتھ جو تمہارے نبی پر اتاری گئی ہے۔ لہذا ہم مشرکین بھی تم لوگوں پر ایسے غالب آ جائیں گے جیسے فارس روم پر۔ اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری :

اَلْمَ غَلِبَتْ الرُّومُ فِیْ اٰذْنِی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بَضْعِ سَنَیْنٍ

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جب یہ دو آیات نازل ہوئیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکین کے ساتھ شرط لگالی کہ بٹنی یہ واقعہ ضار اور جوئے کی حرمت سے قبل کا ہے۔ کہ اگر فارس ساتھ ساتھ میں مغلوب نہ ہوئے (تو یہ شرط ہوگی)۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کہا۔ بہر حال ہر وہ شے جو دس سے کم ہو وہ بَضْعُ میں داخل ہے اور ظہور فارس روم کے خلاف نو سال میں تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں پر حدیبیہ کے زمانے میں غلبہ دیا لہذا مسلمان اہل کتاب کے غلبہ پر خوش ہو گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو یزید بن سعید سے، اس نے قتادہ سے کہ اَلْمَ غَلِبَتْ الرُّومُ فِیْ اَدْنِی الْاَرْضِ۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ان پر اہل فارس غالب آ گئے تھے شام کے قریب کی سرزمین پر۔

وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین۔ الایۃ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآنی بشارت کے متعلق شرط رکھی ..... قتادہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا مانا اور انہوں نے جان لیا کہ رومی عنقریب غالب آجائیں گے اہل فارس پر۔ اور مشرکوں اور مسلمانوں نے پانچ پانچ اونسٹیوں کی شرطیں لگانی شروع کیں اور ان کے درمیان پانچ سال کی مدت طے ہو گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے شرط پوری کرنے کے لئے اور اس کی ادائیگی بھرنے کے لئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے تھے اور مشرکوں کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری ابی بن خلف نے لی تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب جوئے میں شرط لگانے پر اسلام اور قرآن میں مخالفت نہیں آئی تھی۔ مگر اس مدت میں اہل روم اہل فارس پر غالب نہ آئے لہذا مشرکین نے اپنی شرط اور جوئے کی رقم مانگ لی۔ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ابھی کسی چیز کے حقدار نہیں ہیں کہ وہ دس سے کم کوئی مدت مقرر کر لیں کیونکہ بعض بضع تین سے دس تک ہوتا ہے۔ لہذا ہا ہم مشورے سے انہوں نے مدت میں زیادتی کر لی اور مدت کو لمبا کر لیا۔ جب انہوں نے ایسا کر لیا تو اللہ نے رومیوں کو فارس پر غلبہ دے دیا۔ سات سال پورے ہونے کے بعد یہ واقعہ اس وقت ہوا جب مسلمان حدیبیہ سے واپس لوٹ رہے تھے۔ لہذا مسلمان خوش ہو گئے تھے کیونکہ اہل کتاب مجوسیوں پر غالب آ گئے تھے۔ یہ واقعہ ایسا تھا کہ اس سے اللہ نے اسلام کو قوی اور مضبوط کر دیا تھا۔ یہی ارشاد ہے اس آیت میں :

و یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ - (تفسیر قرطبی ۵/۱۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو صفوان بن صالح نے اور ابوتقی ہشام بن عبد الملک نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے، ان کو اسید الکلابی نے کہ اس نے سنا علاء بن زبیر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فارس کا غلبہ روم پر دیکھا تھا اس کے بعد میں نے روم کا فارس پر غلبہ بھی دیکھا۔ اس کے بعد میں نے فارس اور روم دونوں پر مسلمانوں کا غلبہ بھی دیکھا اور مسلمانوں کا غلبہ شام پر اور عراق پر دیکھا۔ یہ تینوں انقلاب صرف پندرہ سال میں وقوع پذیر ہوئے۔ اللہ کی نگہبانی سے۔

## باب ۸۵

### نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سات افراد قریش کے خلاف بددعا کرنا

اس کے بعد ابولہب کے بیٹے پر بددعا کرنا اور اس بارے میں نشانیوں کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن کامل قاضی نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عمرو بن میمون نے، ان کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف منہ کیا تھا اور قریش کے سات افراد کے خلاف بددعا کی تھی۔

(۱) ابو جہل - (۲) اُمیہ بن خلف - (۳) عتبہ بن ربیعہ - (۴) شیبہ بن ربیعہ - (۵) عقبہ بن ابو معیط -

عبد اللہ نے کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں البتہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا کہ وہ بدر کے میدان میں گر پڑے تھے شدید گرمی کے دن دھوپ میں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۶۰۔ فتح الباری ۷/۲۹۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الولید نے، ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے، ان کو محمد بن یحییٰ حرانی نے، ان کو حسن بن محمد بن اعین نے، ان کو زہیر نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مسلمہ بن شیبہ سے۔ اس نے حسن بن محمد بن اعین سے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمام نے، ان کو عباس بن فضل ازرق نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابونوفل بن ابو عقرب نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لہب بن ابولہب حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضور ﷺ کے خلاف بددعا کیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی، اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ، ”اے اللہ اس پر اپنا کتا مسلط فرما“۔ اور ابولہب شام کی طرف سامان تجارت لے جاتا تھا اور اپنے بیٹے کو غلاموں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے بارے میں ہر وقت خوف طاری رہتا ہے محمد کی بددعا کا۔ وہ لوگ اس کی حفاظت کرتے تھے، کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ کسی منزل پر اترتے تھے تو وہ لوگ ابولہب کے بیٹے کو دیوار کے ساتھ ملا دیتے تھے اور اس کے اوپر کپڑے اور سامان ڈال دیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک زمانے تک ایسے ہی کرتے رہے مگر (جب موت آئی) تو ایک درندہ آیا اس نے اس کو چیر پھاڑ دیا۔

یہ خبر ابولہب کو پہنچی تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو کہا نہ تھا کہ مجھے اس کے بارے میں محمد کی بددعا سے ڈر رہتا ہے۔ اسی طرح کہا ہے عباس بن فضل نے، مگر وہ روایت قوی نہیں۔ لہب بن ابولہب مذکور ہے مگر اہل معازی کہتے ہیں کہ عتبہ بن ابولہب تھا اور بعض نے کہا عتبہ تھا۔

ابولہب نے بنات رسول کو طلاق دلا دی ..... (۴) اس میں جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، انہوں نے ہمیں پڑھ کر سنائی یعنی اُم کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ نے جو جاہلیت کے دور میں (اسلام سے قبل) عتبہ بن ابولہب کے عقد میں تھیں اور دوسری بہن رقیہ بنت رسول ﷺ عتبہ بن ابولہب کے عقد میں تھیں۔ جب اللہ نے سورۃ تبت یسا ابی لہب اتاری تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتبہ سے کہا کہ میرا سر اور تم دونوں کے سر حرام ہیں (یعنی میری اور تمہاری پیدائش حرام کی ہے) اگر تم نے محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ لہذا ان دونوں نے حضور ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی۔

شیر نے ابولہب کے بیٹے کا گلا کاٹ دیا ..... اُم کلثوم بنت حرب بن اُمیہ جو کہ لکڑیاں اٹھانے والی (یعنی حمالة الحطب) تھی اس نے یہی کہا اپنے بیٹے سے کہ طلاق دے رقیہ کو یہ صابی ہو چکی ہے (آبائی دین سے پھر چکی ہے) چنانچہ اس نے طلاق دے دی تھی۔ اور عتبہ نے اُم کلثوم کو طلاق دے دی تھی اور عتبہ نے حضور ﷺ کے پاس آکر ان پر حملہ کر دیا تھا اور حضور ﷺ کی قمیص پھاڑ دی تھی۔ جب اس نے اُم کلثوم کو فارغ کر دیا تھا اور کہنے لگا کہ میں نے تیرے دین کا انکار کر دیا ہے اور تیری بیٹی کو طلاق دے دی ہے۔ آپ ﷺ مجھے پسند نہیں کرتے میں بھی آپ کو پسند نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے دل برداشتہ ہو کر اس کے لئے بددعا فرمائی تھی۔

”بہر حال اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس پر کوئی اپنا کتا مسلط فرما“۔ (چنانچہ اس کا انجام بدیوں ہوا کہ)

قریش کی جماعت تجارتی سفر کے لئے شام کے ملک کی طرف روانہ ہو گئی شام کے قریب انہوں نے پڑاؤ کیا، اس مقام کو زرقاء کہتے تھے۔ رات کا وقت تھا اس وقت ایک شیر ان پر گھوم گیا۔ عتبہ کہنے لگا اے میری ماں کی ہلاکت اللہ کی قسم یہ شیر مجھے کھا جائے گا جیسے محمد نے مجھ پر بددعا کی تھی ابن ابوکبشہ (محمد ﷺ) نے مجھے مکہ میں بیٹھ کر قتل کروا دیا ہے حالانکہ میں شام میں ہوں۔ اتنے میں شیر سب لوگوں کو چھوڑ کر صرف اسی پر غرایا اور دھاڑ ماری اور اس کے سر کو منہ میں دبا کر جھنجھوڑ کر اس کا گلا کاٹ دیا۔

ابو عبد اللہ نے کہا سب کچھ کے بارے میں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ثقفی نے احمد بن مقدم سے، اس نے زہیر بن علاء عبدی سے، اس نے ابو عروبہ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے زہیر سے، ان کو حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے کہ جب شیر اس رات کو ان پر گھوم کر چلا گیا تو یہ لوگ سو گئے اور ان لوگوں نے عتبہ کو درمیان میں کر دیا تھا۔ شیر جب آیا تو اس نے ان سب کے اوپر سے چھلانگ لگا کر سیدھا جا کر عتبہ کا سر پکڑا اور اس کو پھاڑ دیا تھا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان ؓ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا تھا وہ عثمان ؓ کے پاس فوت ہو گئی تھیں اور اس کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی بڑی بیٹی زینب سے ابو العاص بن ربیع نے عقد کیا تھا اس میں سے ان کی بیٹی امامہ پیدا ہوئی تھی۔

## رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات

اور اسلام سے ان کا رُک جانا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وہم ینہون عنہ وینأون عنہ وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون۔ (سورۃ الانعام)  
وہ لوگ حضور ﷺ سے روکتے ہیں ان سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو حالانکہ وہ سمجھتے نہیں۔

نیز ارشاد ہے :

انک لاتہدی من احببت ولكن اللہ یہدی من یشاء۔ (سورۃ قصص)  
بیشک آپ (اے محمد ﷺ) ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ سکری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس محبوبی نے، ان کو احمد بن یسار نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو حبیب بن ابوثابت نے اس شخص سے جس نے سنی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے تھے :

وہم ینہون عنہ وینأون عنہ وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون

یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ وہ مشرکین کو حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے روکتے تھے اور حضور ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے۔ اور عبد الرزاق کی ایک روایت میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو علی بن جمشاد نے، ان کو محمد بن اصہبانی نے، ان کو بکر بن بکار نے، ان کو حمزہ بن حبیب نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں، وہم ینہون عنہ وینأون عنہ۔ فرمایا کہ یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ وہ مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانے سے روکتا تھا اور حضور ﷺ کی لائی ہوئی کتاب سے ہٹاتا اور دور کرتا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن قرقوب التمار نے ہمدان میں، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیل نے، ان کو ابو الیمان حکم بن نافع نے، ان کو شعیب بن ابو حمزہ نے زہری سے۔

ابو جہل نے ابوطالب کو موت کے وقت عار دلایا ..... (ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے جس قدر میں یاد نہیں رکھ سکتا۔ انہوں نے ابن حبیب سے اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات آن پہنچی تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس پہنچے ابو جہل بن ہشام ان کے پاس بیٹھے تھے اور عبد اللہ بن اُمیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا اے چچا! آپ کہہ دیجئے

لا الہ الا اللہ میں تیرے لئے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے حجت کروں گا۔ ادھر سے ابو جہل نے اور ابو امیہ نے ابوطالب سے کہا کیا ملت عبدالمطلب سے اعراض اور روگردانی کریں گے۔ کہتے ہیں کہ ابوطالب کا آخری جملہ جو اس نے منہ سے نکالا وہ یہی تھا، علی ملة عبد المطلب کہ میں ملت عبدالمطلب پر ہی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا تھا کہ میں ضرور آپ کے لئے استغفار کروں گا، بخشش مانگوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ لہذا یہ آیت نازل ہوئی :

ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم و ما كان استغفار ابراهيم لايه الا عن موعدة وعدها اياه فلما تبين له انه عدو لله تبرء منه - (سورة توبى : آيت ۱۱۲-۱۱۳) (بخارى- حدیث ۳۶۷۵)

کہتے ہیں کہ جب وہ مر تو کافر ہی تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی :

انك لاتهدى من احببت  
اے پیغمبر! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں۔

یہ الفاظ معمر کی حدیث کے ہیں۔

اور شعیب کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے پاس آئے آپ ﷺ نے اس کے پاس ابو جہل کو بیٹھے ہوئے پایا اور عبد اللہ بن ابو امیہ بن مغیرہ کو۔ اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ بار بار اس پر لا الہ الا اللہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں مذکورہ کافر آپ سے دشمنی کرتے رہے، اس کلمے سے۔ یہاں تک کہ ابوطالب نے آخری کلمہ جو منہ سے نکالا وہ تھا کہ میں ملت ابوالمطلب پر ہوں یہ کہہ کر اس نے لا الہ الا اللہ کے نظریہ سے انکار کر دیا۔ باقی روایت کو مذکور مفہوم کے ساتھ ذکر کیا ہاں مگر انہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں نازل فرمائی تھی اور اپنے رسول سے کہا اس روایت میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ جب وہ مرے تو وہ کافر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے اور محمود سے۔ (فتح الباری ۵۰۶/۸)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق قاضی سے۔ (مسلم- کتاب الایمان ص ۵۴/۱)

اور عبد بن حمید سے، ان سب نے عبد الرزاق سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو الیمان سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابوطاہر عنبری سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے دادا یحییٰ بن منصور نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار اور عبد الرحمن بن بشر نے ان کو یحییٰ نے، ان کو یزید بن کیسان نے، ان کو ابو حازم نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چچا سے آپ کہہ دیجئے لا الہ الا اللہ میں آپ کے لئے قیامت کے دن اس کی شہادت دوں گا۔ اس نے جواب دیا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قریش مجھے عیب لگایا کریں گے کہ موت کے خوف نے اس کو کلمہ پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا تو میں اس کے ساتھ ضرور تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ لہذا اللہ نے آیت نازل فرمائی :

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء

بیشک تو ہدایت نہیں دے سکتا جس کو پسند کرے بلکہ جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے

کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو ابو اسامہ نے، ان کو یزید بن کیسان نے اس نے سنا ابو حازم سے۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اے چچا جان! آپ کہہ دیں لا الہ الا اللہ اشهد لك بها يوم القيمة، میں قیامت کے دن تیرے لئے گواہی دوں گا۔ اس نے کہا



اگر یہ بات ہوئی تو قریش کے لوگ مجھے طعنہ دیں گے۔ وہ کہیں گے اس کو اس پر موت کی گھبراہٹ نے ابھارا تھا (یعنی موت کے ڈر سے اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا) تو میں تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کرتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت اتاری :

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين

بیشک آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۵۵/۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن ابو حازم حافظ نے کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن عبد اللہ اسدی نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے یحییٰ بن عمارہ سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوطالب بیمار ہو گئے تھے لہذا قریش ہی ان کی مزاج پرسی کے لئے آئے اور رسول اللہ ﷺ بھی آئے۔ ان کے سر ہانے ایک آدمی بیٹھے تھے۔ ابو جہل اٹھے ان کو منع کرنے کے لئے اس سے۔ انہوں نے اس بات کی شکایت کی کہ میرے والد سے۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے آپ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا اے چچا! میں ان سے وہ کلمہ چاہتا ہوں جس کی برکت سے پورے عرب ان کے لئے جھک جائیں گے اور اس کی وجہ سے عجم ان کو جزیرہ دیں گے۔ وہ ایک ہی کلمہ ہے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کون سا کلمہ ہے؟ فرمایا کہ لا الہ الا اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ اجعل الالهة التها واحدا ان هذا لشيء عجاب۔ کہا اس نے بہت سارے الہوں کو ایک الہ اٹھہرا دیا یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔

کہتے ہیں کہ انہی لوگوں کے بارے میں سورۃ ص نازل ہوئی، ص والقمر ان ذی الذکر۔ یہاں تک کہ یہاں تک پہنچ گئے،

ان هذا الا اختلاق۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۲۳۲ ص ۳۶۵-۳۶۶)

دفاع اسلام نے ابوطالب کو فائدہ پہنچایا ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے پاس گئے اس کے مرض میں تو جا کر اس سے کہا اے چچا جان آپ کہہ دیجئے لا الہ الا اللہ۔ اس سبب سے تیرے لئے میرا سفارش کرنا حلال ہو جائے گا قیامت کے دن۔ اس نے کہا اے بھتیجے! اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ بات تیرے اوپر اور تیرے گھر والوں پر میرے بعد گالی بن جائے گی لوگ یہ کہیں گے کہ میں نے یہ کلمہ موت کے ڈر سے کہا تھا۔ صرف تمہیں خوش کرنے کے لئے میں نے کہا تھا، یہی کہا جائے گا۔ جب اس کی آواز بند ہو گئی تو دیکھا گیا کہ ابوطالب کے ہونٹ بل رہے ہیں۔ عباس نے قریب ہو کر کان لگایا واپس ہٹ کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ تحقیق اس نے وہی کلمہ کہا ہے جو آپ نے کہا ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا۔ (ابن ہشام ۲۷/۲۔ البدیۃ والنہیۃ ۱۳۳/۳)

اس کی اسناد منقطع ہیں اس وقت میں عباس خود بھی ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب وہ مسلمان ہو گئے تھے تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے ابوطالب کی حالت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے وہ بات کہی جو حدیث ثابت میں ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔

اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ مسدد اور حجتی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے عبد الملک بن عمیر سے، اس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے، اس نے عباس بن عبد المطلب سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ابوطالب کو کوئی فائدہ دے سکیں گے۔ بیشک وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراض بھی ہو جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں، وہ آگ کے کنارے پر ہے (یہ میری وجہ سے ہے) اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

اس کو بخاری نے موسیٰ سے روایت کیا ہے۔ بخاری۔ حدیث ۶۲۰۸۔ فتح الباری ۱۰/۵۹۲)

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر نے۔ سب نے ابو عوانہ سے۔ اور اسی طرح روایت کیا اس کو سفیان ثوری نے اور سفیان بن عیینہ نے عبد الملک بن عمیر سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابن ملحان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے، ان کو لیث نے یزید بن ہاد سے۔ اس نے عبد اللہ بن خباب سے، اس نے ابوسعید سے کہ اس نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب ان کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر ہو رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ غالباً اس کو قیامت کے دن میری سفارش فائدہ دے گی۔ لہذا وہ آگ کے کنارے میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنے تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ اُبلنے لگے گا۔

اور (علی بن احمد) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابن ابوضریمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نافع نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابن الہاد نے، ان کو عبد اللہ بن خباب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوسعید خدری نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا۔ ابوسعید نے مذکورہ بات ذکر کی ہے۔ اور بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے عبد اللہ بن یوسف سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے مسلم سے اس نے قتیہ سے، ان دونوں نے لیث بن سعد سے۔

ابوطالب کو آگ کی جوتی پہنائی جائے گی ..... (۶) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو النضر محمد بن محمد بن یوسف طوسی نے ان کو محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابو عمرو یعنی ابن احمد نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے ابو عثمان سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کے عذاب میں سے آسان ترین عذاب میں ابوطالب ہوگا جس کو ایسے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اُبلنے لگے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن شیبہ سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شیبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تاجیہ بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا وہ کہہ رہے تھے کہ جب میرے باپ کی وفات ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ آپ کے چچا انتقال کر گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ جائیں اور جا کر اسے دفن کر دیں اور بات نہ کریں بلکہ میرے پاس آ جائیں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ غسل کر لو۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن ابومریم نے، ان کو فریابی نے، ان کو سفیان نے ابواسحاق سے، اس نے تاجیہ بن کعب سے، اس نے علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ کے بوڑھے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں ان کو کون دفن کرے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جا کر دفن کر دیجئے اپنے والد کو اور تم اور کچھ نہ کرنا بلکہ میرے پاس آ جانا۔ چنانچہ میں ان کو دفن کر کے آیا تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے میرے لئے کچھ دعائیں کیں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ مجھے ان کے بدلے کچھ بھی چیز مل جائے اس میں سے جو کچھ روئے زمین پر ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن ہارون بن حمید نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابوزرعمہ نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے ابراہیم بن عبدالرحمن سے، اس نے ابن جریج سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کی میت پر آگے آئے اور فرمانے لگے میں تیرے ساتھ صلہ رحمی والا معاملہ کرتا ہوں۔ تجھے جزائے خیر ملے اے میرے چچا! اور روایت کی گئی ہے ابوالیمان ہوزنی سے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور مرسل روایت کی اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے

کہ وَلَمْ يَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ، کہ آپ ان کی قبر پر نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ اور ابراہیم بن عبد الرحمن سے مراد خوارزمی ہے جس میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید بن ابوعمر نے، دونوں نے کہا ہم کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد دوری بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ قریش میرا لحاظ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو عقبہ مجدر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ قریش میرا لحاظ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔

ابوطالب کی وفات کے بعد قریش کی ایذا رسانی بڑھ گئی ..... (۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یوسف بن بہلول نے، ان کو عبد اللہ بن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، جس نے اس کو حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر سے، اس نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو قریش کے کچھ بے وقوفوں میں سے ایک کم عقل حضور ﷺ کے آگے آیا اور اس نے حضور ﷺ پر مٹی پھینک دی اور اپنے گھر کو واپس آ گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی آئی اس نے آپ کے ﷺ چہرے سے مٹی صاف کی اور رونے لگی۔ حضور ﷺ فرمانے لگے اے بیٹی نہ روؤ، بے شک اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا آپ کے باپ کی۔ اور اسی دوران یہ بھی فرما رہے تھے کہ قریش نے میرے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کیا تھا میں جس کو ناپسند کروں یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی ہے (یعنی جب تک ابوطالب زندہ رہے قریش مجھے تکلیف نہیں پہنچا سکے)۔ (ابن ہشام ۲/۲۶-۲۷۔ الروض الانف ۱/۲۵۸)

## باب ۸۷

### سیدہ خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول ﷺ کی وفات

اور جبرئیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو ان آیات و نشانیوں کے بارے میں خبر دینا جو وہ آپ ﷺ کے پاس لائے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابوعمر نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی کسی بی بی پر اس قدر غیرت نہیں کی تھی جس قدر خدیجہ پر کی تھی بوجہ اس کے کہ میں سنتی رہتی تھی کہ حضور ﷺ اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے میرے ساتھ اس کی وفات کے تین سال بعد شادی کی تھی۔ اور البتہ تحقیق آپ ﷺ کو آپ کے رب نے حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ اس کو جنت میں ان کے گھر کی بشارت دے دیں جو موتیوں سے بنا ہوا ہے (یا بانس سے) جن میں نہ تعب ہے، نہ تھکان اور نہ شور و شغب ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی دیگر وجوہ سے ہشام بن عروہ سے۔ (بخاری حدیث ۲۸۱۷)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو قتیبہ ابن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے عمارہ سے، اس نے ابو زرعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام

حضور ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ خدیجہ ہے یہ آپ کے پاس ایک برتن لارہی ہے اس میں کھانے کا سامن ہے یا پینے کی چیز ہے۔ جب یہ آپ ﷺ کے پاس آجائے تو اس پر سلام کہئے اس کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے اور اس کو جنت میں اس کے ایک گھر کی بشارت دے دیجئے جو بانس کا بنا ہوا ہے (یا موتیوں کا بنا ہوا ہے)۔ جس میں نہ شور و شغب ہے نہ تھکان اور تکلیف ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابوشیبہ سے اس نے محمد بن فضیل سے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۸۳۰۔ فتح الباری ۱/۱۳۳-۱۳۳۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۸۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز فرض ہونے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔

(انساب الاشراف ۱/۱۸۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مکے میں وفات ہو گئی تھی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل اور نماز فرض ہونے سے قبل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور ابوطالب دونوں فوت ہو گئے تھے ایک ہی سال میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر مسلسل مصائب آنا شروع ہو گئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کی ہلاکت سے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو حضور ﷺ کی وزیرہ اور آپ کا بوجھ بردار تھیں جس نے اسلام کی تصدیق کی حضور ﷺ انہی کے پاس سکون لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موت ابوطالب کی موت کے بعد تھی مگر صرف تین دن بعد۔ واللہ اعلم۔

اسی کو ذکر کیا ہے ابو عبد اللہ بن مندہ نے کتاب المعرفة میں اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ ذکر کرتے تھے۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ لوگ شعب ابوطالب سے ہجرت مدینہ سے تین سال قبل نکلے تھے اور اسی سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا اور ابوطالب کا ان دو کے درمیان پچیس راتوں کا فرق تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال پہلے ہوا۔

یہ اس میں سے جس میں ہمیں خبر دی ہے ابو محمد سکری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن غسان نے، وہ کہتے ہیں کہ واقدی نے کہا ہے پھر اس نے اسی کو ذکر کیا ہے۔

باب ۸۸

## مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک رسول اللہ ﷺ کی سیر

اور اس میں جن آیات و نشانیوں کا ظہور ہوا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِی

بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

پاک ہے وہ ذات پاک جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گئی۔ جس کے ماحول کو ہم نے باہر کت بنا دیا ہے

تاکہ اس کو اپنی نشانیاں دکھائے۔ بیشک وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت سے ایک سال پہلے بیت المقدس کی طرف رات کو لے جایا گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰۸/۳)

اور اسی طرح اس کا ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابو الاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن خالد اور حسان بن عبد اللہ نے۔ ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے ابو الاسود سے، اس نے عروہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے اسباط بن نصر سے، اس نے اسماعیل سدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر پانچ نمازیں بیت المقدس میں فرض کی گئی تھیں جس رات ان کو لے جایا گیا تھا۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کی ہجرت سے چھ ماہ قبل کا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو اسماعیل ترمذی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد حمزہ بن محمد بن عباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل ابو اسماعیل ترمذی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن علاء بن ضحاک زبیدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے عبد اللہ بن سالم اشعری سے، اس نے زبیدی محمد بن ولید بن عامر سے، ان کو حدیث بیان کی ہے ولید بن عبد الرحمن نے۔ یہ کہ جبیر بن نصیر نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شداد بن اوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے سیر کرائی گئی تھی (یارات کو کیسے لے جایا گیا تھا)۔

معراج کی رات مدینہ طیبہ میں آپ نے نماز پڑھی ..... کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھانی تھی مکہ مکرمہ میں۔ اور میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک جانور لائے تھے سفید رنگ کا، جو گدھے سے قدرے بڑا تھا مگر خچر سے چھوٹا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سوار ہو جائیے۔ میرے اوپر مشکل گزری۔ اس نے اس کو کان سے پکڑ کر گھما دیا اس کے بعد اس نے مجھے اس کے اوپر سوار کر دیا۔ بس وہ جانور ہمیں لے کر روانہ ہوا۔ وہ اس قدر تیز تھا کہ جہاں اس کی نگاہ پہنچتی تھی وہیں اس کے قدم پہنچتے تھے یہاں تک کہ ہم کھجوروں کی سرزمین پر پہنچ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اتار دیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ نماز پڑھئے۔ میں نے نماز پڑھی اس کے بعد پھر ہم سوار ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ نے یثرب میں نماز پڑھی ہے، آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد وہ سواری روانہ ہوئی ہم لوگوں کو لے کر۔ اس کے پیروہاں پڑھے تھے جہاں اس کی نگاہیں پڑ رہی تھیں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں ایک اور سرزمین پر پہنچا دیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اتر جائیے، میں اتر گیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا نماز پڑھئے، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے مدین میں نماز پڑھی ہے۔ آپ نے شجرہ موسیٰ کے پاس نماز پڑھی ہے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس درخت کے پاس نبوت ملی تھی)۔ اس کے بعد وہ سواری ہمیں لے کر روانہ ہوئی۔ پھر اس کے پیروہاں پڑنے لگے جہاں اس کی نظریں جاتی تھیں۔ پھر اس نے ہمیں ایک سرزمین پر پہنچا دیا جہاں ہمارے لئے محلات ظاہر ہو رہے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُترئیے، میں اُتر اتوں انہوں نے کہا کہ یہاں بھی نماز پڑھئے، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم لوگ سوار ہو گئے اس کے بعد انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، مسیح ابن مریم۔

دودھ اور شہد کا برتن لایا گیا ..... اس کے بعد وہ مجھے لے کر چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک شہر میں داخل ہوئے اس کے دروازہ یمانی کی طرف سے۔ جبرئیل علیہ السلام مسجد کے قبلہ اور سامنے کی طرف آئے انہوں نے وہاں پر سواری کے اپنے جانور کو باندھا اور ہم لوگ مسجد میں داخل ہو گئے۔ ایک ایسے دروازے سے جس سے چاند اور سورج دونوں جھک رہے تھے یا ڈھلتے نظر آ رہے تھے۔ پھر میں نے مسجد میں نماز پڑھی جس جگہ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد مجھے شدید پیاس نے آن گھیرا۔ لہذا میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا۔ وہ پورے بھرے ہوئے میرے پاس بھیجے گئے میں نے دونوں میں برابری محسوس کی۔ اس کے بعد اللہ نے مجھے رہنمائی فرمائی لہذا میں نے دودھ لے کر پی لیا اور پورا پورا پی گیا۔ میں نے سامنے جب دیکھا تو ایک بوڑھے بزرگ تشریف فرما ہیں اور وہ بستر پر اپنی کہنی پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا تیرے ساتھی نے فطرت کو لیا ہے اور بے شک اس کو اس کی رہنمائی کی گئی تھی۔

اس کے بعد وہ مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم لوگ ایک وادی میں پہنچ گئے جو اسی شہر میں تھی یکا یک میں کیا دیکھتا ہوں وہاں سے جہنم منکشف ہو گئی ہے قالین کی مثل۔ (شہاد بن اوس نے کہا کہ) میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جہنم کو کیسا پایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گرم اور سیاہ کونکے کی طرح تھی۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے ہٹا لیا گیا اس کے بعد ہم لوگ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ گزر رہے تھے فلاں فلاں جگہ اور مقام پر جن کا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں شخص نے ان کو وہ ڈھونڈ کر دیا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ آواز تو محمد ﷺ کی لگتی ہے۔ اس کے بعد میں صبح ہونے سے قبل اپنے اصحاب کے پاس واپس بھی آ گیا مکہ میں۔

چنانچہ حضرت ابو بکر ﷺ میرے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ (ﷺ) آج رات آپ کہاں پر تھے؟ ہم آپ کی جگہ پر آپ کو تلاش کرتے رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میں بیت المقدس میں گیا تھا۔ ابو بکر ﷺ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ (ﷺ) وہ مہینے بھر کا سفر ہے؟ آپ مجھے بتائیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے لئے راستہ کھولا گیا تھا گویا کہ میں اسی میں دیکھ رہا ہوں۔ جو بھی وہ سوال مجھ سے کرتے گئے میں ان کو بتاتا چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر ﷺ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مشرکین نے کہا دیکھو دیکھو ابن ابوبکثہ (محمد) کو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ آج رات بیت المقدس میں گیا تھا۔

واپسی پر قریشی قافلہ سے ملاقات ..... راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تم لوگوں کو ایک نشانی بتاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں مدینے کی طرف آنے والے قریش کے ایک قافلے سے ملا ہوں فلاں فلاں مقام پر ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش کر رہے تھے مگر فلاں شخص کو وہ مل گیا تھا، بے شک ان کی روانگی ہو چکی ہے وہ اس وقت فلاں فلاں مقام پر ہیں۔ تمہارے پاس وہ فلاں فلاں دن پہنچ جائیں گے ان کے آگے آگے گندمی رنگ کا اونٹ ہے۔ اس کے اوپر کالے رنگ کا کپڑا جھلی ڈالی ہوئی ہے اور اس کے اوپر دو کالے رنگ کی بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ جب وہ دن آ گیا (جو حضور ﷺ نے قافلے کے آنے کا بتایا تھا) تو لوگ نظر اٹھا اٹھا کر قافلے کو دیکھنے لگے اور انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت قریب ہوا تو وہ قافلہ آ گیا اس کے آگے آگے وہی اونٹ تھا جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔

یہ اسناد صحیح ہے اور یہی بیان اس کے علاوہ دیگر احادیث میں، الگ الگ مروی ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ اس میں سے ذکر کریں گے جو کچھ میسر ہوگا۔

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابو الموجد محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد ان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیب سے، اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس رات کو رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اسی رات حضور ﷺ کو ایک مرتبہ پیش

کیا گیا، اس میں شراب تھی اور دوسرا برتن پیش کیا گیا اس میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا برتن آپ نے لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا الحمد لله الذی هدانا لهذا لولم نكفركم، اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرۃ کی چیز کی رہنمائی فرمائی۔ اگر آپ ﷺ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو ابو خثیمہ نے، ان کو ابو صفوان نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن مسیب نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے حدیث کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل برابر برابر۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۷۰۹۔ فتح الباری ۳۹۱/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو خثیمہ زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ مسند احمد ۲۸۲/۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی احمد بن خالد وھبی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ بن ابی اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے۔ ابن انضر کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن نعیم نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عجیب بن معنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے، ان کو عبد اللہ بن فضل ہاشمی نے، ان کو ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خود حجر کعبہ میں دیکھا اور قریش مجھ سے میری سیر و سفر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کئی چیزوں کے بارے میں پوچھا بیت المقدس میں سے۔ میں نے جن کو ذہن میں یاد نہیں رکھا تھا۔ لہذا میں انتہائی کرب میں مبتلا ہو گیا کہ کبھی اس قدر کرب میں کبھی مبتلا نہیں ہوا تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا (مراد ہے اللہ نے حجابات کو ہٹا کر سامنے کر دیا)۔ جو بھی مجھ سے پوچھتے تھے میں ان کو جواب دیتا جاتا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ..... تحقیق میں نے خود انبیاء کی جماعت میں دیکھا تھا کہ یکا یک موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک مضبوط اور گھنگھرا لے بالوں والے جوان ہیں جیسے کہ قبیلہ شنوءہ کے جوانوں میں سے ہیں۔ پھر یکا یک نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ان کی سب سے زیادہ مشابہت لوگوں میں سے عروہ بن مسعود ثقفی کے ساتھ تھی۔ پھر دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں میں سے ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت تمہارے ساتھی میں ہے (وہ اس سے اپنے نفس کو مراد لے رہے تھے)۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا لہذا میں نے ان تمام انبیاء کی امامت کرائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہ دیکھیں اس کا نام مالک ہے یہ جہنم کا ذمہ دار ہے، اس پر سلام کیجئے۔ میں اس کی طرف جو نہی پلٹا تو اس نے سلام کرنے میں مجھ سے پہل کر ڈالی۔

ان دونوں کی حدیث کے الفاظ برابر ہیں ہاں مگر وہی کی روایت میں ہے کہ اور میں قریش کو خبر دے رہا تھا اپنے سفر اور سیر کے بارے میں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن بن عبد الصمد بن علی بن مکرّم نے، ان کو عبید بن عبد الواحد نے، ان کو یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے۔ اس نے کہا کہ مجھے خبر دی ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے کہ اس نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر کعبہ میں کھڑا ہوا لہذا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ میں اس کو دیکھ دیکھ کر قریش کو بتانے لگا اس کی نشانیوں کے بارے میں، حالانکہ میں دیکھ نہیں رہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن بکیر سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۸۶۔ فتح الباری ۱۹۶/۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قبیلہ سے، اس نے لیث سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱۵۶/۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے، اس نے کہا حدیث بیان کی مجھے میرے والد نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس پہنچے تو اس پر وہ ابراہیم علیہ السلام سے ملے اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے۔ اور ان کے پاس دو پیالے لائے گئے۔ ایک دودھ کا پیالہ تھا دوسرا شراب کا پیالہ۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف نظر ڈالی اس کے بعد آپ نے دودھ والا پیالہ لے لیا۔ لہذا جبرئیل نے آپ ﷺ سے کہا آپ کی فطرت کی رہنمائی کی گئی ہے اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ آپ کو سیر کرائی گئی ہے تو بہت سارے لوگ آزمائش اور سوچ میں پڑ گئے جنہوں نے رات کو آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔

حضرت صدیق اکبر ﷺ نے معراج کے واقعہ کی بلاتا خیر تصدیق کی ..... ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا قریش کے لوگ باقاعدہ تیاری کے ساتھ حضرت ابو بکر ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں کچھ معلوم ہے، وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر واپس مکہ میں آ گئے ہیں۔ ابو بکر ﷺ نے کہا کیا واقعی انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بالکل کہی ہے۔ ابو بکر ﷺ نے کہا کہ پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کیا آپ تصدیق کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات کے اندر شام کے ملک چلے گئے ہیں۔ دوبارہ صبح ہونے سے پہلے واپس مکے میں بھی آ گئے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! میں ان کی تصدیق اس سے دور کی مسافت پر بھی کرتا ہوں کیونکہ میں اس کی تصدیق آسمانوں کی خبر پر بھی کرتا ہوں۔ ابو سلمہ نے کہا کہ اسی معاملے میں ان کا نام رکھا گیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبد اللہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے تھے جب قریش نے میری تکذیب کر دی تھی جس وقت مجھے بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تھا میں حجر کعبہ میں کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو سامنے کر دیا تھا لہذا میں شروع ہوا ان کو اس کی نشانیاں بتانے لگا حالانکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو سہل احمد بن محمد بن ابراہیم مہرانی نے، ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں۔ ان کو محمد بن بشیم قاضی ابو الاحوص نے، ان کو محمد بن کثیر مصیعی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے مکرّم بن احمد قاضی نے، ان کو ابراہیم بن بشیم بلدی نے، ان کو محمد بن کثیر صنعانی سے، ان کو معمر بن راشد نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو آپ لوگوں کو باتیں بتانے لگے کچھ لوگ (شک کی وجہ) سے پھرنے لگے۔ ان لوگوں میں سے جو آپ کے ساتھ ایمان لائے تھے اور آپ کی تصدیق کر رہے تھے وہ دوڑ کر حضرت ابو بکر ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا کہتے ہیں آپ اپنے دوست کے بارے میں۔ وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس کو آج رات بیت المقدس لے جایا گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا واقعی حضور ﷺ نے یہ بات کہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کہی ہے۔ تو ابو بکر ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بات کہی ہے تو سچ کہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس طرح تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج ہی رات کے اندر بیت المقدس چلے گئے تھے پھر صبح ہونے سے پہلے واپس مکے میں بھی آ گئے ہیں۔ ابو بکر ﷺ نے فرمایا میں بالکل تصدیق کرتا ہوں۔ میں نے اس سے زیادہ دور کی مسافت یعنی آسمانوں کی خبر کی صبح شام تصدیق کی ہے۔ اسی لئے ان کا نام ابو بکر صدیق ﷺ رکھا گیا۔ یہ الفاظ ابو عبد اللہ کی حدیث کے ہیں۔

(متدرک ۶۲/۳-۶۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو معمر بن سلیمان نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے انس بن مالک ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بعض



اصحاب نبی نے یہ کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات سیر کرائی گئی تھی آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے تھے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (اصحاب رسول ﷺ) کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ گھوڑا یا جانور باندھا گیا تھا خرابہ کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ میرے سامنے وضاحت فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جانور ایسا تھا، ایسا تھا گویا کہ ابو بکر نے تحقیق دیکھ لیا اس کو۔

اس روایت میں اسی طرح ہے اور دوسری روایت میں ہے (کریمہ و دیمہ) اور صحیح اول ہے۔

دودھ فطرت کے مطابق ہے ..... (۱۱) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی بن مقلاص نے، ان کو عبد اللہ بن وہب بن مسلم ابو محمد قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن عبد الرحمن زہری نے اپنے والد سے، اس نے عبد الرحمن بن ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب جبرئیل علیہ السلام براق لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو وہ گویا کہ اپنی دم زور سے ہلا رہا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا تھا ٹھہر جا اے براق! اللہ کی قسم اس جیسا سوار کبھی تیرے اوپر سوار نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ چنانچہ وہ راستے کے کنارے ایک بڑھیا کے پاس سے گذرے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلتے رہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ چلتے رہے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ چلیں کہ اچانک آپ ﷺ نے سنا کہ کوئی شے آپ کو راستے کے کنارے سے ہلا رہی ہے راستے سے ہٹ کر۔ اور وہ کہتی ہے میرے پاس آئیے اے محمد! (ﷺ)۔ مگر جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ چلئے۔ آپ ﷺ اور آگے چلے جس قدر اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ کو مخلوق میں سے ایک مخلوق ملی ان لوگوں نے کہا السلام علیک یا اول السلام علیک یا اخر السلام علیک یا حاشر۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ سلام کا جواب دیجئے اے محمد ﷺ! آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ دوبارہ چلے۔ حضور ﷺ سے اب بھی انہوں نے پہلے کی طرح قول کیا اس کے بعد تیسری بار ایسا ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ بیت المقدس پہنچ گئے پھر آپ کے آگے پانی اور شراب اور دودھ پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دودھ لے لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اگر آپ پانی پی لیتے تو آپ بھی غرق ہو جاتے اور آپ کی امت بھی غرق ہو جاتی اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ بھی بھٹک جاتے اور آپ کی امت بھی گمراہ ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام بھیجے گئے اور ان کے بعد والے سارے انبیاء بھی علیہم السلام۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کی امامت فرمائی۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا بہر حال وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی تھی راستے کے کنارے پر۔ پس نہیں باقی رہی دنیا میں سے مگر جس قدر اس بڑھیا کی عمر باقی رہ گئی ہے۔ بہر حال وہ جس کی طرف آپ ﷺ مائل ہونا چاہتے تھے وہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کو سلام کیا ہے وہ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو ابوالزنباع نے، ان کو روح بن فرج نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نینسا پوری نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لائی گئی جس رات کو سیر کرائی گئی۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی، لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ سے اس پر چڑھنا مشکل ہوا تو جبرئیل نے اس سے کہا اے براق! تجھے کس چیز نے ایسا کرنے کے لئے کہا ہے؟ اللہ کی قسم تیرے اوپر مخلوق میں سے ایسا سوار کبھی سوار نہیں ہوا جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہو۔ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی براق کو پسینے چھوٹ گئے تھے۔ (ترمذی)۔

معراج سے واپسی پر قریش کے سامنے بیان ..... (۱۳) ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو احمد بن عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو نصر بن شمیل نے، ان کو خبر دی عوف نے، ان کو زرارہ بن اوفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ رات آئی جس میں مجھے سیر کرائی گئی تھی تو میں مکے میں گھبرا گیا تھا اپنے معاملے سے۔ کیونکہ میں جان چکا تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ الگ تھلگ ہو کر غمگین حالت میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ابو جہل اللہ کا دشمن ان کے پاس سے گزرا وہ آ کر حضور ﷺ کے پاس استہزاء کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اور پوچھنے لگا کہ کیا ہوا کوئی بات ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اس نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے پوچھا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک۔ اس نے کہا کہ پھر آپ اس وقت ہمارے درمیان موجود بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس بات کی پروا نہ کی کہ وہ تکذیب کرے گا آپ کی۔ بوجہ اس خوف کے کہ جب اپنی قوم کو بلائے گا تو یہ انکار نہ کر دے کہ مجھے یہ بات نہیں بتائی تھی۔ ابو جہل نے کہا کہ کیا خیال ہے آپ کا اگر آپ کی قوم کو بلاؤں تو آپ ان کو یہ بات بتائیں گے جو آپ نے مجھے بتائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بتاؤں گا۔ ابو جہل نے کہا اے بنی کعب کی جماعت! یہاں آ جاؤ۔ کہتے ہیں کہ ابو جہل کی یہ بات سن کر جہاں جہاں کوئی بیٹھا تھا اپنی اپنی مجلس برخواست کر کے سب چلے آئے اور وہ آ کر ابو جہل اور حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے کہا کہ محمد! ﷺ آپ اپنی قوم کو وہ بات بتائیے جو آپ نے مجھے بتائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ صبح صبح ہمارے درمیان بھی موجود ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ لوگوں نے ازراہ مذاق تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ بعض نے ازراہ تعجب سر پر ہاتھ رکھ لئے کہ اتنا بڑا جھوٹ محمد ﷺ بول رہے ہیں (نعوذ باللہ)، ان لوگوں کا یہی گمان تھا۔ مگر ان لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بیت المقدس کا سفر کر چکے تھے اور مسجد اقصیٰ کو دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ ہمیں مسجد اقصیٰ کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کی صفت بیان کرنا شروع کی۔ بتاتے بتاتے بعض چیزیں مجھ سے مل جل گئیں۔ کہتے ہیں کہ پھر مسجد میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ دار عقیل یا عقال کے پیچھے رکھی گئی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی صفات بیان کر دیں بایں صورت کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ایک حدیث بھی جس کو عوف نے یاد نہیں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے کہا کہ بہر حال صفات اور نشانیاں تو اللہ کی قسم انہوں نے درست بتائیں ہیں۔ (مسند احمد ۱/۳۰۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تمام نے، ان کو ہودہ نے، ان کو حدیث بیان کی زرارہ بن ابو اوفی نے ابن عباس سے اس حدیث کے ساتھ۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن مسلمہ نے، ان کو عاصم بن بہدلہ نے، اس نے زر بن حبیش نے حدیفہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس براق لائی گئی وہ جانور تھا، رنگ سفید، گدھے سے قدرے بڑا نچر سے ذرا چھوٹا۔ جو نبی حضور ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اس کے پیٹھ سے نہیں ہٹے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ان کو آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا اور حضور ﷺ کو جنت اور جہنم دکھائی۔

اس کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگے کہ کیا بیت المقدس میں آپ نے نماز پڑھائی تھی؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا سنئے اے اصیلع میں آپ کا چہرہ پہچانتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں زر بن حبیش ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نے ان کو کہاں پایا تھا کہ انہوں نے نماز پڑھائی تھی۔ میں نے آیت کا مطلب بیان کیا۔

سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لئریہ من  
ایاتنا انہ ہو السميع البصیر

براق کو انبیاء کی سواری باندھنے کے کڑے کے ساتھ باندھا ..... کہا اگر انہوں نے وہاں نماز پڑی ہوتی تو تم بھی نماز پڑھتے جیسے تم مسجد الحرام میں پڑھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا انہوں نے اس کڑے کے ساتھ سواری باندھی تھی جہاں انبیاء کرام علیہم السلام سواریاں باندھا کرتے تھے؟ کہا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے وہ وہاں سے چلے جائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وہاں لے گیا تھا؟

میں کہتا ہوں کہ اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید نے عاصم سے مگر اس نے براق کی صفت محفوظ اور یاد نہیں رکھی۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایسے تھے کہ انہوں نے بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی بات نہیں سنی تھی۔ (ترمذی - حدیث ۱۳۳۷)

اور تحقیق، ہم نے روایت کیا ہے حدیث ثابت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور دیگر سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی۔ باقی رہی بات سواری باندھنے کی، تو ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے دیگر کی حدیث میں۔

نیز براق ایک جانور اور مخلوق تھا اور عادت اسی طرح مقرر ہے اور جاری ہے کہ جانور باندھے ہی جایا کرتے ہیں۔ گو کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ بغیر باندھے اس کی حفاظت کرے مگر نفی والی بات ثابت نہیں جبکہ باندھنے والی بات حدیث سے ثابت ہے اور ثابت کرنے والی حدیث نفی کرنے والی سے اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔ وباللہ التوفیق۔

(۱۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار سے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو علی بن عبد اللہ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

وجعلنا الرؤیا التي أريناك الا فتنة للناس

کہ ہم نے نہیں بنایا اس خواب کو جو ہم نے اس کو دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کے لئے

ابن عباس نے کہا کہ یہاں روایت عین مراد ہے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا تھا جس رات ان کو سیر کرائی گئی تھی۔ اور والشجرة الملعونة فی القرآن، یہ شجرہ زقوم (تھوہر کا درخت) مراد ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبد اللہ سے۔ (بخاری - حدیث ۶ - فتح الباری ۸/۳۹۸)